حیات

حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی علیہ الرحمۃ اللہ

سرحد مسلم لیگ کے صف اول کے رہنما اور تحریک پاکستان کے اولین شیخ طریقت کے حالات زندگی اور خدمات کا جائزہ

تالیف سید محمد انور شاہ قادری (ایم اے)

نام کتاب: حیات حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی علیہ الرحمۃ

نام مصنف: سید محمد انور شاہ قادری ایم اے (لائبریری سائنس)

ناشر:- شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

منتظم اعلیٰ:- سید غلام الحسنین قادری گیلانی

سائز: ۲۳ × ۱۸ / ۸

صفحات: ۲۹۲

کتابت:- خادم الفقراء پکھر آج رقم قادری عفی عنہ

تاریخ اشاعت: اگست ۱۹۹۷ء

قیمت:

مطبع:- رضوان پرنٹرز ڈھکی نعلبندی پشاور

(ملنے کا پتہ)

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

فون:- ۲۱۳۳۶۲

انتساب

اُن عظیم المرتبت مشائخِ عظام اور
اُن مخلص ترین و گمنام مسلم لیگی کارکنوں
کے نام جنہوں نے اپنی زندگیاں دو قومی
نظریے کے فروغ اور تحریکِ پاکستان
کی کامیابی و استحکام پر نچھاور کر دیں۔

؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

فہرست مندرجات

تقدیم

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد ہندوستان پر برطانیہ کا اقتدار مزید مستحکم ہوگیا اور مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کی شاندار عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی، مسلمانانِ ہند اوجِ ثریّا سے قعرِ مذلت میں گھر گئے ان کا مستقبل تاریک ہوگیا اور یوں نظر آنے لگا کہ آئندہ یہاں کے مسلمان کبھی سر نہ اُٹھا سکیں گے لیکن اِن مایوس کن حالات میں مشائخِ سرحد مینارۂ نُور بن کر چمکے، اِن جلیل القدر حضرات نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں برطانوی حکومت سے ٹکر لی اور اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت سے فرنگیوں کی طاقت اور گھمنڈ کے نشے کو پانی پانی کر دیا۔

سرحد کے مشائخِ عظام حضرت شیخ الاسلام عبدالغفور صاحب المعروف اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیادت میں متحد ہو گئے، انگریزوں نے ان کے مقابلے میں اپنے بہترین جنرل چیمبرلین کو امبیلا (بونیر) بھیجا اور ہندوستان سے اپنی تمام فوجی قوت یہاں پر جمع کر لی، توپ خانوں کے دہانے کھول دیئے اور آگ و آہن کی بارش برسائی لیکن اللہ والوں کے مقابلے میں بے بس ہو گئے اور بے پناہ جانی و مالی نقصان اُٹھا کر پسپا ہوئے، حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ اعظم حضرت سیّد

نجم الدّین المعروف ہڈہ مُلّا صاحب نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھا تمام شمال مغربی سرحدی قبائل کو اکٹھا کرلیا اور یُوں آپ کی کوششوں سے تمام قبائل انگریزوں کے خلاف برسرِ پیکار ہُوئے۔

بعد ازاں مجاہدِ اعظم سرحد حضرت سیّد فضل احمد المعروف حاجی صاحب ترنگزئی (چارسدہ) رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ میدانِ عمل میں آئے اور نہایت منظم انداز میں اہالیانِ سرحد کی رہنمائی فرمائی ان کے باہمی اختلافات اور رنجشوں کو دُور فرمایا' انہیں علم سے آراستہ کرنے کے لیے باقاعدہ تعلیمی تحریک شروع کرکے مدرسوں کا جال بچھا دیا جس سے بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہُوئی' حکومت نے اس کا سدباب کرنے کے لئے آپ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن شیخ وقت کو بروقت پتہ چل گیا اور آپ مہمند ایجنسی کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں سے برطانوی کیمپوں اور فوجی چھاؤنیوں کو نشانہ بنانے کے لئے پے در پے قبائلی لشکر روانہ کرکے انگریزوں کو ہراساں کرتے رہے۔ خان عبدالغفار خان المعروف باچا خان نے بھی آپ ہی کی خدمت اقدس میں رہتے ہُوئے کوچۂ سیاست میں قدم رکھا اور انگریز دشمنی کی وادیٔ خارزار میں داخل ہوئے مگر بعد میں باچا خان نے اپنے مخصوص نظریات کی بناء پر آزادیٔ وطن کی جدوجہد میں مسلم لیگ کی بجائے کانگرس کا ساتھ دیا۔

الغرض اِن مشائخ طریقت نے انتہائی مشکل' تاریک اور نااُمیدی کے دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کا مقدس فریضہ

انجام دیا، اِن پیرانِ عظام کی مستقل مزاجی اور فرنگیوں کے خلاف کامیابی کی خبروں سے مسلمانانِ ہند کے حوصلے بلند ہوئے، اُن کے اندر نیا جوش و ولولہ اور بیداری پیدا ہوئی، مایوسی کے بادل چھٹنے لگے اور اُنہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے آزادیٔ وطن کی جدّوجُہد شروع کی تو سرحد کے سجادہ نشینوں نے ان کے شانہ بشانہ دو قومی نظریئے کا پرچار شروع کیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ سرحد میں مسلم لیگ کو ایک عوامی جماعت بنانے، دو قومی نظریئے کو فروغ دینے اور تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا سہرا حضرات مشائخ کرام کے سر ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ عظیم الشان کامیابی حضرت حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی (پشاور) حضرت سید شریف حسین شاہ صاحب شاکر بغدادی (پشاور) حضرت شیخ الاسلام مفتیٔ اعظم سرحد سیّد حبیب شاہ صاحب گیلانی (پشاور) حضرت سیّد عبدالستار شاہ بادشاہ صاحب چشتی ترمذی (پشاور) آغا سیّد چن شاہ حیدری قلندر (پشاور) سیّد ذوالفقار علی شاہ صاحب المعروف مظہر گیلانی (پشاور)، حضرت سید بادشاہ گُل صاحب بن حضرت حاجی صاحب ترنگزئی (چارسدہ) حضرت پیر امین الحسنات صاحب المعروف پیر صاحب مانکی شریف (نوشہرہ) حضرت پیر سیّد گوہر شاہ بادشاہ صاحب (مردان) حضرت مولانا عبدالحکیم بادشاہ صاحب بام خیل (صوابی) صاحبزادہ حبیب النبی صاحب بیکی شریف (صوابی)، حضرت پیر طیبُ الرحمن صاحب

چھوہر شریف (ہری پور) حضرت سیّد محمود شاہ صاحب محدّث ہزاروی (حویلیاں) حضرت پیر سیّد قاسم شاہ صاحب المعروف پیر حقانی (کوہاٹ) حضرت پیر سیّد غلام سرور شاہ صاحب گیلانی (کوہاٹ) سجادہ نشینانِ کاربوغہ شریف (کوہاٹ) حضرت پیر سیّد سعادت شاہ صاحب (بنوں) اور حضرت پیر عبداللطیف صاحب المعروف پیر زکوڑی (ڈیرہ اسماعیل خان) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ کی دن رات محنت و مشقت کی مرہونِ منّت ہے۔ اِن بزرگوں کی خانقاہوں سے نسبت رکھنے والے لاکھوں عقیدت منداور علمائے اہلِ سُنّت میدانِ عمل میں کُود پڑے، اہالیانِ سرحد کو کانگریس کے طلسم سے آزاد کر کے دوٗ قومی نظریئے کو فروغ دیا اور یوٗں ریفرنڈم میں سرحدی باشندوں نے الحاقِ پاکستان کا فیصلہ کیا۔

تحریکِ پاکستان میں حصّہ لینے والی اِن جلیل القدر ہستیوں میں حضرت حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کو تقدمِ زمانی حاصل ہے، آپ سرحد کے وہ پہلے سجادہ نشین ہیں جنہوں نے ۱۹۲۰ء سے تحریکِ ہجرت اور ترکِ موالات کے موقع پر مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ شروع فرمایا جبکہ ۱۹۳۶ء میں یہاں پر مسلم لیگ کے قیام و احیاء کے لئے سرگرمِ عمل ہو گئے اور انہی مخلصانہ کوششوں کی بدولت پشاور سٹی مسلم لیگ قائم ہوئی، دو قومی نظریئے کا پرچار شروع ہوا اور قافلۂ آزادی منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہوا۔

زیرِ نظر کتاب میں سیّد محمّد انور شاہ صاحب قادری نے مسلم لیگ کے اِس عظیم المرتبت رہنما اور تحریکِ پاکستان کے اوّلین سجّادہ نشین کے حالات و خدمات پر پہلی بار قلم اُٹھایا اور انتہائی مستند و معتبر حوالہ جات کی روشنی میں انھیں یکجا کر کے اِس انداز سے ترتیب دیا کہ آپ کے حالاتِ زندگی و مساعی جمیلہ کے ساتھ ساتھ قیامِ پاکستان تک پشاور مسلم لیگ کی تاریخ بھی سامنے آ گئی ہے۔ کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام روش سے ہٹ کر بنیادی مآخذ تک رسائی کی گئی ہے جن میں بلدیہ پشاور کا غیر مطبوعہ ریکارڈ، خفیہ پولیس کی ڈائریاں اور مجلسِ میلاد پشاور کا مواد خصوصی اہمیّت کا حامل ہے، اِن اساسی ذرائعِ معلومات کی بناء پر کتاب کی تحقیقی حیثیت میں گراں قدر اضافہ ہُوا ہے نیز جو بات بھی بیان کی گئی ہے اُس کا حوالہ بہم پہنچایا گیا ہے اور عصرِ حاضر کے مروّجہ محققانہ انداز کو اپناتے ہُوئے ہر باب کے آخر میں حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

یہ کتاب چھ ابواب پر محیط ہے۔ پہلے باب میں "خاندانی پس منظر" کے عنوان سے حضرت سیّد عبد اللہ شاہ صحابی قادری گیلانی بغدادی ثم ٹھٹھوی سے ابتداء کر کے حضرت سیّد احمد شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃُ اللہ علیہم اجمعین تک آٹھ پُشتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی دینی و روحانی اور علمی و ادبی کاوشوں کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے جس کے مطالعے سے قارئین حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے نسب سے آگاہی حاصل کر لیتے ہیں۔ دُوسرے باب میں حافظ سیّد

محمدؒ زمان شاہ صاحب کی پیدائش، تعلیم و تربیت، اخلاق و کردار اور ۱۹۲۰ء سے سیاسی خدمات اور ۱۹۳۲ء سے بلدیاتی خدمات وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے، تیسرے باب میں ۱۹۳۶ء سے مسلم لیگ کے احیاء، دو قومی نظریئے کے فروغ اور اسے ایک مقبولِ عام جماعت بنانے کے لیے آپ کی جدوجہد کا ذکر کیا گیا ہے، چوتھے باب میں تحریک پاکستان کے سلسلے میں قراردادِ پاکستان، سرحد میں مسلم لیگ کی ہمہ گیر تنظیم، سرحد میں مسلم لیگ وزارت کے قیام و اختتام، مسلم لیگ کے داخلی انتشار اور اسے ختم کرنے کے لیے اتفاق و اتحاد کے لیے کیے جانے والے اقدامات کے علاوہ قائدِ اعظم کا دُوسرا دورۂ سرحد اور سول نافرمانی کی تحریک کو شامل کیا گیا ہے، اس سلسلے میں آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں "صدائے پاکستان" کے نام سے قائم کیے جانے والے خفیہ ریڈیو سٹیشن اور خفیہ اخبار کے متعلق پہلی بار مفصل و مستند معلومات فراہم کی گئی ہیں جس سے نئی نسل کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ آستانۂ عالیہ جو پشاور میں عموماً ایک دینی و روحانی مرکز کے طور پر معروف ہے اسے تحریک پاکستان میں سیاسی ہیڈ کوارٹر کی حیثیت بھی حاصل رہی، پانچویں باب میں "معاصرین" کے عنوان کے تحت حضرت حافظ سید محمدؒ زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء کا ذکر کیا گیا ہے جن کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم قائم تھے جبکہ چھٹے اور آخری باب میں آپ کی اولادِ امجاد کے حالات جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ڈاکٹر سیدہ اُمِّ سلمیٰ گیلانی
اسسٹنٹ پروفیسر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی

پیش لفظ

انسانی شخصیّت کی تعمیر و تکمیل مشرق کے ہاں شروع سے ہی مقصدِ حیات سمجھی جاتی رہی ہے لیکن اب کچھ عرصے سے مغرب میں بھی اس کی اہمیّت کو تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ وہاں کے سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں کی توجہ اس مسئلے پر مرکوز ہو چکی ہے اور اس بڑھتے ہوئے رُجحان کے پیشِ نظر مغربی ماہرینِ نفسیات نے اپنے افکار و خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یہ تو لکھا ہے کہ :

- شخصیّت کیا ہے ؟
- اور تعمیرِ شخصیّت کے ثمرات کیا ہیں ؟
- لیکن تعمیرِ شخصیت کیسے ہو ؟ اس پر وہ کچھ زیادہ روشنی نہیں ڈال سکے۔[1]

چونکہ انسان روح، عقل اور بدن کا مجموعہ ہے اِس لئے تعمیرِ شخصیّت کا صحیح لائحہ عمل وہی ہو سکتا ہے جس میں ان تینوں کے تقاضے پورے ہوتے ہوں اور اس میں اعتدال و توازن ہو اور افراط و تفریط سے پاک ہو یعنی وہ پروگرام ایسا نہ ہو جس میں صرف بدن کی ضروریات پوری کرنے پر اتنا زور ہو کہ انسان حیوان محض بن کر رہ جائے، نہ اس میں عقل کو اتنی اہمیّت حاصل ہو کہ انسان بحث تمحیص یا ابلیسی مکر و فریب کو ہی زندگی کا ماحصل سمجھ بیٹھے

---

[1] عبدالرشید: اسلام اور تعمیرِ شخصیّت، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور ۱۹۷۶ ص۳

اور نہ ہی انسان کو روحانی کیفیت میں اس قدر منہمک رکھے کہ وہ علم و عمل سے بیگانۂ محض ہو کر رہ جائے۔[۵۲]

خالق کائنات نے عالمِ انسانیت کے لئے ایک ایسا مکمل، جامع، آسان اور قابلِ عمل دستور العمل قرآن کی صورت میں نازل فرمایا جس میں انسان کی انفرادی و اجتماعی ترقی، اصلاح اور تعمیر و تکمیل کیلئے پوری پوری رہنمائی فراہم کی گئی ہے نیز اس میں روح، عقل اور بدن تینوں کی حاجات پوری کرنے کا سامان بھی مہیّا کیا گیا ہے۔

پیارے محبوب، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، عالم علوم اوّلین و آخرین، احمد مجتبیٰ حضرتِ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس اعلیٰ ترین نظامِ قرآنیہ کا عملی نمونہ دنیا والوں کے سامنے پیش فرمایا۔ اپنی مسلسل جدوجہد، محنت و مشقت، عزم و استقلال اور حسنِ اخلاق سے عرب کی سرکش اور منتشر قوم کو اتحاد و یک جہتی کی راہ پر گامزن فرمایا اور اپنے فیوض و برکات اور تعلیم و تربیت کے ذریعے انہیں تہذیب و تمدن سے آراستہ کرکے دنیا کی مہذب ترین قوم بنا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قائم کردہ معاشرے کی سرحدوں کو چھو لینا ہی انسانیت کی معراج ہوگا۔[۵۳]

ایک مغربی مفکر اعلیٰ ترین معاشرہ اسے سمجھتا ہے جس کا ہر

---

۵۲ ایضاً عبدالرشید ص۲
۵۳ ایضاً ص۱۹

فرد سینٹ؎ یا ولی ہو اگر اس تعریف کی روشنی میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشکیل کردہ معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان نبوّت اور تعلیم و تربیّت کی بدولت وجود میں آنے والے معاشرے کا ہر فرد (صحابی) ایک سپاہی سے لے کر جرنیل تک اور عام شہری سے لے کر خلیفۂ راشد تک ولیٔ کامل تھا اور ولی بھی ایسا نہیں جو دُنیا سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گیا ہو بلکہ معاشرہ کے اندر رہ کر ولیوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔؎

خلافتِ راشدہ کے اختتام پر اس بہترین معاشرے کے بنیادی ڈھانچے میں تبدیلیاں شروع ہوئیں اور ملوک و سلاطین نے اپنے حقیقی منصب کو فراموش کر کے صرف ملکی سرحدوں کو وسعت دینے، ٹیکس وجزیہ کے ذریعے مال و دولت جمع کرنے اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے اقتدار پر قبضہ برقرار رکھنے کو اپنا مقصودِ حیات بنا لیا تو ان بدلتے ہوئے حالات میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے مخلص و برگزیدہ بندے (اولیاء اللہ) پھر اُسی نبوت کے بناء کردہ معاشرے کے احیاء کے لئے سرگرمِ عمل ہو گئے۔

اِن مخلص داعیانِ اصلاح وارشاد میں حضور غوث اعظم، محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، شہبازِ لامکانی، ہیکلِ یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ کا نام، کام اور مقام سب سے زیادہ روشن نمایاں

؎ ایضاً عبدالرشید صہ ۱۹ ؎ SAINT یعنی صُوفی

اور بلند ہے، آپ نے اپنے علم و فضل، اخلاق و کردار، اخلاص و للٰہیت فطری علو استعداد، ملکۂ اجتہاد اور خداداد رُوحانی تصرفات سے معاشرے کی تعمیر و ترقی اور اصلاح و فلاح کا ایک مستقل نظام قائم فرمایا جو تاریخِ تصوّف میں "سلسلۂ عالیہ قادریہ" کے نام سے معروف ہے اور آپ کی صحبتِ کاملہ میں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب سے آراستہ ہونے والے حضرات کی ایک پوری جماعت بغداد شریف سے نکل کر دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور آپ کے فیوض و برکات سے بنی نوع انسان کو نوازا۔
برصغیر پاک و ہند کو سلسلۂ عالیہ قادریہ کی تعلیمات سے مزیّن کرنے میں خانوادۂ قادریہ گیلانیہ حسنیہ کے مشائخ عظام نے اہم کردار ادا کیا۔ ذکرِ مدام (ہمیشہ ذکرِ الٰہی) فکرِ تمام (کامل فکر)، اکلِ حلال (رزقِ حلال) اور صدقِ مقال (سچ بولنا) اِن حضرات کی رُشد و ہدایت کے مرکزی عنوانات تھے جو ایک بہترین معاشرے کے قیام میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں، نیز اِن عظیم المرتبت ہستیوں نے جہاں جہاں قیام فرمایا وہاں اپنی خانقاہوں میں مخلوقِ خدا کی جسمانی، عقلی اور روحانی تسکین کے خاطر خواہ اقدامات فرمائے۔
حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی اسی قدسی جماعت سے ہے آپ نے انتہائی پُر آشوب دور اور ناسازگار حالات میں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انسانیت کی اصلاح و فلاح کا مقدس فریضہ انجام دیا۔
آپ سرحد کے وہ اوّلین رُوحانی پیشوا ہیں جنہوں نے سرحد میں اُس وقت مسلم لیگ کا عَلم بلند فرمایا جب یہاں پر کانگرس کا دور دورہ تھا آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک دیرینہ عقیدت مند اور بلدیہ

پشاور کے سابقہ میونسپل کمشنر جناب پیر بخش خان ایڈووکیٹ کے ساتھ مل کر ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کے دورۂ پشاور کا پروگرام ترتیب دیا پھر ۱۹۳۷ء میں یہاں پر مسلم لیگ کی بنیاد رکھی اور اس کے نائب صدر منتخب ہوئے اور مسلم لیگ کو مقبولِ عام جماعت بنانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد فرمائی۔

آنجناب کی رہائش گاہ آستانۂ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کو مسلم لیگ کے ہیڈ کوارٹر کی حیثیت حاصل تھی اور تحریکِ پاکستان میں بھی اس نے مرکزی کردار ادا کیا جب فروری ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کی طرف سے کانگرس وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک شروع کی گئی تو مسلم لیگی کارکنوں کی رہنمائی کے لئے خفیہ ریڈیو سٹیشن "صدائے پاکستان" کے نام سے یہاں قائم کیا گیا اور اسی نام سے ایک خفیہ اخبار بھی یہاں سے جاری کیا گیا نیز خواتین کا پہلا عظیم الشان جلوس بھی اسی مقام سے برآمد ہوا۔

کتاب ہذا میں آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات کو قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے، پہلے باب میں آپ کے خاندانی پس منظر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، دوسرے باب میں ولادت سے وفات تک آپ کے حالاتِ زندگی جمع کئے گئے ہیں، تیسرے باب میں احیاءِ مسلم لیگ کے لئے آپ کی جدوجہد کا ذکر کیا گیا ہے، چوتھے باب میں تحریکِ پاکستان کے حوالے سے آپ کی مساعیٔ جمیلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے، پانچویں باب میں "معاصرین" اور چھٹے باب میں "اولاد امجاد" کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس مقالے کے تیسرے اور چوتھے باب کا زیادہ تر مواد خفیہ پولیس

کے ریکارڈ پر مشتمل ہے جو آرکائیوز اینڈ پبلک لائبریری پشاور میں محفوظ ہے، نیز مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں آپ کی شاندار خدمات کے متعلق بعض انگریزی کتابوں سے بھی کافی مدد ملی۔ انٹرویوز سے بھی اہم معلومات حاصل ہوئیں اور بلدیاتی خدمات کے حوالے سے بلدیہ پشاور کا ریکارڈ بہت کارآمد ثابت ہوا جو انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں پڑا ہوا ہے اور بلدیہ والوں کی بے حسی و لاپرواہی پہ ماتم کناں ہے۔

لیکن سرحد کی سیاسیات اور تحریک پاکستان پر لکھی جانے والی اردو کی کتابیں دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ یہ اس عظیم شخصیت کی خدمات کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔ خصوصاً آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں نے بھی آپ کا ذکر کرنا گوارا نہیں کیا اگرچہ بعض مقامات پہ آپ کے کارنامے دبے لفظوں میں بیان کیے گئے ہیں لیکن وہاں پہ آپ کا نام لکھنے سے گریز کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اور تعصب و رقابت کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے۔

آخر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت پر لکھنے کے لئے جس علم و فضل، سکون و اطمینان، وسیع و عمیق مطالعے اور تحقیق و تدقیق کی ضرورت ہے، احقر اس سے تہی دامن ہے اور اس ضمن میں ناچیز کو اپنی کم علمی، بے بضاعتی اور واماندگی کا بھی پورا پورا احساس ہے لیکن اس کے باوجود جو کچھ قارئین کے ہاتھوں میں ہے یہ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی عین عنایت اور ذرہ نوازی ہے۔ البتہ اگر کہیں کوئی غلطی یا کوتاہی نظر آئے تو ایک ادنیٰ طالب علم کی لغزش قرار دیتے ہوئے رہنمائی

فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کردی جائے۔
مقالہ ہٰذا کی تیاری میں اُستادِ کامل، مُرشدِ اکمل حضرت علامہ سیّد محمّد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی کی نگاہ کرم و رہنمائی کا شرف قدم قدم پر حاصل رہا، برادرم سیّد فرمان شاہ صاحب قادری بخاری نے انگریزی عبارات کے تراجم میں معاونت فرمائی، خفیہ پولیس کے ریکارڈ تک رسائی میں برادرم سراج الدین صاحب قادری اور بلدیہ کے ریکارڈ کی فراہمی میں برادرم ملک صابر حسین صاحب قادری نے بڑا احسان کیا، لائبریرین برادری نے کتابیں مہیا کرنے میں بھرپور مدد کی جبکہ پروف ریڈنگ میں برادرم سیّد یاسر قادری بخاری اور جناب غلام دستگیر صاحب قادری نے پوری پوری استعانت کی احقر ان سب کا صمیم قلب سے مشکور ہے۔ اور اسے پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر پیش کیا جارہا ہے۔

سیّد محمّد انور شاہ قادری ایم اے
لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن
مردانہ گلبہار کالونی پشاور
۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۱۸ھ / ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء

؎ انجیل سی شیریں باتیں ہیں، قرآن سا چہرہ پایا ہے
جس شخص نے اُن کو دیکھا ہے، وہ منکرِ یزداں کیا ہوگا؟

؎ کیا بات ہے اُن کے چہرے کی، کیا رنگ ہے اُن کے ہونٹوں کا
جن آنکھوں نے اُن کو دیکھا ہے، اُن آنکھوں کا ارماں کیا ہوگا؟

؎ اے شوقِ فروزاں کیا ہوگا؟ اے دیدۂ حیراں کیا ہوگا؟
وہ سامنے آکر بیٹھے ہیں، اب حشرِ گریباں کیا ہوگا؟

؎ تصویر نہ اُن کی مانگ کنول، تصویر تو پھر تصویر ہی ہے
اِس گونگی بہری صورت سے، تسکین کا ساماں کیا ہوگا؟

(بشکریہ ڈاکٹر محمد انعام قادری)

باب
اوّل

خاندانی پس منظر

(۱۵۲۱ء - ۱۹۳۹ء)

تصوّف کے چاروں سلاسل میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کو یہ خصوصی اعزاز حاصل ہے کہ اِس کی ترویج واشاعت میں بانی سلسلہ حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے خلفائے کرام کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہٗ کی اولادِ امجاد نے بھی نمایاں حصّہ لیا اور دُنیا کے گوشے گوشے تک آپ رضی اللہ عنہٗ کے فیوض وبرکات کو پہنچایا۔ اِس ضمن میں اگر برِّصغیر پاک وہند کی تاریخِ تصوّف پر نظر ڈالی جائے تو یہاں پر قادریہ سلسلے کے فروغ میں تین گیلانی خانوادوں نے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔

اِن میں خانوادۂ عالیہ قادریہ گیلانیہ حسنیّہ، خانوادۂ قادریہ گیلانیہ اُوچ شریف (ملتان) اور خانوادۂ قادریہ گیلانیہ بٹالہ شریف (انڈیا) شامل ہیں۔ حضرت حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی ان میں سے اوّل الذکر خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اِس باب میں آپ کا خاندانی پس منظر پیش کیا جارہا ہے

حضرت سیّد عبداللہ شاہ قادری گیلانی المعروف صحابی بابا رحمۃ اللہ علیہ

حضور سیّدنا غوثِ اعظم، محبوب سبحانی، قندیلِ نورانی، شہبازِ لامکانی ہیکلِ یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کی پندرہویں پُشت میں سیّد عبداللہ شاہ گیلانی بن سیّد محمود شاہ گیلانی اپنے آبائی وطن بغداد شریف سے ۹۲۷ ہجری / ۱۵۲۱ عیسوی میں سندھ تشریف لائے۔

اس زمانے میں سندھ پر شاہ حسن ارغون کی حکومت تھی، آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھٹھہ میں قیام فرمایا اور کوہِ مکلی پر عبادت و ریاضت اور رُشد و ہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا، آپ زیادہ تر وقت تنہائی میں یادِ الٰہی کرتے رہتے اور جب خلوت سے باہر قدم رکھتے تو بھٹکی ہوئی رُوحوں کو راہِ ہدایت کی رغبت دلاتے، آپ کی کوششوں سے آہستہ آہستہ اس علاقے کی ظلمت و گمراہی دُور ہونے لگی اور یہاں کا ماحول نورِ معرفت سے جگمگانے لگا۔

ایک دن آپ کوہِ مکلی پر عبادت میں مصروف تھے کہ برہمنوں کا ایک قافلہ رات گزارنے کے لیے آپ کے قریب آکر رُکا جو وارد ھا اشنان (غسل) کے لیے جا رہا تھا آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے، اُن کی خیریت دریافت کی اور پھر اُنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرتِ کاملہ سے آگاہ کرتے ہُوئے قبولِ اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے بابا اگر تمہاری یہ باتیں واقعی سچ ہیں تو ہمیں اپنے پروردگار کی قدرت کا ثبوت یُوں پیش کرو کہ رات کو خواب میں ہم سب کو اشنان نصیب

ہو جائے اور جب ہم بیدار ہوں تو ہمارے کپڑے بھی بھیگے ہوئے ہوں۔ آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا "میرے رب تعالیٰ نے چاہا تو ایسا ہی ہو جائے گا"۔[۴]

چنانچہ جب وہ لوگ صبح بیدار ہوئے تو سب کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے، دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کے قدموں پر گر کر اسلام قبول کر لیا اور اپنے لئے تین دعاؤں کی التجاء کی۔ "اوّل یہ کہ ہماری اولاد کثرت سے ہو۔ دوم ہم تجارت کامیابی سے کرتے رہیں ـــ سوم ہماری قوم میں خوبصورتی قائم رہے"۔ آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا! ایسے ہی ہوگا انشاء اللہ۔ لیکن دو باتیں تم بھی ہمیشہ یاد رکھنا۔ "پہلی یہ کہ جہاں بھی رہو مساجد کو آباد کرو۔ دوسری جہاں مسجد نہ ہو وہاں خوب عالی شان مسجد بناؤ"۔[۵]

ان کا جو سربراہ تھا آپ نے اُس کا نام عثمان رکھا اور اُس کی تعلیم و تربیت کر کے اُسے خلافت سے نوازا۔ اُس نے تمام زندگی آپ کی خدمت میں گزاری اور بعد از مرگ آپ کے قدموں میں محوِ استراحت ہونے کا شرف حاصل کیا۔ "تاریخ سندھ" میں یہ لوگ "میمن" کہلائے۔[۶]

مخلوقِ خُدا سے محبت و پیار آپ رحمۃُ اللہ علیہ کا خاص وصف تھا یہاں تک کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی آتا تو آپ کی شفقت و محبت سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ انہی اخلاقِ کریمانہ کی بدولت لوگ آپ کے اس حد تک گرویدہ ہو گئے کہ پروانہ وار جانیں قربان کرنے لگے اور آنجناب سے الگ رہ کر زندگی بسر کرنا ان

کے لئے ناممکن ہوگیا۔ مؤدّت کے اسی جذبۂ صادقہ کے باعث آپ نے مستقل طور پر یہاں قیام فرمانے کا فیصلہ فرمالیا اور یہیں پر ایک صحیح النسب سیّد گھرانے میں شادی کی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃُ اللہ علیہ کو دو فرزند عطاء فرمائے آپ نے ایک کا نام سیّد حسن اور دوسرے کا نام سیّد محمّد فاضل رکھا۔[۶]

صحابی مشہور ہونے کی وجہ تسمیہ

جب آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ کے وصالِ حق کا وقت قریب آگیا تو آپ نے تمام گھر کو خوب اچھی طرح آراستہ کرنے اور خوشبو سے معطّر کر دینے کا حکم فرمایا جب اِس ارشاد پر عمل درآمد ہوگیا تو دونوں صاحبزادوں حضرت سیّد حسن بادشاہ صاحب اور حضرت سیّد محمّد فاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو اپنے پاس بُلایا اور باقی تمام عقیدت مندوں کو باہر چلے جانے کا اَمر فرمایا جب مکمل خلوت ہوگئی تو اچانک سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابۂ کبار، حسنین کریمین اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم اجمعین جلوہ افروز ہوئے۔ آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ دونوں صاحبزادوں کے ہمراہ کھڑے ہو کر سلام تحیت بجالائے اور عرض کی:

"یا رسول اللہ زہے نصیب کہ آپ نے اپنے مبارک قدموں سے اس غریب خانے کو منوّر فرمایا۔"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بیٹا ہم آپ کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔"

پھر آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی:
یا شفیع المذنبین یہ فقیر بھی آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قدم بوسی کا مشتاق اور رُخِ انور کے دیدار کا متمنّی ہے لیکن اِن دو غلام زادوں کے بارے میں میرا دِل پریشان ہے کہ اِن کا کیا بنے گا؟۔
آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
تسلی رکھیئے اِن کے تمام اُمور کے ہم خود کفیل ہیں۔ پھر حضرت سیّد حسن رحمۃُ اللہ علیہ کا ہاتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم کے دستِ اقدس میں دیتے ہوئے فرمایا: آپ ان کی تربیت کریں۔ جناب امام الاولیاء شیرِ خُدا نے آنجناب کا ہاتھ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دستِ مبارک میں دے کر ارشاد فرمایا ان کی دیکھ بھال آپ کے ذِمّے ہے۔
بعد ازاں سیّد حسن رحمۃُ اللہ علیہ مدہوش ہو گئے اور تین دِن کے بعد جب آنکھ کھُلی تو والدِ گرامی حضرت سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃُ اللہ تعالےٰ علیہ کی تکفین و تدفین ہو چکی تھی پھر یہ واقعہ اس قدر مشہور ہُوا کہ آنجناب رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ "صحابی" کے معزز اور محترم نام سے مشہور ہو گئے۔

مزارِ فیض آثار

وصال کے بعد آپ کو اُسی حجرۂ مبارک میں دفن کیا گیا جہاں پر آپ کی رُوح نے قفسِ عنصری سے پرواز کی تھی یعنی ٹھٹھہ میں اس وقت بھی آپ کا مزارِ پُر انوار مرجع خاص و عام ہے،

عُشاق والہانہ وابستگی کے باعث آپ کے دربار کو بغدادِ ثانی کہتے ہیں گویا ان کی نگاہ میں حضرت غوثِ اعظم محبوب سبحانی، قندیلِ نورانی سیّد عبدالقادر جیلانی کے بعد اگر کوئی مزارِ فیض آثار ہے تو بابا سیّدنا عبداللہ شاہ صحابی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔[۹]

حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیّد عبداللہ شاہ المعروف صحابی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جمادی الآخر ۱۰۲۳ ھجری/ ۱۶۱۴ عیسوی میں بمقام ٹھٹھہ پیدا ہوئے۔ آپ کو برِصغیر پاک و ہند میں سیّد حسن، علاقہ ہائے کشمیر و پونچھ میں شاہ ابوالحسن اور صوبہ سرحد میں سیّد حسن بادشاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اہلِ پشاور آپ کو ازراہِ خلوص و عقیدت ''میراں سرکار'' کے دل پسند نام سے یاد کرتے ہیں جس میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ آپ کی خصوصی نسبت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔[۱۰]

تعلیم و تربیت

آپ کا گھرانہ علم و فضل اور فقر و طریقت کا گہوارہ تھا، اس لئے لڑکپن میں ہی جملہ علوم درسیّہ کی تکمیل کر لی اور والدِ گرامی قدر کے دستِ اقدس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کر کے ریاضت و مجاہدات کرتے ہوئے کمال استقامت سے سلوک و عرفان کی منازل طے کیں اور فقر کی انتہاء تک

رسائی حاصل کی پھر والدِ محترم نے خرقۂ خلافت عنایت فرمایا۔[۱۰]
والدِ ماجد کی وفات کے بعد آپ رحمۃُ اللہ علیہ کی طبیعت پر وحشت طاری ہُوئی اور دُنیا سے دِل اُچاٹ ہو گیا تو دریائے شور (سمندر) کی طرف نکل گئے اور سات برس تک اس حال میں مجاہدات کرتے رہے کہ تمام رات سمندر میں قیام فرما کر یادِ الٰہی میں گزار دیتے اور جسم کا نچلا حصّہ ناف تک پانی میں ہوتا، صبح باہر نکل کر ساحل پر عبادت میں مصروف رہتے اور اس عرصے میں درختوں سے خود بخود نیچے گرنے والے پتّے آپ کی خوراک ہُوا کرتے تھے۔[۱۱]
سات سال کے بعد ٹھٹھہ واپس آئے لیکن وہی کیفیت دوبارہ طاری ہوگئی تو آپ نے ٹھٹھہ کو چھوڑنے اور ہندوستان کے سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا اور اپنے چھوٹے بھائی سیّد محمّد فاضل رحمۃُ اللہ علیہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور اس سفر میں اُس کی تعلیم و تربیت کر کے اپنے جیسا بنا دیا۔[۱۲]

سفرِ ہند

ٹھٹھہ کو الوداع کہہ کر آپ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہُوئے اور ایسے علاقوں میں پہنچے جہاں کے لوگ توحید و رسالت سے قطعی طور پر نابلد تھے اور ہر طرف شرک و بُت پرستی کا دور دورہ تھا۔ آنجناب نے نہایت ہی پیار و محبت اور اخلاقِ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو قبولِ اسلام کی دعوت دی، اکثر مقامات پر ہندو مہاراجوں اور راجاؤں نے سخت مخالفت کی۔ مختلف قسم

کی رکاوٹیں پیدا کر کے آپ کو ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی اپنے ہندو راہبوں کے ساتھ مقابلے پر آ گئے لیکن آپ نے اپنی روحانی قوت سے اُن کو زیر کیا اور یوں پوری پوری بستیاں کفر سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں[۱۳]

اس عرصے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ معمول تھا کہ کچھ وقت ایک جگہ قیام فرماتے، رام رام کرنے والوں کی زبان پر رحیم رحیم کا وِرد جاری فرماتے، وہاں مسجد تعمیر کر کے درسِ قرآن اور تزکیۂ نفوس کا کام شروع فرماتے، انہی نومسلموں میں سے کچھ لوگوں کی تعلیم و تربیت کرتے اور اپنی نظرِ عنایت سے انھیں کمال انسانیت کی معراج پر پہنچا کر خلافت عطا فرماتے اور اس علاقے کی دیکھ بھال اُن کے ذمے لگا کر خود دوسرے مقام پر تشریف لے جاتے اور وہاں پر بھی اسی انداز میں کام کرتے۔ اس طرح آپ نے گجرات اور کاٹھیاواڑ میں دو سو پچاس مساجد تعمیر فرمائیں وہاں قرآن کریم کا درس شروع فرمایا نیز یہاں کے باشندوں کی روحانی تربیت کے لیے پانچ خلفاء کا تقرر فرمایا[۱۵]

آپ نے کچھ عرصہ دہلی اور لاہور میں بھی گزارا اور یہاں کے لوگوں کو بھی مستفیض فرمایا نیز اس سفر میں آپ نے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ سے ملاقاتیں بھی فرمائیں جن میں حضرت میاں میر صاحب قادری لاہوری (متوفی ۱۰۴۵ ھجری)، حضرت شاہ دولہ گجراتی (متوفی ۱۰۸۷ ھجری) اور حضرت شاہ عبداللطیف المعروف بری امام پوٹھوہار حال اسلام آباد (متوفی ۱۱۲۲ ھجری) شامل ہیں[۱۶]

پشاور تشریف آوری

جب آپ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اشاعت میں مصروف تھے تو وہاں پر آپ کے رُخِ انور پر جس کی نظر پڑتی آپ کے قدموں میں سجدہ ریز ہو جاتا اس غیر اسلامی حرکت سے آپ بہُت ناراض ہوتے اور بار بار منع کرنے کے باوجُود جب وہ لوگ باز نہ آئے تو آپ نے بارگاہِ غوثیت کی طرف رجوع فرمایا تو حکم ہُوا پشاور تشریف لے چلیں چنانچہ اس ارشادِ پاک کی تعمیل کرتے ہُوئے آپ ۱۰۸۷ ھجری / ۱۶۷۷ عیسوی میں پشاور پہنچے[۵] اور شہر کے جنوب کی طرف علاقہ سُلطان پور کے ایک باغ میں قیام فرمایا جب رات ڈھل گئی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ تشریف لائے اور پشاور میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا امر فرمایا نیز اپنے عصاءِ مبارک سے مکان، مسجد اور آخری آرام گاہ کے مقامات کی نشاندھی کرتے ہُوئے فرمایا یہ سب سب کچھ خود بخود میسّر ہو جائے گا[۶]

جب صبح ہُوئی تو لوگ جوق در جوق والہانہ انداز میں آنے لگے اور آپ کے دستِ اقدس پر بیعت ہونے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا عرصے سے آپ کو جانتے ہوں، باغ کا مالک آیا اور اسے آپ کی نذر کر دیا، لوگوں نے خود بخود اُن جگہوں پر آپ کی رہائش گاہ اور مسجد کی تعمیر شروع کر دی جن کی طرف رات کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا تھا[۷]

آنجناب رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس و تدریس اور رُشد و ہدایت کا سلسلہ اور غوثیہ لنگر کا اجراء فرما دیا۔ اہالیانِ پشاور کے علاوہ مضافات

کے لوگ بھی آنے لگے۔ خصوصاً جمعۃ المبارک کو بڑی مخلوق آتی اور جمعۃ المبارک کی رات سے لے کر نمازِ جمعہ تک ذکرِ الٰہی کے حلقے اور نعت خوانی کی محفل جمی رہتی، آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر مراقبہ میں ہوتے لیکن جب کبھی سرِ اقدس اٹھاتے اور جس پر نظرِ مبارک پڑ جاتی تو اُسی وقت وہ ناسوت سے لاہوت کی منزل پر پہنچ جاتا۔[۲۰] بسا اوقات نمازِ جمعہ کے بعد دائیں طرف سلام پھیرتے تو اس طرف کے مقتدی ولایت کے مرتبے پر فائز ہو جاتے اور جب بائیں جانب مُنہ مبارک موڑتے تو اس طرف کے نمازی قرآنِ حکیم کے حافظ ہو جاتے، اِس صورتِ حال کا مشاہدہ اُس وقت ہوتا جب آپ پر جذب کی انتہائی کیفیت طاری ہوتی۔[۲۱]

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی اس باطنی توجّہ کی شہرت جب پنجاب میں پُہنچی تو گجرات کے ایک بلند پایہ عالم اور حافظِ قرآن حضرت علامہ حافظ عنایت اللہ صاحب گجراتی آزمائش کی غرض سے خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا اور بڑے طنزیہ انداز میں کہنے لگا "حضرت آپ کی اس باطنی توجّہ کی بڑی تعریف سُنی ہے مجھ پر بھی ایک ایسی ہی نظر کریں"۔ آپ نے نرمی سے فرمایا "وقت آنے پر سب کچھ ہو جائے گا"۔ وہ کچھ زیادہ ہی جرّی ہو گیا اور رعونت سے بولا۔ "حضرت آپ تو ابوالوقت ہیں" یعنی وقت آپ کے تابع ہے۔ "پھر مجھ پر وقت کی قید کیوں لگاتے ہیں"؟ اُس کے متکبرانہ لہجے سے آپ کو جلال آگیا اور اُس پر ایسی نگاہ ڈالی کہ وہ رقص کرتا ہُوا زمین سے اُچھلا کپڑے پھاڑ دیئے اور آہ و فغاں کرتا ہُوا بے ہوش ہو گیا۔ خدام نے اُسے حجرے میں بند کر دیا۔ تین دن تک بیہوش

پڑا رہا۔ تیسرے دن آنجناب اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر توجہ فرمائی تو وہ ہوش میں آگیا، آنکھیں کھولیں تو فوراً آنجناب کے قدموں پر گر کر تائب ہُوا اور دیر تک اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرتا رہا۔

سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ [۲۲]

(پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا مومن ہوں)

پھر آنجناب کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور اپنے تمام علوم و فنون سے کنارہ کش ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گیا اور آنجناب کی خصوصی مہربانی سے جلد ہی فنا فی الشیخ سے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے مقامات طے کرتا ہُوا بقا باللہ کا مرتبہ پایا، اُسے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اس قدر قرب و معیت حاصل ہُوئی کہ جب کبھی حضرت سید حسن رحمۃُ اللہ علیہ کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ حافظ عنایت اللہ صاحب سے فرماتے وہ حجرے میں جاکر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے رابطہ قائم کرتے اور فوراً جوابِ باصواب حاصل کر کے آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ کے حضور میں پیش کر دیتے [۲۳]

حافظ صاحب نے ساری عمر آپ کے قدموں میں گزاری، یہاں تک کہ آخری آرام گاہ بھی اُنھیں آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ کے قدموں میں ہی نصیب ہُوئی۔

آنجناب رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے پشاور میں اپنی خانقاہ عالیہ قادریہ کو نہایت اعلیٰ سطح کی درس گاہ اور تربیت گاہ بنانے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اپنے علم و فضل، اخلاص و للّٰہیت

اور اخلاق و کردار سے اِسے علم و فضل کا ایک عظیم اور مثالی مرکز بنا دیا جس میں علوم متداولہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ سلوک و معرفت کی تربیت کا بھی خاطر خواہ اہتمام کیا گیا، قیام و طعام اور کتب و لباس کی ضروریات لنگر غوثیہ سے پوری کی جاتیں جس کی بدولت پشاور کے علاوہ سرحد، پنجاب، کشمیر اور افغانستان کے دُور دراز علاقوں سے طلباء و سالکین یہاں کا رُخ کرنے لگے اور اپنی اپنی قسمت و اہلیت کے مطابق مستفید و مستفیض ہونے لگے۔[۲۴]

سفرِ کشمیر

آنجناب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کشمیر اور افغانستان کا سفر بھی کیا تاکہ وہاں کے جو لوگ یہاں آنے سے قاصر ہیں انھیں بھی فیوض و برکات سے بہرہ مند کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں آپ نے ۱۰۹۰ ہجری/ ۱۶۸۰ عیسوی میں جناب حافظ عنایت اللہ صاحب گجرالی کو پشاور میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور خود اپنے چھوٹے بھائی سید محمد فاضل اور دیگر عقیدت مندوں کے ہمراہ کشمیر روانہ ہوئے۔[۲۵]

جب آپ دھمتوڑ کے مقام پر پہنچے تو یہاں پر مظفر نامی ایک شخص نے بڑے اشتیاق و عقیدت سے آپ کو دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ وہ تمام رات آپ کی خدمت میں کمربستہ رہا صبح جب آپ روانہ ہونے لگے تو بڑی عاجزی سے عرض کرنے لگا "حضور سلاطین دھمتوڑ و بکھلی نے مغلوب کر رکھا ہے"۔ اُس کی اس حالت پر آپ کو رحم آ گیا اور اپنی پگڑی مبارک اور تلوار عنایت کرتے ہوئے اُسے

فتح ونصرت کی خوش خبری دی، چنانچہ وہ جلد ہی کامیاب ہُوا اور کوہستان کا تمام علاقہ اُس کے زیرنگیں آگیا، اُس نے دریائے کُنہار عبور کر کے اپنے نام پر مظفر آباد نامی شہر آباد کیا۔[۲۷]

آپ ۱۰۹۱ ھجری/ ۱۶۸۰ عیسوی میں کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر پہنچے اور محلہ عیدگاہ میں قیام فرمایا، یہاں کے جلیل القدر مشائخ حضرت بابا عثمان قادری شطاری (متوفیٰ ۱۱۰۷ ھجری) حضرت خواجہ عبدالرحیم قادری (متوفی ۱۱۲۰ ھجری)، میر افضل اندرابی (متوفی ۱۱۲۴ ھجری) اور شاہ عنایت اللہ قادری (متوفی ۱۱۲۵ ھجری) سے ملاقات فرمائی جناب میر افضل اندرابی کو خرقہ خلافت بھی دیا، نیز یہاں پر بھی غوثیہ لنگر جاری فرمایا، روزانہ سینکڑوں غرباء، فقراء، درویش اور مساکین کو کھانا ملنے لگا۔[۲۸]

موسم گرما کے چھ ماہ آپ نے وہاں گزارے، جب نقد رقم ختم ہوگئی تو پھر بھی لنگر میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دی اور دکانداروں سے سودا، سلف قرض منگوایا جاتا رہا جب گرمیوں کے اختتام پر آنجناب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا تو تمام دُکاندار جمع ہو کر آئے اور قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے لگے، آپ نے اُنھیں فرمایا پشاور پہنچ کر بذریعہ ہُنڈی روانہ کردوں گا لیکن وہ نہ مانے اور اصرار کرتے ہُوئے سختی پر اُتر آئے جب آپ بالکل مجبور ہوگئے اور کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا تو آپ نے اُنھیں فرمایا جاؤ میری چٹائی اٹھاؤ اور اپنا اپنا قرض لے لو۔ وُہ دوڑتے ہُوئے حجرے میں آئے، اور جب چٹائی کو اُٹھایا تو اُس کے نیچے سونے اور چاندی کے سکّوں کا ڈھیر پڑا ہُوا تھا ہر ایک نے جب گن کر اپنی اپنی رقم حاصل کر لی تو باقی تمام خزانہ اُن کی نظروں سے غائب ہو گیا۔[۲۹]

وُہ حیرت و مسرت کے مِلے جُلے جذبات کے ساتھ باہر نکلے اور یہ واقعہ لوگوں کو سُنایا تو تمام سری نگر اُمڈ پڑا، امیر و غریب اور حاکم و محکوم سب کے سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور نہایت انکساری سے عرض پرداز ہُوئے کہ حضور سری نگر کو اپنی برکات سے محروم نہ کریں اور یہاں مستقل قیام فرمائیں، آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ غوثیت سے رہنمائی کے لئے رجوع فرمایا تو حکم ہُوا اپنے چھوٹے بھائی سید محمد فاضل کو یہاں پر اپنا نائب مقرر فرمائیں اور خود پشاور تشریف لے جائیں چنانچہ آپ اسی پر عمل کرتے ہُوئے خود پشاور روانہ ہُوئے۔[۱۱]

کشمیر کے ایک بلند پایہ مؤرخ اور شاعر حضرت مولانا بہاؤالدین صاحب متّو نے اپنی کتاب غوثیہ شریف میں آنجناب کو اِن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ ؎

سیدے کہ بصد جلیلے بود ⁂ او ز احفاد شاہ جیلے بود
یعنی اندر نسب بحقانی ⁂ می رسد تا بہ شاہِ جیلانی
نور مخفی سر بدن کردند ⁂ نام او شاہ ابوالحسن کردند
آں زِ ہندوستان کشید علم ⁂ زد بہ کشمیر بارگاہِ حشم
خادمانِ ہمرش زحد بودند ⁂ کہ قرون از چہار صد بودند[۱۲]

سفر افغانستان

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ تین بار افغانستان تشریف لے گئے کابل شہر کے علاوہ اس کے مضافات کی سیاحت بھی فرمائی، علماء و مشائخ اور فقراء سے ملاقاتیں کیں اور ہزاروں تشنگانِ سلوک و معرفت کو سیراب

کیا۔ لنگر جاری کر کے مساکین و غربا کی شکم سیری کے لئے کھانے اور جسم ڈھانپنے کے لئے لباس مہیا فرمایا۔ نیز ان کی ظاہری و باطنی ہدایت و رہنمائی کے لئے پشاور اور کشمیر کی طرح افغانستان میں بھی علم و معرفت کے مراکز قائم فرمائے اور وہاں پر اپنے خلفاء مقرر کیئے اسی عرصے میں گورنر کابل نواب امیر خان[۳۱] (متوفی ۱۰۹ ھجری) بھی آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہُوا۔[۳۲]

شادی

حضور سید حسن بادشاہ صاحب رحمۃُ اللہ علیہ نے دو شادیاں کی تھیں۔ جب آپ ۱۰۸۷ ھجری میں پشاور تشریف لائے تو کوٹلہ محسن خان کے ایک رئیس اور پٹھان قوم کے سردار نے انتہائی عقیدت کے ساتھ اپنی بیٹی سے نکاح کی درخواست کی جسے آپ نے شرفِ قبولیت بخشا اور اس زوجۂ محترمہ سے اللہ تعالیٰ نے ۱۰۹۰ ھجری میں آپ کو ایک بیٹا عطا فرمایا۔[۳۳] جس کا نام آپ نے زین العابدین رکھا جنہوں نے بعد میں ہزارہ کی سرزمین پر درس گاہ و خانقاہ قائم فرمائی ان کا مزار حویلیاں میں ہے اور اولاد شاہراہ کشمیر کے اہم مقامات ہزارہ، سجیکوٹ، سیالکوٹ، تناول اور مظفر آباد میں قیام پذیر ہے۔[۳۴]

جبکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خصوصی تاکید پر دوسری شادی آنجناب رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرحد و افغانستان کے مشہور و معروف رُوحانی بزرگ حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت سید عبد الوہاب صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے کی جو پارسائی میں اپنے زمانے کی رابعۂ (عصر) تھیں۔ اس پاک باز

بیوی کے بطن سے بھی ایک فرزند ارجمند پیدا ہوئے جن کا اسم گرامی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سید شاہ محمد غوث رکھا۔[۲۹]

وصال

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۲۱ ذیقعد ۱۱۱۵ ھجری/۱۷۰۴ عیسوی کو پشاور میں وصال فرمایا[۳۰] اور آپ کا مزارِ اقدس اُسی جگہ پر بنایا گیا جس کی نشاندہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی، اور یہ سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ اقدس سے ہی منسوب ہُوا۔

محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۰۹۱ ھجری/۱۶۸۰ عیسوی کو پشاور میں پیدا ہوئے اور حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیرِ سایہ انتہائی عالمانہ، عارفانہ اور پاکیزہ ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔[۳۱]

سرحد، افغانستان اور پنجاب کے عظیم المرتبت علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے آپ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل سے فارغ ہوئے۔ آپ کے چند جلیل القدر اور مقتدائے زمانہ اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں:[۳۲]

(۱) حضرت علامہ حافظ عنایت اللہ صاحب گجراتی خلیفۂ مجاز حضرت

ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی پشاوری۔
(۲) حضرت علامہ اخوند مولوی محمد نعیم پاپینی افغانی خلیفہ حضرت حاجی بہادر نقشبندی کوہاٹی
(۳) حضرت علامہ میاں نور محمد صاحب مدقق لاہوری خلیفہ حضرت حاجی بہادر نقشبندی کوہاٹی۔
(۴) حضرت علامہ محدث جلیل مولانا جان محمد صاحب لاہوری
(۵) حضرت علامہ مولانا مولوی عبدالہادی صاحب، لاہوری
(۶) حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یار بیگ صاحب لاہوری
(۷) حضرت علامہ مولانا میاں محمد مراد صاحب نابینا لاہوری
رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ط

علوم ظاہری سے فراغت کے بعد والد گرامی مرتبت سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کر کے ریاضات و مجاہدات اور ذکر و فکر کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ اور چھ برس میں مکمل یکسوئی کے ساتھ والدِ محترم کی رہنمائی میں سلوک کی اعلیٰ منازل پر پہنچ کر معرفتِ الٰہی سے سرفراز ہوئے۔ والدِ گرامی قدر نے بھی الطاف و انعام سے نوازتے ہوئے اپنی مثل بنا دیا اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کا منشورِ خلافت مرحمت فرما کر دعوت و ارشاد کی مسند پر متمکن فرما دیا۔

سیر و سیاحت

علم و معرفت کی مسندِ جلیلہ پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپ نے خانقاہ عالیہ قادریہ حسنیہ میں کچھ عرصے تک حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا درس دیا اور پھر افغانستان، کشمیر و ہندوستان

کے طویل سفر پر روانہ ہوگئے۔ مزاراتِ اولیاء اللہ پر حاضر ہوئے نیز علماء و مشائخ اور فقراء و مجاذیب سے ملاقاتیں کرکے ان سے استفادہ کیا اور انھیں بھی مستفیض فرمایا۔ ان میں سے چند عالی قدر ہستیوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت حافظ عبدالغفور صاحب نقشبندی پشاوری (المتوفی ۱۱۱۶ھ)

(۲) حضرت شیخ فرخ شاہ نبیرۂ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی ، (المتوفی ۱۱۲۲ ہجری)

(۳) حضرت شاہ لطیف قادری المعروف بری امام سرکار اسلام آباد (المتوفی ۱۱۲۲ ہجری)

(۴) حضرت شیخ عبدالاحد نبیرۂ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی۔ (المتوفی ۱۱۲۶ ہجری)

(۵) حضرت سراالاعظم شیخ یحییٰ نقشبندی المعروف حضرت جی صاحب اٹک (المتوفی ۱۱۳۱ ہجری)

(۶) حضرت سید محمد سعید المعروف میراں بھیک چشتی مشرقی پنجاب (المتوفی ۱۱۳۱ ہجری)

(۷) حضرت میاں عصمت اللہ نبیرۂ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری گجرات (المتوفی ۱۱۳۷ ہجری)

(۸) حضرت پیر زہدی نقشبندی، چشتی، سہروردی، قادری لاہور (المتوفی ۱۱۴۰ ہجری)

(۹) حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب چشتی جہان آبادی (المتوفی ۱۱۴۲ھ)

(۱۰) حضرت عبدالنبی نقشبندی شام چوراسی (المتوفی ۱۱۴۶ ہجری)

(۱۱) حضرت شیخ حاجی محمد سعید صاحب قادری لاہوری (المتوفی ۱۱۶۰ ہجری)

(۱۲) حضرت شیخ حامد قادری لاہور (المتوفی ۱۱۶۶ ھجری)
رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ط

صوفیانہ لباس میں غیر اسلامی تحریکوں کی اصلاح

دسویں اور گیارھویں صدی ہجری میں تصوّف کے لباس میں، "تحریکِ روشنائی" اور "تحریکِ ایرانی شیعیت" شروع ہوئیں جنھوں نے سرحد میں مقبولیت حاصل کرتے ہوئے راسخ العقیدہ پٹھانوں کو بہت متاثر کیا ان کے خلاف حضرت سیّد علی ترمذی المعروف پیر بابا صاحب علیہ الرحمتہ (المتوفی ۹۹۱ ھجری) نے عَلَمِ جہاد بلند فرمایا اور مختلف علاقوں کے دورے کر کے اُن کی اصلاح فرمائی۔ بعد ازاں حضرت سیّد عبدالوہاب المعروف اخون پنجو بابا (المتوفی ۱۰۴۰ھ) حضرت اخوند درویزہ (المتوفی ۱۰۴۸ھ) اور حضرت شیخ رحمکار المعروف کاکا صاحب (المتوفی ۱۰۶۳ھ) رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے لوگوں کو بدعات و گمراہی سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت محدّث کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِس ضمن میں ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں اور اس خطے میں پہلی مرتبہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تدریس کا اعلیٰ ترین اہتمام فرمایا اور سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں تصوف و سلوک اور تزکیہ و احسان کی وضاحت فرمائی۔ مذکورہ بالا تحریکوں کی باقیات نے تصوف کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر کے معاشرے میں جو بگاڑ و انتشار پیدا کر رکھا تھا آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت حکیمانہ اور مدلل انداز میں اُسے دُور کرتے ہوئے لوگوں کے دِلوں سے شکوک و شبہات دُور فرمائے۔ اور افراط و تفریط کی بجائے اُنہیں اعتدال کے مسلک

کی طرف دعوت دی[۴۳]

ورودِ لاہور

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور میں آبائی خانقاہ عالیہ قادریہ حسنیہ کو اپنے زمانے کی نہایت اعلیٰ ترین معیاری خانقاہ میں تبدیل کر دینے کے بعد یہاں کے انتظامات اپنے خلفاء کے سپرد کیئے اور خود ۱۱۴۸ ھجری/ ۶-۱۷۳۵ عیسوی میں لاہور تشریف لے گئے[۴۴] لاہور اس زمانے میں علوم و فنون کا مرکز تھا اور قبل ازیں علوم اسلامیہ کی تکمیل کے دوران آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ عرصہ لاہور میں بسر فرما چکے تھے چنانچہ پشاور کی طرز پر یہاں بھی آپ نے بیرون دہلی دروازہ ایک عظیم الشان خانقاہ قادریہ تعمیر فرمائی اور اسے علم و عرفان کا بہترین مرکز بنا دیا[۴۵]

لاہور کو نادر شاہی عتاب سے محفوظ رکھنا

ایران کا بادشاہ نادر شاہ افشار جب ۱۷۳۹ عیسوی میں بعہد مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس وقت آپ لاہور میں موجود تھے اور اپنے تصرفات روحانی سے نادر شاہ کی فوجوں کا رُخ موڑ کر لاہور میں قتل عام کو روک دیا۔ دنیائے روحانیت میں حضرت شاہ محمد غوث کی یہ کرامت کہ ایک سرکش بادشاہ کے طوفانی لشکر کا رُخ بدل دیا نہایت اہمیت کی حامل ہے[۴۶]

چنانچہ مؤرخین نے اس اہم ترین واقعے پر روشنی ڈالتے ہوئے

دو قسم کی روایات بیان کی ہیں۔ اہلِ دانش نے لاہور کے محفوظ رہنے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"نادر شاہ کے حملے کے وقت لاہور کا ناظم نواب زکریا خان تھا جو ایک معاملہ فہم اور دُور اندیش انسان تھا، اس نے تیس لاکھ روپے بطورِ نذرانہ نادر شاہ کو پیش کر کے لاہور کے پانچ لاکھ باشندوں کو تباہی و بربادی سے بچا لیا جو اُمراء دہلی کی باہمی رقابت اور ناعاقبت اندیشی کے سبب دہلی کے مقدّر میں لکھّی جا چکی تھی۔"

جبکہ اہلِ نظر حضرات اہالیانِ لاہور کی حفاظت و سلامتی کے متعلق رقم طراز ہیں:

"جب نادر شاہ نومبر ۱۷۳۸ عیسوی میں پشاور پہنچا تو ہندوستان کی تسخیر کے لئے کسی مردِ کامل کی دُعاء کا طلب گار ہُوا اُسے بتایا گیا کہ حضرت شاہ محمد غوث پشاوری جو لاہور میں مقیم ہیں اُن کی دُعا سے مطلوبہ مقصد حاصل ہو گا چنانچہ نادر شاہ نے آپ کو فوراً اپنے دربار میں حاضر ہونے کے لئے حکم بھیجا، حضرت محدّثِ کبیر نے انکار کرتے ہُوئے جواب دیا کہ بادشاہوں کے دربار میں حاضری دینا میرے مرشد کے طریقہ کے خلاف ہے، نادر شاہ اس جواب سے آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا لاہور پہنچ کر سب سے پہلے اس سرکش فقیر کو سزا دوں گا۔"

لیکن جب اٹک کے قریب پہنچا تو دریائے سندھ میں سیلاب کی وجہ سے اُسے رُکنا پڑا اور دریا کی طغیانی میں دِن بہ دن اضافہ

ہونے لگا اور دریا عبور کرنے سے عاجز آگیا تو کچھ ہوش ٹھکانے آئے مجبور ہو کر یہاں کے ایک اللہ والے سے رجوع کیا تو اس نے فرمایا۔ بادشاہ کی نیت میں میرے پیر (شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق جو فتور ہے یہ دریا کی طغیانی اُسی کا نتیجہ ہے اگر بادشاہ اپنے بُرے ارادے سے باز آجائے تو کارسازِ حقیقی کی طرف سے دریا پار کرنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی چنانچہ اُس نے فوراً اپنے دِل میں توبہ کی اُدھر دریا کی طغیانی کم ہونے لگی جس کی بدولت نادرشاہ کو آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ کی ولایت کا قائل ہونا پڑا اور پھر اُس نے لاہور پہنچ کر بڑے مخلصانہ طریقے سے آپ کے قدموں میں حاضری دی، معافی کا خواستگار ہُوا اور آپ کی خدمت میں اشرفیوں کا ہدیہ نذر کیا۔ آنجناب رحمۃُ اللہ علیہ اُس کے ساتھ نہایت اخلاقِ کریمانہ سے پیش آئے لیکن اشرفیوں کا تحفہ واپس کرتے ہُوئے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے انہیں حاجتمندوں میں تقسیم کر دیجئے

مذکورہ بالا دونوں واقعات اپنی اپنی جگہ پر دُرست ہیں، اور ان کی تاریخی حیثیت و اہمیت صحیح ہے۔ البتہ دونوں کا گہرا جائزہ لینے کے بعد حقیقت یوں واضح ہو جاتی ہے کہ محدثِ کبیر حضرت شاہ محمد غوث قادری گیلانی رحمۃُ اللہ علیہ نے پس پردہ رہ کر اپنے قربِ خداوندی اور روحانی قوت کو بروئے کار لاتے ہُوئے اہالیانِ لاہور کی حفاظت کا اہتمام فرمایا جس کے نتیجے میں زکریا خان کی ظاہری کوششیں کامیابی سے ہم کنار ہوئیں ورنہ خود مغل تاجدار محمد شاہ نے تو دہلی کو بچانے کے لیے نادرشاہ کو پچاس کروڑ کی

پیش کش کی تھی لیکن اس کی پشت پر کسی ولیٔ کامل کی تائید و حمایت کارفرما نہ تھی جس کی بدولت وہ دہلی کو قتل و غارت اور تباہی و بربادی سے بچانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔[۱۹]

اس واقعے سے محدثِ کبیر کی خودداری، حق گوئی، فقر و درویشی زُھد و استغناء اور جرأت و شجاعت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ ایک طرف سلطنتِ مغلیہ کے ایوان نادر شاہ کی ہیبت اور دہشت سے کانپ رہے تھے، شہنشاہِ ہند محمد شاہ اور اس کے امراء و وزراء پر خوف سے لرزہ طاری تھا، فوجی جرنیلوں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے، صوبے دار اور نواب گڑگڑاتے ہوئے تحائف و نذرانے نادر شاہ کی خدمت میں پیش کر کے اُسے اپنی وفاداری کی یقین دہانیاں کروا رہے تھے الغرض پوری مغلیہ سلطنت کی نگاہیں نادر شاہ کی خوشنودی حاصل کرنے پر لگی ہوئی تھیں جبکہ نادر شاہ کی نظریں محدثِ کبیر کی نگاہِ التفات کے حصول پر جمی ہوئی تھیں اور وہ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے قدوم میمنت لزوم سے اپنے دربار کو شرف و رونق بخشنے کے لیے التجائیں کر رہا تھا اور اس میں ناکامی کے بعد خود آداب و تسلیمات بجا لاتے ہوئے حضور شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں باریابی حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتا ہے اور آنجناب کی خدمتِ اقدس میں نذرانہ پیش کرتا ہے جو اس مردِ فقیر کی بارگاہ سے رد کر دیا جاتا ہے[۲۰] کیا خوب فرمایا حضرت علامہ سیماب اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے!

جو ہیبتِ فقر دیکھنی ہو گزر کسی بوریا نشیں پر
کہ سر بسجدہ تجھے ملیں یہ جلالتِ خسروی ملے گی

تصنیفات وتالیفات

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہِ عالیہ قادریہ حسنیہ پشاور میں درس وتدریس اور تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع فرمایا تھا اور جب لاہور تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی اِسے جاری رکھا اور عربی وفارسی زبان میں آپ نے ستر کے قریب گراں قدر کتابیں تحریر فرمائیں جن میں سے اکثر دست بردِ زمانہ سے ضائع ہوگئیں البتہ شرح صحیح بخاری المشہور بہ شرح غوثیہ، شرح قصیدۂ غوثیہ، شرح فصوص الحکم، رسائل توحید، اسرار التوحید، مناجات، رسالہ اصولِ حدیث، رسالہ در کسب سلوک وحقیقت ومعرفت اور رسالہ جوازِ ذکرِ جہر کے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں[۵۱]

آپ نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ اور تفسیر بھی لکھی تھی جس کا ایک ہی قلمی نسخہ ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک علمی وادبی شخصیت حضرت مولانا نور محمد صاحب کلاچوی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود تھا لیکن آپ کا تمام کتب خانہ دریائے سندھ میں آنے والے ایک شدید سیلاب کی نذر ہوگیا جس میں یہ خطی نسخہ بھی ضائع ہوگیا[۵۲]

شرح صحیح بخاری المشہور بہ شرح غوثیہ آپ کا ایک عظیم شاہکار اور نہایت ہی عالمانہ وعارفانہ شرح ہے جو آپ نے پشاور میں ۱۱۳۱ ھجری/۱۷۱۹ء میں بزبان فارسی تحریر فرمائی اس میں آپ نے حدیث شریف کی روایت ودرایت کے علاوہ تقریباً تمام متعلقہ علوم پر بحث فرمائی، صرف ونحو، صحیح تلفظ کا تعین۔ اسماء الرجال اور اماکن کے متعلق

تفصیلات بیان فرمائیں نیز حدیث و فقہ اور حدیث و تصوف کے درمیان تطبیق فرمائی۔ چاروں ائمہ کرام کے اقوال نقل کر کے حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی حکمت و فضیلت آشکارا فرمائی۔

اس کے دو قلمی نسخے اب تک دستیاب ہوئے ہیں ایک اُستادِ محترم، مرشدِ ارشد حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے۔ جبکہ دوسرا خطی نسخہ پشاور یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں محفوظ ہے۔ چند متاخرین علمائے کرام نے جب یہ عظیم الشان شرح ملاحظہ فرمائی تو انھوں نے اس کے متعلق ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا[۵۳]

"گویا لوحِ محفوظ آپ کے سامنے تھی جب آپ یہ شرح لکھ رہے تھے"
(شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ حافظ علی احمد جان رحمۃ اللہ علیہ)

"یہ شرح اپنی نظیر آپ ہے۔"
(شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری کراچی)

"جس طرح نووی مسلم شریف کی دیگر شروح سے بے نیاز کر دیتی ہے اسی طرح یہ شرح بخاری شریف کی دیگر شروح سے بے نیاز کر دیتی ہے۔"
(شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد الحق صاحب محدث دار منگی)

خلفاء

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت شریعت و طریقت کا حسین امتزاج تھی گویا آپ کی ذاتِ بابرکات اس شعر کا بہترین نمونہ تھی۔

؎ در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

اور آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہِ قادریہ میں تعلیم و تربیت کا

جو نصاب مرتب فرمایا تھا اُس میں شریعت و طریقت کے توازن کو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والوں کی شخصیات اسی جامعیت کا پرتو ہوتی تھیں اور ان میں بھی انتہائی اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل افراد جب ریاضات و مجاہدات کی بھٹی میں پگھل کر کُندن بن جاتے تھے تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ انھیں سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کی خلافت و اجازت مرحمت فرما کر کشمیر، پنجاب یا دیگر کسی مقام کی طرف روانہ فرماتے تاکہ وہاں پر ایک بہترین اسلامی معاشرے کی تشکیل میں وہ اپنا کردار ادا کریں۔

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے چند اہم خلفا کے نام یہ ہیں[۵۴]

(۱) حضرت میر سیّد عابد شاہ بن محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی (سرینگر کشمیر)
(۲) حضرت میر سیّد شاکر شاہ بن محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی (جہلم۔ پنجاب)
(۳) حضرت میر سیّد شاہ میرن بن محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی (مظفر آباد کشمیر)
(۴) حضرت میر سیّد باقر شاہ بن محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی (عرب)
(۵) حضرت سیّد شاہ غلام نبیرۂ محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی (سرینگر، کشمیر)
(۶) حضرت حافظ محمد سعید (۷) حضرت حافظ محمد صدیق (۸) حضرت محمد غوث پشاوری (۹) حضرت شیخ وجیہ الدین المعروف پیر زہدی لاہوری رحمہم اللہ علیہم اجمعین ط

وصالِ حق

علم و ادب اور رُشد و ہدایت کے اس درخشندہ آفتاب نے ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء میں دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرف پردہ فرمایا[۵۵]۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ط آپ کا مزارِ انور بیرونِ دہلی دروازہ لاہور مرجع خلائق ہے۔

حضرت میر سیّد عابد شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(سری نگر۔ کشمیر)

آپ محدث کبیر شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پشاور میں ۱۱۱۱ھ/ ۱۷۰۰ عیسوی میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور تمام تعلیم و تربیت والدگرامی قدر کی سرپرستی میں ہوئی سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ میں بیعت خلافت اور اجازت بھی والدِ محترم سے حاصل ہوئی اور محدّث کبیر نے آپ کو شریعت و طریقت میں کامل و اکمل بنا دینے کے بعد کشمیر روانہ فرمایا۔ تاکہ حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی اور حضرت سید محمد فاضل قادری گیلانی نے کشمیر میں فلاح و اصلاحِ انسانیت کا جو کام شروع فرمایا. اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

مُرشد ارشد کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے آپ نے سری نگر پہنچ کر حضرت سیّد محمد فاضل صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی اور پھر محلہ بیری باغ سری نگر میں قیام فرماکر بزرگوں کی روش کے مطابق درس و تدریس، سلوک و معرفت اور غوثیہ لنگر جاری فرمادیا۔ اپنے علم و فضل اور اخلاق و کردار کی بدولت بہت جلد مقبولیت حاصل کرلی اور کشمیر کے اطراف و جوانب سے جوق در جوق طلباء و فقراء خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے لگے۔

آپ کے حسنِ سیرت، اوصافِ حمیدہ اور جود و سخا سے جب کشمیر کے حکام مُطلع ہوئے تو انہوں نے آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر تیرہ گاؤں (کانز، کچھ، لامورہ، ڈاڈہ اونیرہ، کھڈھہ، کرم سبز سمپورہ،

والورہ، برن وار، پیروار، باجی، جیرو اور انگرہ کی جائیداد آپ کے نام منتقل کردی تھی[۵۸]

آپ یہ سب آمدنی طلباء، علماء، فریاد اور مستحقین کی ضروریات پوری کرنے پر خرچ فرما دیتے۔ رفتہ رفتہ آپ کو کشمیر میں عوامی سطح پر اس قدر پذیرائی اور ہردلعزیزی حاصل ہوئی کہ کشمیر کے دُرّانی عہد میں سیاسی معاملات بھی آپ کی تجاویز اور مشاورت کی روشنی میں طے کیے جانے لگے اور جب کبھی کسی حاکم یا گورنر کی تبدیلی کا مسئلہ پیدا ہوتا تو آپ کی تجویز اور رائے کے مطابق حل کیا جاتا تھا[۵۹]

آپ نے ۱۳ ربیع الاول ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء میں وفات پائی اور سرینگر میں دفن کیے گئے، آپ کے علم وفضل، تورع، تواضع، منکسر المزاجی اور کثیر الکرامت ہونے کا شہرہ آج تک زبانِ زدِ خلائق ہے۔ آپ کی اولاد میں چار فرزند شامل ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ سید موسیٰ شاہ، سید رسول شاہ، سید غلام شاہ، سید یوسف شاہ[۶۰]

حضرت علامہ کبیر سید موسیٰ شاہ صاحب قادری گیلانی

آپ حضرت میر سید عابد شاہ صاحب قادری گیلانی کے فرزندِ ارجمند تھے۔ تمام تعلیم وتربیت والدِ محترم کے زیرِ سایہ تکمیل کو پہنچی۔ حفظ قرآن الکریم کے بعد کشمیر کے جید ترین علماء سے علومِ عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل فرمائی اور والدِ ماجد کے دستِ اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ میں بیعت کرکے عبادات ومجاہدات میں مشغول ہوگئے۔ تین سال تک سب سے الگ تھلگ رہ کر یادِ الٰہی کرتے رہے پھر ساڑھے پانچ سال تک کشمیر کے

جنگلوں اور پہاڑوں پر ریاضت میں مصروف رہے اور کشمیر کے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ، علماء اور فقراء سے ملاقاتیں کر کے فیوض و برکات حاصل کیئے[۱۸]

جب سلوک و طریقت کی انتہائی منازل پر فائز ہو گئے تو والدِ گرامیٔ قدر نے سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا اور اُن کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد کو رونق بخشتے ہوئے خانقاہِ عالیہ کی تنظیم و ترتیب پر خصوصی توجہ مبذول فرمائی۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس سے متعلقہ علوم کا درس خود دیتے جبکہ دیگر علوم کی تدریس کے لیے معلمین کا تقرر فرمایا اور لنگرِ غوثیہ سے اُن کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں تاکہ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دے سکیں، طلباء کی تمام ضرورتیں بھی لنگرِ غوثیہ سے پوری کی جاتی تھیں، متلاشیانِ حق کی تسکین کے لئے بھی خاطر خواہ اقدامات فرمائے اور حسنِ تدبر سے اس خانقاہِ عالیہ قادریہ کو کشمیر کی ایک ایسی بہترین اور معیاری خانقاہ بنادیا جو بیک وقت علومِ اسلامیہ کا سرچشمہ اور سلوک و معرفت کا مرکز و محور تھی[۱۹]

آپ ہر ایک کی بے لوث خدمت کرتے جو بھی غریب، درویش، مسافر اور محتاج آتا اُسے کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے، خوراک و لباس کے علاوہ اُسے زادِ سفر بھی عنایت فرماتے، تمام زندگی انہی اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے ۱۷ر جمادی الثانی ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۱ء کو واصل بحق ہوئے اور سری نگر کشمیر میں دفن کیئے گئے آپ کے دو فرزند سید علیٰ شاہ اور سید قطب الدین شاہ تھے[۲۰]

حضرت عارف باللہ سیّد علیشاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(کشمیری ثم پشاوری)

آپ حضرت علامہ کبیر سیّد موسیٰ شاہ صاحب قادری گیلانی کے ہاں سری نگر میں پیدا ہوئے، حفظِ قرآن، علوم اسلامیہ اور سلوک و معرفت کی تکمیل والدِ گرامی کی سرپرستی میں ہوئی اور والدِ گرامیؒ مرتبت نے خلافت و اجازت سے بہرہ مند فرمادیا[۶۴] تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خصوصی ارشاد کے مطابق آپ کشمیر سے نکل کر پشاور روانہ ہوئے۔ راستے میں مختلف بزرگانِ دین کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ خصوصًا لاہور میں حضرت محدث کبیر شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی اور آنجناب کے صاحبزادے حضرت میر سیّد شاکر شاہ صاحب قادری گیلانی کی زیارت پر جہلم میں حاضری دی اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے، اُن دِنوں میں جہلم میں حضرت میر شاکر شاہ صاحب کی اولاد سے حضرت میر سیّد اچھے شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین تھے جنہوں نے آپ کی بہت قدر و منزلت کی۔ یہاں سے نکل کر پشاور پہنچے[۶۵]

پشاور میں حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ۱۱۴۸ھ/۶-۱۷۳۵ء میں محدث کبیر سیّد شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی کی لاہور منتقلی کے بعد خلفاء کے زیرِ کنٹرول تھی اہالیانِ پشاور کو جب آپ کی آمد کا علم ہوا تو وہ والہانہ انداز میں حاضرِ خدمت ہونے لگے اور جب انھیں یہاں پر آپ کے مستقل قیام کا پتہ چلا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھے۔

آپ نے اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق خانقاہِ عالیہ قادریہ حسنیہ

کے انتظامات کو از سرِ نو مرتب فرمایا اور پشاور شہر کے بازار کلاں میں سکونت اختیار کرتے ہوئے درس و تدریس، سلوک و معرفت اور لنگرِ غوثیہ جاری فرما دیا۔ طلباء و سالکین کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہونے لگا اور بعض اوقات لنگر کے اخراجات اِس قدر بڑھ جاتے کہ آپ مقروض ہو جاتے لیکن پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس کی ادائیگی کے اسباب خود بخود فراہم ہو جاتے۔[۲۸]

آپ کے حلقۂ ارادت میں ہر قسم کے لوگ جیسے فقراء، غرباء، امراء، حکمران، تاجر اور علمائے کرام وغیرہ بڑی عقیدت سے آتے اور سکون و اطمینان حاصل کرتے، آپ پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ہر وقت غلبہ رہتا اور جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نامِ اقدس لیا جاتا تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ پر رقت طاری ہو جاتی اسی اُلفتِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے جذبۂ صادقہ کی وجہ سے آپ "اُویسِ قرنی" کے پیارے نام سے یاد کیئے جانے لگے۔[۲۹]

آپ نے ۱۳ رشعبان ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں بمقام پشاور وصال فرمایا اور حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی کے قبرستان میں دفن کیئے گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت سیّد غلام شاہ المعروف آغا میر جی صاحب اور حضرت سیّد اکبر شاہ المعروف آغا پیر جان صاحب تھے۔[۳۰]

حضرت قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین سیّد اکبر شاہ صاحب المعروف آقا پیر جان رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف باللہ حضرت سیّد علیلی شاہ صاحب کے ہاں پشاور

میں پیدا ہوئے، والد گرامی نے آپ کا نام سید اکبر شاہ رکھا لیکن آپ آقا پیر جانؒ کے نام سے مشہور ہوئے، والد گرامیؒ مرتبت کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت شروع ہوئی اور برادرِ اکبر سید غلام شاہ المعروف آغا میر جی صاحب کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچی، سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ میں بڑے بھائی کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے خلافت و اجازت پا کر مجاز و معنعن ہوئے اور اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے افغانستان، کشمیر، ہندوستان اور حجاز مقدس کا متعدد بار سفر کیا، اور پشاور میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہو گئے[۶۹]

اس زمانے میں پشاور پر سکھ برسرِ اقتدار تھے جو اکثر و بیشتر شعائرِ اسلام کی توہین کرتے رہتے تھے۔ ایک مجلس میں آپ کی موجودگی کے دوران تین سکھوں نے اپنے معمول کے مطابق دینِ اسلام کی تحقیر و توہین کی تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، مرنے والوں کا تعلق حکمران طبقے سے تھا، اس لیے ایوانِ حکومت لرز اٹھے لیکن پشاور والوں کو آنجناب کی ذاتِ اقدس سے جو والہانہ عقیدت تھی اُس کے مدنظر سکھ حکمران آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکے کیونکہ اس صورت میں بلوائے عام کا شدید خطرہ پیدا ہو چکا تھا[۷۰]

لیکن آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی دینی حمیت نے بھی مزید اس ملک میں رہنا گوارا نہیں کیا اور افغانستان کی طرف ہجرت فرمائی اور دریائے کابل میں تین سال تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے رہے، ایک سال تک قصیدہ غوثیہ شریف کا چلہ کاٹا، بعد ازاں کابل شہر کی طرف آئے اور تزکیۂ نفس و تصفیہ قلب کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے غوثیہ لنگر جاری فرمایا تو تمام شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے ٹوٹ پڑا۔

بڑے بڑے علماء ومشائخ، اُمراء اور حکام آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہُوئے گورنر کابل امیر شیر علی خان بھی اس عرصے میں آپ کا انتہائی معتقد ہوگیا اور لنگر شریف کے اخراجات کے لیے باقاعدہ وظیفہ مقرر کیا۔ ^۱^

آٹھ سال آپ نے افغانستان میں گزارنے کے بعد دوبارہ پشاور کا رُخ کیا اور یہاں تشریف لائے تو یہاں انگریز قابض ہو چکے تھے۔ اہالیانِ پشاور کو آپ کی واپسی سے بہت خوشی ہوئی، درس وتدریس اور تعلیم وتربیت کا سلسلہ پھر سے شروع ہُوا اور پشاور کے علاوہ افغانستان اور کشمیر سے بھی بڑی تعداد میں طلباء وسالکین مستفیض ہونے کے لیے آنے لگے اور ان کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہُوا کہ بازارِ کلاں میں والدِ گرامی حضرت، عارف باللہ سیّد عیسیٰ شاہ صاحب کی تعمیر کردہ خانقاہِ عالیہ قادریہ تنگ محسوس ہونے لگی تو آپ نے مریدین و معتقدین اور طلباء کے لئے یکہ توت میں ۱۸۶۸ء میں ایک الگ خانقاہ تعمیر فرمائی ^۲^ اور اپنے علم وفضل، اخلاص وللٰہیت، تقویٰ وطہارت اور اخلاقِ حسنہ کی بدولت اُسے علم وعرفان کا ایک عظیم مرکز بنا دیا جسے تاریخ پشاور میں "آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان" کے نام سے شہرت حاصل ہُوئی۔

حضرت آقا پیر جان رحمۃ اللہ علیہ سکھوں کی طرح انگریزوں سے بھی نفرت کرتے تھے اور ان کی کسی مجلس بلکہ عدالت تک سے رجوع کرنا گوارا نہ کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ انگریزوں نے امیر شیر علی خان گورنر کابل کو پشاور میں ایک پُر تکلف دعوت دی، چونکہ وہ آپ کا معتقد تھا اس لیے پہلے سیدھا آنجناب کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہُوا اور پھر بہت

اصرار کر کے آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس ضیافت میں ساتھ لے گیا، آپ ازراہ مروت اُس کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے، پشاور کے تمام معززین اور بڑے بڑے انگریز افسر اس موقع پر موجود تھے اور سب کے سامنے آپ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا، امیر شیر علی خان نے طیش میں آکر کہا" کابل حکومت کی طرف سے آپ کے لیے جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا میں اُسے ختم کرتا ہوں"۔ آنجناب نے متبسمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا" فقیر کی فقیری ہمیشہ رہے گی مگر تیری بادشاہت نہ رہے گی"۔

چنانچہ گورنر صاحب جب پشاور سے کابل پہنچا تو اُس کا تختہ اُلٹ دیا گیا مگر اُس مردِ فقیر کا ارشاد اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ آج بھی اپنی سچائی کا ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ الحمدللہ! آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان اس وقت بھی علم و معرفت کا اعلیٰ ترین مرکز ہے نیز عہدِ برطانیہ میں مسلم لیگ کے احیاء اور تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں بھی اس نے مرکزی کردار ادا کیا۔

آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ میں تحقیقِ حق کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا اسی جذبۂ مبارکہ کے باعث اکثر علمائے کرام اختلافی مسائل میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کرتے اور آنجناب رحمۃ اللہ علیہ قرآن و حدیث اور فقہ و تصوف کی روشنی میں ہر پہلو کا جائزہ پیش کر کے مسئلے کو حل فرماتے، ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام عبدالغفور صاحب المعروف اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سے علماء نے فتویٰ دیا کہ" بغیر محراب کے نماز باجماعت نہیں ہوتی"۔ علمائے پشاور اس فتوے کے خلاف انتہائی سخت ردعمل کا اظہار

کرتے ہوئے حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا
"اخون صاحب سوات انتہائی قابلِ قدر ہستی ہیں اور شریعتِ اسلامیہ
کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں اِس لئے تم یہاں سے ہی اُن پر تنقید
نہ کرو بلکہ بہتر یہ ہوگا کہ سوات جاکر اُن سے اس مسئلے پر گفتگو کی جائے"
چنانچہ علمائے پشاور اس بات سے مطمئن ہو گئے اور پھر علمائے
پشاور کا ایک وفد آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں سوات
پہنچا، وہاں پر اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ نہایت عزّت و احترام
سے پیش آئے، دُوسرے دن مسئلہ مذکورہ پر بحث شروع ہوئی جو
تین دن تک جاری رہی اور اچھی طرح تحقیق کرنے کے بعد جب
مسئلہ واضح ہوگیا تو انھوں نے پہلا فتویٰ واپس لے کر دُوسرا فتویٰ
جاری کیا کہ "بغیر محراب کے نماز باجماعت ہوتی ہے"۔[۵]

یہ تکلیف دہ اور طویل سفر حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی آخری عمر میں کیا جبکہ آپ چلنے پھرنے سے قاصر ہو چکے
تھے لیکن دینِ اسلام کی سچی تڑپ، سُنّت نبویہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا درد اور اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتحاد و یک جہتی
کی خواہش آپ کی معذوری و کمزوری پر غالب آگئی اور آپ نے اپنے آرام و
سکون کو قربان کرتے ہوئے یہ زحمت اِس لیے گوارا فرمائی کہ امّتِ
اسلامیہ افتراق و تشتّت اور انتشار و پراگندگی کا شکار ہونے سے
بچ جائے۔[۶]

"تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ بعد ازاں سرحد میں بی رفع
سبابہ اور تمباکو و نسوار کے مسائل پر علماء نے کیا کچھ نہیں کیا بلکہ

عصر حاضر میں تو یہ عام مشاہدہ کیا جا رہا ہے کہ علماء نے مختلف قسم کے مسائل چھیڑ کر مسلمانوں کو اس قدر الجھا رکھا ہے کہ کلمہ گو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کو جہاد سمجھا جا رہا ہے، مساجد، خانقاہیں اور امام بارگاہیں قتل گاہوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ کیا ہمارے محترم علمائے کرام آپس میں بیٹھ کر متنازعہ مسائل بات چیت کے ذریعے حل نہیں کر سکتے؟

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی عبادت و ریاضت، خدمتِ خلق اور اصلاحِ انسانیت میں بسر فرمائی، آپ مغرب کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے گویا تمام رات عبادت میں گزار دیتے۔ جب اس دنیائے فانی سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو آپ نے آدھی رات کے وقت غسل فرمایا، اپنے پوتے حضرت سید محمد زمان شاہ صاحب کو اپنے پاس بلایا اور قرآن کریم کی تلاوت سننے کا مطالبہ کیا، آنجناب رحمۃ اللہ علیہ قرآن سنتے رہے اور خود اسمِ ذات کا ذکر کرنے لگے پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے اور اسی حالت میں روحِ مبارکہ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔[۳۰] اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ کے وصال کی خبر سن کر تمام اہلِ پشاور میں کہرام مچ گیا اور ہر محلے سے لوگ ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے آنجناب کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوئے، تمام دن ذکر و نعت خوانی جاری رہی اور ۲۸ رجمادی الاول ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء کو شام کے وقت یہ آفتابِ رشد و ہدایت، اتحاد بین المسلمین کے داعی، اہلِ طریقت کے قبلہ و کعبہ، غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور درویشوں کے ملجا و ماویٰ اپنے آبائی قبرستان پشاور میں سپردِ خاک کر دیئے گئے۔[۳۱]

حضرت قبلۂ عالم سیّد احمد شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پشاور میں پیدا ہوئے اور والد گرامی قدر کی نگرانی میں علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی اور اپنے والد ماجد سے سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ میں بیعت کر کے سلوک و عرفان کی منازل طے کیں اور خلافت و اجازت حاصل کی، والد کی وفات کے بعد خانقاہِ عالیہ کی تمام تر ذمہ داریاں آپ نے خوش اسلوبی سے ادا کیں اور شب جمعہ کا سلسلہ شروع فرمایا کہ بعد از نمازِ عشاء تمام عقیدت مندوں کو ذکرِ الٰہی کا حلقہ کرواتے، ذکر و فکر کی یہ محفل پشاور میں بہت مشہور ہوئی نیز گیارھویں شریف اور دیگر بزرگانِ کرام کے اعراس پر بھی اسی طرح کی محافل کا انعقاد فرماتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے آپ کو بےحد محبت تھی اور اپنے تمام مریدوں کے قلوب و اذہان بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منوّر کرنے کی ہر ممکن کوشش فرماتے، عقائد کی اصلاح پر بھی بہت زور دیتے تھے، بُرے عقائد جیسے نیچریت، قادیانیت، نجدیت و وہابیت وغیرہ سے بچنے کی تلقین فرماتے، نیز اُن علماءِ کرام کی بھی ہر ممکن امداد فرماتے جو اپنی تقاریر میں عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زور دیتے اور عقائد باطلہ کا مدلل رد فرمایا کرتے تھے۔

آپ تمام عمر سیاست سے کنارہ کش رہتے ہوئے سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کے فروغ میں کوشاں رہے لیکن انگریزوں کے خلاف برسرپیکار

مجاہدین خصوصاً حضرت شیخ المشائخ نجم الدین المعروف ہڈہ مُلا صاحب افغانستان (۱۹۰۲ء) اور مجاہد اعظم حضرت سید فضل احمد صاحب المعروف حاجی صاحب ترنگزئی (۱۲۶۸ھ ـ ۱۳۵۶ھ) کی ہر ممکن مدد فرماتے رہے اور اپنے مختلف مریدین و متوسلین کے ذریعے اُنھیں جہاد کی تیاری کے لیے نقد رقوم ارسال فرماتے رہتے نیز ترکوں کی حمایت میں بھی ہمیشہ کمربستہ رہتے۔[۳۱]

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ زبردست کشفِ عیانی کے مالک تھے ایک مرتبہ حضور شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے تو وہاں پر ایک پریشان حال و تنگ دست آدمی کو خاموشی سے کچھ ورد پڑھتے ہوئے دیکھا تو اُسے اپنے پاس بُلا کر فرمایا "قاسم صاحب! آپ فراخئ رزق کے لیے فلاں وظیفہ پڑھ رہے تھے اُسے چھوڑ دیں اور یہ وِرد کیا کریں انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"۔ جناب قاسم صاحب بڑے حیران ہوئے اور اُنہوں نے آنجناب کا بتایا ہُوا ورد شروع کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بُہت فضل و کرم فرمایا۔ انہی قاسم صاحب کا قول ہے کہ مَیں نے ڈھائی ہزار فقراء سے ملاقات کی ہے لیکن ایسا کشفِ عیانی والا فقیر مَیں نے نہیں دیکھا۔[۳۲]"

آپ نے ۳ مئی ۱۹۳۹ء کو بوقتِ عشاء انتقال فرمایا اور اگلے دن ۴ مئی ۱۹۳۹ء کو حضرت ابوالبرکات سید حسن علیہ الرحمۃ کے جوارِ رحمت میں دفن کیے گئے۔ آپ کے جنازے میں مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں غیر مسلموں نے بھی شرکت کی جو زار و قطار رو رہے تھے آپ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا سید محمد زمان شاہ اپنی باقیاتِ صالحات میں پیچھے چھوڑا۔[۳۳]

آقا سید سعید احمد شاہ صاحب قادری گیلانی (مرحوم و مغفور)

حواشی باب اوّل

۱؎ طفیل احمد، تحفۃ الزائرین، ڈسٹرکٹ خطیب ٹھٹھہ دربار صحابی بابا ۱۹۸۸ء، صفحہ ۳۴،۳۳

۲؎ سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ، مکتبہ فیضان ۱۹۹۱ء صفحہ ۲۱

۳؎-۵؎ ایضاً صفحہ ۲۱، ۲۲

۶؎ شاہ غلام، خوارق عادات اردو ترجمہ سیّد محمّد امیر شاہ، مکتبۃ الحسن پشاور صفحہ ۲۳ - ۲۵

(نوٹ، یہاں پر ماضی وحال کے بعض تذکرہ نگاروں سے عموماً دو قسم کی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جن کی نشاندہی واصلاح ضروری ہے۔

(ا) سیّد عبداللہ شاہ کے والد سیّد محمود بغداد سے ٹھٹھہ تشریف لائے۔

(ب) سید عبداللہ شاہ تمام عمر مجرّد رہے اور شادی نہیں کی۔

یہ دونوں باتیں غلط ہیں کیونکہ بغداد سے ٹھٹھہ تشریف لانے والے سیّد عبداللہ شاہ تھے نہ کہ آپ کے والد سیّد محمود نیز آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے شادی بھی کی تھی۔ اس موضوع پر اُستادِ کامل، مُرشدِ اکمل حضرت علامہ سیّد محمّد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی نے اپنی کتاب تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ کے صفحہ نمبر ۱۶ تا ۲۰ پر مفصل محققانہ بحث فرمائی ہے۔

۷؎ ایضاً شاہ غلام، خوارق عادات صفحہ ۳۰، ۳۱

۸؎ سید محمّد امیر شاہ، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ صفحہ ۲۲ - ۲۴

۹؎ طفیل احمد، تحفۃ الزائرین صفحہ ۳۲

۱۰؎ سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ صفحہ ۲۶، ۲۷

۱۱؎ ایضاً صفحہ ۳۱

۱۲؎ شاہ غلام، خوارق عادات صفحہ ۳۲

۱۳؎ ایضاً صفحہ ۳۲

۱۴؎ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۳۵، ۳۶

۱۵؎ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، مکتبۃ الحسن پشاور جلد نمبر ۱ ص۵۳

۱۶؎ شاہ غلام، خوارق عادات ص۳۵، ۳۶

۱۷؎ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۳۸

۱۸؎ شاہ غلام، خوارق عادات ص۳۶، ۳۷

۱۹؎ ایضاً ص۳۷

۲۰؎ ایضاً ص۴۳

۲۱؎ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۵۳

۲۲؎ القرآن، الاعراف ۷ : ۱۴۳

۲۳؎ شاہ غلام، خوارق عادات، ص۴۴

۲۴؎ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۳۹

۲۵؎ ایضاً ص۴۱

۲۶؎ شاہ غلام، خوارق عادات ص۴۵

۲۷؎ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۴۳

۲۸، ۲۹؎ شاہ غلام، خوارق عادات ص۴۷، ۴۸

۳۰؎ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۴۲

۳۱؎ نواب امیر خان، گورنر کابل، خلیل اللہ خان یزدی کے بیٹے تھے، مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء میں کابل کے گورنر مقرر ہوئے اور ۲۷ رشوال ۱۱۰۹ھ/۱۶۹۸ء کو فوت ہوئے۔
(شاہ نواز خان، مآثر الامراء، کلکتہ ۱۸۸۹ء ج ۱ ص۲۷۲)

۳۲؎ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۴۵، ۴۶

۳۳؎ ایضاً ص۵۰

۳۴ سید علی اکبر شاہ، "سید زین العابدین قادری گیلانی" پندرہ روزہ الحسن کا شاہ محمد غوث نمبر (پشاور) ۶ : ۶۵ - ۶۹ (جولائی، ستمبر ۱۹۹۵ء) ص ۶۱-۶۸
۳۵ اُم سلمیٰ گیلانی ڈاکٹر، محدث کبیر شاہ محمد غوث کی دینی وعلمی خدمات، مکتبہ الحسن پشاور ۱۹۹۰ء ص ۷۶
۳۶ شاہ محمد غوث، درکسب سلوک وبیان حقیقت ومعرفت (قلمی)، ص ۶۲
۳۷ اُم سلمیٰ گیلانی، محولہ بالا ص ۷۶
۳۸ ایضاً ص ۸۰-۸۲
۳۹ ایضاً ص ۸۲-۸۴
۴۰ ایضاً ص ۲۸۶-۳۱۶
۴۱ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ علماء ومشائخ سرحد ج ۱ ص ۱۴
۴۲ اُم سلمیٰ گیلانی ڈاکٹر، محولہ بالا ص ۲۶۸-۲۷۰
۴۳ ایضاً ص ۲۷۱-۲۷۸
۴۴ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ علماء ومشائخ سرحد ج ۱ ص ۴۸
۴۵ اقبال احمد فاروقی "پنجاب میں سلسلہ قادریہ کے علمی وروحانی مراکز" پندرہ روزہ الحسن محولہ بالا ص ۴۴
۴۶ ایضاً ص ۴۴، ۴۵
۴۷ نقوش لاہور نمبر ج ۱ ص ۸۰
۴۸ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء نول کشور لکھنؤ ۱۸۷۳ء ج ۱ ص ۱۸۵
حکیم احمد علی خان، اسرار تصوف، مطبع فیض منبع لاہور ۱۳۱۱ھ ص ۱۴، ۱۵
اُم سلمیٰ گیلانی ڈاکٹر، محولہ بالا ص ۸-۱۹
۴۹ سید محمد انور شاہ قادری، "بارہویں صدی ہجری میں برصغیر پاک وہند کی سیاسی وعسکری اور علمی وروحانی تاریخ کا سرسری جائزہ" پندرہ روزہ الحسن

محولہ بالا ص۲۰

۵۰۔ ایضاً ص۲۰، ۲۱

۵۱۔ اُمِ سلمیٰ گیلانی، محولہ بالا ص۱۰۶

۵۲۔ ایضاً ص۱۰۶

۵۳۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۹۴

۵۴۔ ایضاً ص۱۰۱

۵۵۔ اُمِ سلمیٰ گیلانی ڈاکٹر، محولہ بالا ص۱۰۱

۵۶۔۶۰۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۱۰۱، ۱۰۲

۶۱۔۶۳۔ ایضاً ص۱۰۶، ۱۰۷

۶۴۔۶۸۔ ایضاً ص۱۰۸، ۱۰۹

۶۹۔۷۸۔ ایضاً ص۱۱۹۔۱۲۶

۷۹۔۸۲۔ ایضاً ص۱۲۷۔۱۲۹

باب دوم

سوانح حیات

حضرت حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۸۷ء - ۱۹۵۰ء)

آپ گذشتہ باب میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور میں رشد و ہدایت کی جو مشعل ۱۰۸۷ھ/۱۶۷۶ء میں منور فرمائی تھی۔ آپ کی اولاد امجاد نے آلام و مصائب کے ہوش ربا طوفانوں میں بھی اسے روشن رکھا۔ خصوصاً سکھوں اور انگریزوں کے جبر و استبداد کے زمانے میں بھی بڑے عزم و استقلال کے ساتھ اسے فروزاں رکھا اور ظلمت و گمراہی کے اس تاریک دور میں خانقاہِ عالیہ قادریہ گیلانیہ حسنیہ بالخصوص آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کو ایک مینارۂ نور کی حیثیت حاصل رہی۔ حضرت حافظ سید محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اسی عالی قدر آستانے کے چشم و چراغ تھے۔

ولادتِ باسعادت

آپ حضرت سیّد سعید احمد شاہ صاحب قادری گیلانی بن حضرت سیّد اکبر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف آقا پیر جان صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے ہاں، ۱۸۸۷ء بمقام پشاور شہر پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوتے کی ولادت کی خوشی میں سجدۂ شکر ادا کیا اور بہت سی نقد رقم غرباء و مساکین میں تقسیم فرمائی۔ نومولود کے کان میں اذان و اقامت کہی، اپنے دستِ مبارک سے اس کے منہ میں گھٹی ڈالی، سُنّت مطہرہ کے مطابق ساتویں دِن عقیقہ کیا اور "سیّد محمّد زمان شاہ" نام تجویز فرمایا۔ البتہ پیار سے آپ کو "آغا جان" کہہ کر پکارتے، چنانچہ تمام عقیدت مند اور پشاور شہر کے باشندے بھی "آغا جان" کے نام سے یاد کرنے لگے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

آپ کا گھرانہ علم و فضل اور طریقت و شریعت کا گہوارہ تھا۔ ناظرہ قرآن اور دیگر ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آغا جان کی ابتدائی پرورش اور نشو و نما پر خصوصی توجہ دی، آپ کی سیرت و کردار کی تعمیر کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی اور آپ کی شخصیت کو پروان چڑھانے اور انسانیتِ کاملہ کے اوصاف سے کماحقہٗ متصف کرنے کیلئے بڑی محنت اور جان فشانی سے کام لیا۔

بیعت و خلافت

حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بے حد پیار تھا اسی محبت و شفقت کے ساتھ انہوں نے آپ کی پوری پوری نگہداشت فرمائی اور اپنی توجہ کاملہ سے آپ کی رُوحانی استعداد میں برابر اضافہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ جب بارہ سال کے ہوئے تو دادا جان کا آخری وقت آ گیا۔ وصال سے پہلے رات کو ساڑھے بارہ بجے حسب معمول تہجد کے لئے اُٹھے اور نماز پڑھ کر آپ کو اپنے پاس بلایا، سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت و خلافت سے نوازا اور اپنی تسبیح و مصلیٰ عنایت فرما کر علم لُدنی اور رُوحانی فیوض و برکات کی امانت بھی مرحمت فرما کر آپ کے قلبِ اطہر کو علم و معرفت کا خزینہ بنا دیا۔[۱]

دیگر تعلیم اور حفظِ قرآن

آپ نے سکول میں انگریزی تعلیم کے حصُول کے ساتھ ساتھ قرآن مجید فرقانِ حمید کے حفظ کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا تھا۔ دادا جان کے وصال کے بعد آپ کی طبیعت میں بے چینی رہنے لگی اور انگریزی تعلیم سے دِل اُچاٹ ہو گیا چنانچہ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نے دُنیوی تعلیم کو خیرباد کہہ کر اپنی ساری توجہ کلام الٰہی کے حفظ کرنے پر مرکوز فرمائی اور حضرت حافظ الٰہی بخش زرگر صاحب سے قرآن کریم حفظ فرمایا نیز دیگر علومِ اسلامیہ کا اکتساب پشاور کے مختلف علمائے کرام سے کیا۔[۲]

دو رکعت میں ختم قرآن

حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نوازشات کا اثر تھا کہ پندرہ سال کی عمر میں رمضان المبارک کے دوران دو رکعت تراویح میں آپ نے پورا قرآن سنایا لیکن نہ تو کوئی غلطی سرزد ہوئی اور نہ ہی کسی مقام پر رکے۔ یہ واقعہ یوں پیش آیا کہ آپ کے استاد حضرت حافظ الٰہی بخش صاحب جو زرگری کا کام کرتے تھے ان کے اور مسجد گدائی خان مسلم مینا بازار کے حافظ محمد صادق صاحب کے درمیان ایک مرتبہ رمضان شریف کے مہینے میں تلخ کلامی ہو گئی تو انہوں نے حافظ الٰہی بخش صاحب پر طنز کرتے ہوئے کہا "جاؤ جاؤ تم پھونکیں مارا کرو اور زرگری کیا کرو تمہارا قرآن سے کیا تعلق! نہ تمہیں قرآن آتا ہے اور نہ ہی تمہارے شاگردوں کو" اس سے حافظ صاحب طیش میں آگئے اور اسے چیلنج دے دیا کہ آج رات جامع مسجد گنج علی خان بازار کلاں میں تمہارا اور میرا قرآن مجید سنانے کا مقابلہ ہوگا۔ ظہر کے وقت یہ واقعہ پیش آیا اور شام تک پورے شہر میں یہ بات پھیل گئی۔ زندہ دلان پشاور اور بڑے بڑے جید حفاظ کرام رات کو جامع مسجد گنج علی خان میں جمع ہو گئے دونوں مدعی اور مدعا علیہ حفاظ کرام بھی اپنے شاگردوں کی فوج ظفر موج لیے آمنے سامنے ہوئے۔ حضرت حافظ الٰہی بخش صاحب نے فرمایا کہ پہلے میرا سب سے چھوٹی عمر کا شاگرد قرآنِ حکیم سنائے گا تم اور تمہارے شاگرد اس کی غلطیاں نوٹ کریں اس کے بعد تم اپنے شاگرد کو میدان میں پیش کرو ہم لوگ اس کی غلطیاں پکڑیں گے اس طرح حقیقت خود بخود کھل کر سامنے آجائے گی۔ موقع پر موجود غیرجانبدار حفاظِ کرام نے بھی اس

کی تائید کی جب اس پر اتفاقِ رائے ہوگیا تو حافظ الٰہی بخش زرگر صاحب نے حضرت سیّد محمّد زمان شاہ صاحب کو مصلے پر کھڑا کر دیا چنانچہ آنجناب نے اللہ کا نام لے کر پہلی رکعت میں الحمد للہ سے قرآن کریم پڑھنا شروع فرمایا تو تیئیسویں پارہ میں سورۂ یٰسٓ شریف پر رکوع کیا جبکہ دوسری رکعت میں آخری پارے کی سورۂ الم نشرح تک پڑھ کر جب سلام پھیرا تو تمام مسجد اللہ اکبر، جزاک اللہ، سبحان اللہ اور نظر بد دور کے نعروں سے گونج اٹھی۔ تمام حفاظِ کرام حیران رہ گئے کہ اس چھوٹی سی عمر میں دو رکعت کے اندر پورا قرآن اس قدر ضبط اور روانی سے پڑھنا کہ نہ کہیں رکنے کی نوبت آئی نہ ہی کوئی غلطی ہوئی۔

درحقیقت یہ حضرت آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور نظرِ کرم کا فیضان تھا جسے دیکھ کر لوگ عش عش کر اٹھے۔ اس واقعے کو پشاور کی تاریخ میں اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ آئندہ کسی کو حافظ الٰہی بخش زرگر صاحب کے متعلق ایک لفظ زبان سے نکالنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس کی عزت و مکرمت میں بے انتہا اضافہ ہوا۔

سیر و سیاحت

علومِ اسلامیّہ سے فراغت کے بعد آپ اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے برّ صغیر پاک و ہند کے سفر پر روانہ ہوئے اور ہندوستان کے تقریباً تمام مشہور اولیائے کرام کے مزارات پہ حاضری دی ان کے سجّادہ نشینوں و خلفاء، دیگر علماء و مشائخ

اور مجاذیب وفقراء سے مل کر ایک طویل عرصے کے بعد واپس پشاور تشریف لائے لیکن طبیعت نہ لگی اور پھر سیر وسیاحت پر روانہ ہوگئے۔ پھر تو آپ کا یہ معمول بن گیا کہ اگر چھ ماہ پشاور میں رہتے تو چھ ماہ لاہور، دہلی، لکھنؤ، کلکتہ، رنگون، احمد آباد اور کشمیر میں گزار دیتے۔ اِس عرصے میں یہاں پر بہت سے حضرات کے ساتھ آپ کے قریبی مراسم پیدا ہوگئے۔

لاہور میں آپ کا قیام حضرت محدّث کبیر شاہ محمّد غوث صاحب قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عالیہ قادریہ غوثیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور ہُوا کرتا تھا اور یہاں پر اکثر شاعرِ مشرق حضرت علامہ محمّد اقبال، مولانا ظفر علی خان، حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب ناظم اعلیٰ حزب الاحناف لاہور، حضرت علاّمہ سیّد ابوالحسنات صاحب قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور، رئیس الاحرار سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، علاّمہ علاؤالدین صاحب صدیقی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور، حضرت علاّمہ مولانا غلام محمّد مُرشد صاحب خطیب سنہری جامع مسجد لاہور اور جناب شورش کاشمیری وغیرہ سے مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات ہُوا کرتا تھا۔

دہلی میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک پشاوری مُرید لالہ میاں محمّد صاحب کے ہاں پہاڑ گنج میں رونق افروز ہُوا کرتے تھے اور مفتی اعظم اہلسنت حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ صاحب خطیب جامع مسجد فتح پوری، مفتیٔ ہند حضرت علاّمہ مفتی کفایت اللہ صاحب مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی اور خصوصًا حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

اکثر ملاقاتیں رہتی تھیں جبکہ اجمیر شریف میں حضرت علامہ مولانا غلام معین الدین صاحب صدر مدرس دارالعلوم معینیہ سے بڑے ہی برادرانہ تعلقات اُستوار تھے[۳۸]

کلکتہ، رنگون، بمبئی اور احمد آباد میں آپ کے بے شمار پشاوری عقیدتمند رہائش پذیر تھے جو یہاں کی سیاست پر پوری طرح چھائے ہُوئے تھے خصوصاً تاج محمّد صاحب پشاوری بلدیہ کلکتہ کے چیئرمین تھے جبکہ مُلاّ جان محمّد صاحب خلافت کمیٹی بنگال کے صدر اور رُوحِ رواں تھے، یہاں پر بھی بلند پایہ دینی و سیاسی شخصیات سے رشتۂ اخوت و محبّت قائم تھا[۳۹]

کشمیر میں آنجناب کے اکثر خاندانی بزرگوں کی خانقاہیں موجود ہیں نیز یہاں پر آپ کے ماموں سُسر جناب شہزادہ حکیم غُلام محمّد صاحب کا مطب "الکوثر" امیراکدل سری نگر پورے کشمیر میں شہرت رکھتا تھا اور سری نگر میں ہی حضرت سیّد سمی شاہ محمّد فاضل رحمۃُ اللہ علیہ کی عالقۂ عالیہ کے سجادہ نشین اور کشمیر کے مقبول رہنما میر سیّد مقبول شاہ صاحب گیلانی کے ساتھ خصوصی قرُب و تعلق تھا اور حضرت محدّث کبیر کے فرزندِ ارجمند حضرت سیّد شاہ میر صاحب قادری گیلانی مظفر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت سیّد حسام الدین شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ بھی اکثر و بیشتر ملاقاتیں ہُوا کرتی تھیں[۴۰]

دینی و روحانی خدمات

خانقاہ عالیہ قادریہ حسنیہ اور آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کی دینی و رُوحانی خدمات کا سرسری جائزہ بابِ اوّل

میں پیش کیا جاچکا ہے۔ آغا جان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بزرگوں کی روایات کے مطابق اپنی تمام زندگی درسِ قرآن حکیم اور مریدین و منوسلین کے تہذیب نفوس میں بسر فرمائی غوثیہ لنگر بھی جاری رکھا لیکن اس کے علاوہ پشاور میں "مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا قیام اور جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آغاز کا سہرا بھی آپ کے سر ہے کیونکہ اس تنظیم کے قیام سے قبل مسلمان عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُر مسرت موقع پر جشن ولادت منانے کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ غم میں سوگ منایا کرتے تھے ——— سرحد کے بابائے صحافت اللہ بخش یوسفی اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"خُدا جانے کن وجوہات یا اثرات کے تحت حضور انور کی وِلادت کی خوشی کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلمانوں نے آپ کے وصال کے رنج میں ماتم کناں رہنا شروع کر دیا تھا... بعد میں چل کر احساس ہوا کہ مسلمانوں کے لیئے ان ایام کو ایامِ غم میں تبدیل کرنے کا کام کسی در پردہ ہاتھ کی کارستانی تھی تو انہوں نے ہندوستان کی مجلس قانون ساز میں تجویز پیش کرتے ہوئے "بارہ وفات" کو "جشنِ عیدِ میلادُ النبی" کے نام سے بدل دیا، سرکاری کاغذات میں اس تبدیلی کا اندراج ہُوا، رفتہ رفتہ اس دن مسلمان صاف ستھرے کپڑے پہننے لگے، قوالیاں شروع ہُوئیں اور جلوس نکالے جانے لگے...

یہ اور بات ہے کہ صوبہ سرحد ابھی تک ماتم کناں ہے گو اب عید میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کے نام سے پشاور میں ایک

جلوس نکالنے کا اہتمام ہوتا ہے۔" [۱۰]

پشاور میں اس جشن عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابتداء آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت سے ہوئی۔ محمد شفیع صابر صاحب اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آغا سید محمد امیر شاہ صاحب (بن سید محمد زمان شاہ صاحب) ہی وہ پہلے دینی پیشوا ہیں جن کی قیادت میں عید میلاد النبی کے جلوس اور جلسے شروع کئے گئے کئی سالوں تک یہ جلوس پابندی اور تواتر سے نکلتے رہے۔" [۱۱]

اس مقصد کے لیے حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی نے پشاور شہر کی سطح پر ۱۹۴۳ء میں "مجلس میلاد النبی پشاور" منظم فرمائی۔ حضرت حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اس کے بانی صدر منتخب ہوئے اور اس کی مجلسِ عاملہ میں شہر کے ہر محلے کے معزز حضرات ممبر منتخب کیئے گئے جو اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو ساتھ لے کر اس کے پروگراموں میں شمولیت کرتے تھے۔ [۱۲]

چنانچہ ۹ ربیع الاوّل ۱۳۶۲ھ / فروری ۱۹۴۳ء کو اس کے زیرِ اہتمام پشاور کی تاریخ میں "جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کا پہلا عظیم الشان جلوس آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور سے نکلا۔ غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جلوس کی تمام گزرگاہ کو خوبصورت محرابوں اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے آراستہ کر رکھا تھا۔ ذکر الٰہی نعت خوانی اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نذرانے پیش کرتا ہوا جلوس جب روانہ ہوا تو تمام راستے میں لوگ گل پاشی کرتے رہے۔ شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں گھومتا ہوا واپس یہ جلوس چوک منڈی بیری یکہ توت

میں اختتام پذیر ہوا اور یہاں پر جلسہ شروع ہوا جس میں علمائے کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے واقعات بیان فرمائے، نعت خوانوں نے بارگاہِ نبوّت میں گلہائے عقیدت پیش کیئے اور شعرائے کرام نے اپنا غیر مطبوعہ کلام سُنایا[۱۳]

یہ سلسلہ چودہ سال تک متواتر جاری رہا اس موقع پر پشاور اور ملک بھر سے جلیل القدر علمائے اہلِ سُنّت خطاب کے لیے تشریف لاتے تھے۔ چند مشہور ومعروف ہستیوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

- حضرت علامہ سیّد عبدالحامد صاحب بدایونی
- حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
- حضرت علامہ سیّد ابوالحسنات سید محمد احمد شاہ صاحب قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور
- حضرت علامہ سیّد عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھی خطیب مرکزی جامع مسجد راولپنڈی
- حضرت علامہ مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے لاہور
- حضرت علامہ مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی وزیر آباد
- حضرت علامہ مولانا حکیم غلام الدین صاحب لوکوشیڈ لاہور
- حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب ترنم لاہور[۱۴]

نیز برصغیر پاک وہند کے مایہ ناز نعت خوان شاعر جناب محمد اعظم صاحب چشتی تو ہر سال بڑی باقاعدگی سے تشریف لاتے جن کو سُننے کے لئے پشاور کے محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سال تک بڑی شدت سے انتظار کیا کرتے تھے[۱۵]

مجلس میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پشاور نے یہ سلسلہ عشق و محبت ۱۹۴۳ء سے کر ۱۹۵۵ء تک جاری وساری رکھا یہاں تک کہ

آغا سید ظفر علی شاہ صاحب نے ادارہ "تبلیغ الاسلام" کے نام سے پشاور میں ایک تنظیم کی بنا ڈالی اور ربیع الاوّل شریف میں جلسوں اور بارہ ربیع الاوّل کو جلوس کا بابرکت فریضہ انجام دینا شروع کیا تو "مجلس میلاد النبی پشاور" نے اپنے پروگرام ترک کر کے اُن سے تعاون کرنا شروع کر دیا۔[۲۵]

گیارہویں شریف

پشاور میں حضرت ابوالبرکات سید حسن بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوثِ اعظم، محبوب سبحانی، قندیلِ نورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عُرس مبارک کے سلسلے میں گیارہویں شریف کے جو معمولات شروع فرمائے تھے اُسے آپ کی اولادِ امجاد نے دوام بخشا۔ آغاجان رحمۃ اللہ علیہ بھی تمام عمر اس پر کاربند رہے۔ اِس ضمن میں ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو بعد نمازِ فجر آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں عقیدت مند جمع ہو جاتے اور "ختم غوثیہ شریف" پڑھا جاتا۔ دُعا کے بعد حاضرین ناشتہ کرتے اور آغاجان رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر اپنے اپنے کاموں پہ چلے جاتے جبکہ یکم ربیع الثانی سے گیارہ ربیع الثانی تک "ختمِ غوثیہ شریف" ہر روز بعد نماز فجر پڑھا جاتا۔ پھر گیارہ ربیع الثانی کو تمام دن غوثیہ لنگر تقسیم ہوتا جس میں اہلِ پشاور کے علاوہ ملحقہ دیہات سے بھی بڑی تعداد میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیدائی تناولِ تبرک کے لئے آتے اور رات کو ذکر و فکر اور نعت خوانی کی محفل منعقد ہوتی جو تمام رات جاری رہتی اس میں شمولیت کرنے کے لئے لاہور، جہلم، سرگودھا، حضرو اور

مردان سے بھی کثیر تعداد میں مریدین و متوسّلین حاضر ہوا کرتے تھے[۱۶]
علاوہ ازیں اپنے دیگر مشائخ عظام کے اعراس کے موقع پر ایسی ہی رُوحانی محافل کا اہتمام کرتے۔ الحمد للہ! ثم الحمد للہ! کہ انوار و تجلیات اور ذکر و فکر کا یہ سلسلہ آج بھی قائم و دائم ہے[۱۸]

معاشرتی خدمات

آپ نے عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیائے کرام کی تعلیمات کی روشنی میں ذکر و فکر اور اخوّت و بھائی چارے کے جذبات کو فروغ دے کر معاشرے کو امن و سکون اور اطمینان و یک جہتی سے ہمکنار کرنے کی مساعیٔ جمیلہ کے ساتھ اُن بُرائیوں کی جڑ کاٹنے پر بھی توجہ مرکوز فرمائی جو معاشرے کی قوّت کو دیمک کی طرح آہستہ آہستہ چاٹتی چلی جا رہی تھیں۔ اس ضمن میں پشاور شہر سے "چکلہ" (قحبہ خانہ) ختم کرنے کے لیے آپ کی گراں قدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔
اس سلسلے میں آپ نے مجاہدِ اسلام، فخرِ کشمیر حضرت حاجی محمد امین صاحب قادری کے ساتھ مل کر اقدامات کیئے[۱۹] اور طویل صلاح مشورے کے بعد دونوں بزرگوں نے معاشرے کو چکلے کی لعنت سے پاک کرنے کے لیے یہ پروگرام وضع فرمایا کہ روزانہ سو مسلح افراد قصّہ خوانی بازار کی پُشت پر واقع طوائفوں کے اڈے پر تعینات کیئے جائیں جن میں سے نصف دن کو اور نصف رات کو پہرہ دیں اور یہاں آنے والوں کو دینی حمیّت و غیرت دِلا کر اِس گناہِ کبیرہ کے ارتکاب سے بچائیں[۲۰]
اِس مقصد کے لئے دونوں بزرگوں نے پشاور اور ملحقہ دیہات کا دورہ کر کے لوگوں کو اس پروگرام سے آگاہ فرمایا اور اپنے عقیدت مندوں کو

بطور رضاکار پہرہ دینے کے لیئے بھرتی کیا۔ اس سلسلے میں جامع مسجد مہابت خان پشاور میں ایک جلسۂ عام بھی کیا گیا جس میں تقریر کرتے ہوئے حاجی محمد امین صاحب نے اپنی پگڑی اُتار کر زمین پہ رکھ دی اور فرمایا " میں نے مصمّم ارادہ کیا ہے کہ جب تک پشاور بیشہ ور طوائفوں سے پاک نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک پگڑی سر پہ نہیں رکھوں گا"[۲۱]

تہکال کے ارباب عبدالغفور خان اور دوسرے معززین پشاور نے پگڑی اُٹھا کر آپ کے سر پہ رکھ دی اور وعدہ کیا کہ وہ بھی اِس کارِ خیر میں اُن کے ساتھ ہوں گے[۲۲]

اس موقع پہ بانڈہ ملا حان، بانڈہ شیخ اسمٰعیل اور گڑھی وغیرہ دیہاتوں کے رہنے والے آغا جان کے مُریدین نے اپنی بھرپور خدمات پیش کیں اور وہ ملک محمد زرین قادری آف بانڈہ ملاحان کی قیادت میں آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب تشریف لے آئے[۲۳] حاجی محمد امین صاحب نے پشاور میں ایک مکان کرایہ پہ لے لیا اور یُوں اِن دونوں حضرات مشائخ عظام کی سرپرستی میں مسلح رضاکاروں نے چکلے کے باہر ڈیوٹی دینا شروع کی۔

ملک محمد زرین صاحب[۲۴] اِن کی نگرانی پہ مامور تھے اور حالات کا جائزہ لے کر رپورٹ دیتے رہتے تھے۔ آغا جان اور حاجی محمد امین صاحب خود بھی وقتاً فوقتاً جائے وقوعہ پہ پہنچ کر ڈیوٹی پر متعین اپنے عقیدتمندوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے تھے۔ یہ سلسلہ تقریباً دو ماہ تک چلتا رہا اور آخر کار طوائفیں مجبور ہوگئیں اور یکے بعد دیگرے بازار کو چھوڑ کر جانے لگیں، اور اس طرح پشاور سے چکلے کی لعنت ختم ہوئی[۲۵]

سیاسی خدمات

حضرت آغاجان رحمۃ اللہ علیہ اُن دینی و رُوحانی پیشواؤں میں سے نہیں تھے جو سیاست کو شجرِ ممنوعہ قرار دے کر گوشہ نشینی میں ہی عافیت سمجھتے تھے بلکہ اُن صاحبانِ عزیمت سے تعلق رکھتے تھے جو اُمّتِ محمدیہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھلائی، اُس کے مفادات کی حفاظت اور خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت سیاست میں حصّہ لینے کو عبادت کا درجہ دیتے تھے اور اسی عزمِ راسخ کی بناء پر آپ نے خانقاہ سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کرنے میں کبھی پس و پیش سے کام نہیں لیا بلکہ مسلمانوں کی بروقت صحیح سمت میں رہنمائی کے لئے ہمیشہ صفِ اوّل میں کھڑے نظر آئے۔

چنانچہ جب جنگِ عظیم اوّل کے اختتام پر سلطنتِ ترکیہ کی حمایت میں ہندوستان کے مسلمانوں نے تحریکِ خلافت شروع کی تو اس موقع پر کچھ علماءِ کرام نے جذبات کی رَو میں بہہ کر حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے انڈیا کو دارالحرب قرار دے دیا اور ترکِ موالات کے فتوے جاری کیئے تو اس کے نتیجے میں ایک غیر دانش مندانہ ہجرت کی تحریک شروع ہوئی۔[۲۶]

مذہب کے نام پر ہجرت کے اس اعلان کا سب سے زیادہ اثر باشندگانِ سرحد نے لیا، صُوبے کے طول و عرض میں ایک آگ سی جلتی نظر آنے لگی، جسے دیکھو بوریا بستر سنبھالے گھر بار لٹائے افغانستان کا رُخ کرنے لگا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ دردناک مناظر نظر آنے لگے کہ جن کے خیال سے ہی بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں

.... گھر بار لُٹ گئے، فصلیں برباد ہوئیں، والدین، بیوی بچوں اور عزیزوں تعلق داروں سے جُدائی ہوئی مختصر یہ کہ ایک قیامتِ صُغریٰ کا نظارہ تھا۔[۲۷]

افغانستان کا راستہ چونکہ پشاور سے ہی ہو کر جاتا تھا اور برصغیر پاک و ہند کے دیگر علاقوں سے آنے والے قافلے پشاور سے ہی گزر کر افغانستان جا رہے تھے اِن کی آمد سے مزید جوش و خروش پیدا ہو گیا اور اہالیان پشاور جلد از جلد دار الحرب سے نکل جانے کے متمنی نظر آنے لگے اگرچہ باشندگانِ پشاور مہاجرین کے قیام و طعام کی ذمہ داری بھی پوری کر رہے تھے اور اس مقصد کے لیے ایک ہجرت کمیٹی قائم کی گئی تھی جس نے نمک منڈی پشاور میں سرائے خالی کروا لیے تھے، دو تین دن مہاجرین یہاں ٹھہرتے اور پھر افغانستان روانہ ہو جاتے۔[۲۸]

سنجیدہ خیال اور دور اندیش مسلمان رہنما اس ہمہ گیر ہجرت کے خلاف تھے لیکن علماء کی مخالفت کے باعث خاموشی اختیار کیے ہوئے تھے کیونکہ اگر کوئی اس معاملے میں بولنے کی کوشش کرتا تو علما "مداخلت فی الدین" قرار دے کر اُسے چپ کرا دیتے[۲۹] جبکہ دوسری طرف سیدھے سادے مسلمان ہجرت کو جہاد سمجھ کر قربان ہو رہے تھے آنجناب رحمۃ اللہ علیہ اس کڑے وقت میں خاموش نہ رہ سکے، امتِ اسلامیہ کی یہ تباہی آپ سے نہ دیکھی جا سکی اور کسی بڑے سے بڑے آدمی کی بھی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر میدانِ عمل میں کود پڑے، کمرِ ہمت باندھ لی اور پشاور و ملحقہ دیہات کا دورہ شروع کر دیا۔[۳۰]
جہاں جاتے لوگوں کو جوش کی بجائے ہوش سے کام لینے کی

تلقین کرتے، افغانستان کی حقیقی صورتِ حال سے انھیں آگاہ فرما کہ وہ جنگ زدہ چھوٹا سا ملک اس قدر لوگوں کو پناہ دینے کے قابل نہیں نیز ہجرت کے ایک دوسرے پہلو کی طرف اُن کی توجہ مبذول کروائی کہ فتوے دینے والے خود کیوں دار الحرب میں مقیم ہیں، کیا یہ فتویٰ خود اُن کی اپنی ذات پر لاگو نہیں ہوتا؟ اِن معقول دلائل کی روشنی میں لوگوں کے عقل و حواس بجا ہوئے؛ اور یوں آپ کی بروقت رہنمائی سے بے شمار گھرانے تباہ ہونے سے بچ گئے۔[۲۱]

علاوہ ازیں جب حکومتِ برطانیہ نے پشاور میں بلدیاتی انتخابات کا اجراء کیا تو آنجناب جو خدمتِ خلق کے جذبے سے بدرجہ اتم سرشار تھے۔ ان انتخابات میں ایک اُمیدوار کی حیثیت سے سامنے آئے، اپنے خاندانی وقار اور ذاتی صلاحیتوں کی بدولت ممبر منتخب ہوئے اور پھر ہمیشہ بلامقابلہ منتخب ہوتے ہوئے گیارہ سال تک میونسپل کمیٹی پشاور میں میونسپل کمشنر کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے آپ کی اس قومی خدمت کا ذکر "بلدیاتی خدمات" کے عنوان سے آگے آرہا ہے۔
نیز سرحد میں مسلم لیگ کے احیاء اور تحریک پاکستان میں آپ نے جو ناقابل فراموش کردار ادا کیا اس کی تفصیلات باب سوم اور چہارم میں ملاحظہ فرمائیں۔

بلدیاتی خدمات

انگریزوں نے ۱۸۸۶ء میں بلدیہ پشاور قائم کی لیکن اس کے ممبر حکومت نامزد کرتی تھی پھر ۱۹۰۱ء میں سرحد کو ایک الگ صوبے کا وجود دینے کے باوجود ۲۹ سال تک اُسے تمام اصلاحی سکیموں سے محروم

رکھا گیا بلدیہ کے ساتھ بھی یہی ناروا سلوک کیا جاتا رہا یہاں تک کہ ۱۹۲۹ء میں پہلی بار بلدیہ پشاور میں انتخابات کا طریقہ رائج کرنے کا اعلان کیا گیا[۳۲]

اس موقع پر بلدیہ پشاور کے ممبران کی تعداد ۱۶ رکھی گئی جن میں سے نصف تعداد کے لیے انتخاب ہوا جبکہ باقی آٹھ حکومت کی طرف سے نامزد کیے گئے[۳۳]

بلدیہ کا دُوسرا انتخاب دسمبر ۱۹۳۲ء میں ہوا[۳۴] اس انتخاب سے پہلے بلدیہ کے ممبران کی تعداد میں اضافہ کر کے ان کی تعداد ۲۴ کر دی گئی جن کی فہرست ضمیمہ ۲ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اور اسی الیکشن میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے حصہ لیا۔ مجلس خلافت پشاور کی طرف سے آپ کے مقابلے میں پشاور کے ایک بہت بڑے سرمایہ دار تاجر غلام جیلانی کو کھڑا کیا گیا اور مجلس خلافت نے اس کی انتخابی مہم میں بھرپور حصہ لیا اور تمام وسائل بروئے کار لائے گئے جبکہ آغاجان رحمۃ اللہ علیہ کو "انجمن سادات پشاور" کا پورا پورا تعاون حاصل تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم، سادات پشاور کی محبت اور عقیدتمندوں کی کوشش سے آپ اس قدر بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے کہ مخالف اُمیدوار کی ضمانت بھی ضبط ہو گئی اس کے بعد پھر کسی کو آپ کے مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں ہوئی اور ۱۹۴۳ء تک آپ بلا مقابلہ منتخب ہوتے رہے[۳۵]

اس زمانے میں بلدیہ پشاور کے لیے شہر کے وسط میں چوک یادگار کے متصل ایک خوبصورت عمارت تعمیر کی گئی تھی جس میں بلدیہ کے مختلف شعبہ جات کام کرتے تھے نیز ایک بہت بڑا ٹاؤن ہال بھی

اس عمارت میں بنایا گیا تھا جس کی دیواروں پر بہترین لکڑی کا نفیس کام کیا گیا تھا۔ اس ہال میں دو سو اعلیٰ قسم کی نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بلدیہ کے ممبران کی میٹنگ اسی ہال میں ہوا کرتی تھی۔ علاوہ ازیں شہر بھر کی علمی و ادبی اور سرکاری و تجارتی تقاریب کا انعقاد بھی اسی ہال میں ہوتا تھا۔ بلدیہ کی عمارت پر خوبصورت مینار بنائے گئے تھے اور ان میناروں پر ہوا پیما، بارش پیما اور زلزلہ پیما کے آلات نصب تھے[۲۵]

اسی عمارت میں ایک پبلک لائبریری بھی قائم کی گئی تھی اور اس لائبریری سے منسلک تین عدد ریڈنگ روم شہر کے مختلف علاقوں میں کام کرتے تھے۔ پورے برصغیر پاک و ہند میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل لائبریری کی زینت بنتے تھے جن سے اہالیان پشاور مستفید ہوا کرتے تھے۔ اس زمانے میں جناب کریم بخش صاحب لائبریرین کی حیثیت سے یہاں کام کرتے تھے[۳۶]۔ جناب چاچا محمد یونس صاحب بھی اس عرصے میں میونسپل کمیٹی کے سیکرٹری کے عہدے پر تعینات ہوئے[۳۷]۔

میونسپل کمشنر کے فرائض

بلدیہ کے ممبر کو میونسپل کمشنر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس کے فرائض کی فہرست تو بہت طویل ہے البتہ چند اہم امور کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ شہر کے باشندوں کو تعلیم، صحت، صفائی، نکاسی آب، روشنی، آبنوشی، کھیلوں کے میدان اور پارکوں کی سہولت

بہم پہنچانا بلدیہ کی اولین ذمہ داری تھی اور اس فریضے سے بطریقۂ احسن عہدہ برآ ہونے کے لیے درج ذیل پانچ قسم کی کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں۔

1. Finance Sub Committee
2. Eduction Sub Committee
3. Public Works sub Committee
4. Sanitation sub Committee
5. Garden sub Committee

ان کمیٹیوں کے امور نمٹانا ممبرانِ بلدیہ کی ذمہ داری ہوتی تھی ہر کمیٹی چند ممبران پر مشتمل ہوتی تھی۔ حضرت آغاجان رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے دوسری اور چوتھی سب کمیٹی کے رکن تھے[۲۹]

بلدیہ کی حدود میں جائیداد کی خرید و فروخت، تعمیر و مرمت اور توسیع کے کام کے لئے بلدیہ سے باقاعدہ اجازت لینی پڑتی تھی، ہر میونسپل کمشنر کے ذمے مختلف علاقوں کے اُمور کی نگرانی کی ذمہ داری ہُوا کرتی تھی۔ وہ جائے وقوعہ کا معائنہ کر کے رپورٹ پیش کرتا جس پر ہفتہ وار میٹنگ میں باقاعدہ بحث ہوتی اور بعدازاں اُس کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔

شہر بھر میں موت اور بیماریوں کی تفصیلات پر مبنی ہر تین ماہ بعد ایک خصوصی میٹنگ ہُوا کرتی تھی۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ ریکارڈ مرتب کیا جاتا تھا جس سے ممبران کو اموات اور بیماریوں کی شرح میں کمی یا اضافے کا علم ہو جاتا تھا اور حسبِ ضرورت امراض کی روک تھام اور سدِباب کے لیئے مناسب اقدامات کی سفارش

کی جاتی تھی۔

شہر کے ہر محلے میں ایک محلہ دار ہوتا تھا جو اپنے محلے میں پیدائش و اموات کا ریکارڈ جمع کرنے کا ذمہ دار ہوتا تھا اور محلہ دار کا تقرر اس علاقے کے میونسپل کمشنر کی سفارش پر کیا جاتا تھا۔

بلدیہ کی تمام منقولہ و غیر منقولہ املاک اور سامان وغیرہ کی سالانہ جانچ پڑتال بھی میونسپل کمشنر کے فرائض میں داخل ہوتی تھی۔ نیز میونسپل کمیٹی کی طرف سے لائسنسوں کے اجراء کا کام بھی میونسپل کمشنر انجام دیا کرتے تھے۔

ادبی خدمات

آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کو اردو اور فارسی ادب سے بہت لگاؤ تھا اور ان دونوں زبانوں کی نظم و نثر کا وسیع اور گہرا مطالعہ رکھتے تھے اگرچہ خود ادیب و شاعر نہ تھے لیکن شعراء و ادباء کی بڑی قدر کرتے تھے اور اپنے ادبی ذوق کی تسکین کے لئے آستانہ عالیہ قادریہ پر اکثر و بیشتر محافل مشاعرہ کا انعقاد کیا کرتے تھے جن میں پشاور شہر کے علاوہ ملک بھر سے شعراء کرام تشریف لا کر حاضرین سے اشعار پر داد و تحسین وصول کرتے۔ اسی طرح کی ایک محفل میں درج ذیل تین اشعار پر شعراء نے سامعین سے بے انتہا داد پائی۔

ع وہ میری میت پہ آئے ⁝ رو گئے منہ دھو گئے (قاضی محمد عمر قضا)

ع میں کھولی جو زندگی کی کتاب ⁝ عشق ہی باب باب میں دیکھا

(مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی)

؎ خون کے سیلاب میں بہتی ہے آزادی کی ناؤ
ملتی ہے یہ نعمتِ حق آدمی کو سر کے بھاؤ
(ضیاء جعفری)

اخلاق و کردار

آپ رحمۃُ اللہ علیہ اپنے اسلاف کے اوصاف سے بدرجۂ اتم متصف تھے نہایت ہی مرنجانِ مرنج، شگفتہ مزاج، ہمدرد، فیاض، مستقل مزاج، انسان دوست، کشادہ قلب اور وسیع المشرب قادری بزرگ تھے۔ آپ کی خانقاہ کے دروازے ہر قسم کے لوگوں کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ سُنّی، شیعہ، ہندو، سکھ اور عیسائی ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے آستانۂ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب رحمۃُ اللہ علیہ یکہ توت پر حاضری دیتے تھے آپ ہر ایک کے ساتھ نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے اُن کی فریاد سُن کر مشکلات و مصائب رفع کرنے کی کوشش کرتے تھے[۴۲]

جُود و سخا اور غریب پروری کا جذبۂ صادقہ بھی آپ کی ذاتِ اقدس میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہُوا تھا۔ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا آپ کو انتہائی مرغوب تھا۔ بزرگانِ کرام کی سنّت پر عمل کرتے ہُوئے تمام عمر غوثیہ لنگر جاری رکھا اور کبھی کوئی سوالی آپ کے درِ اقدس سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا[۴۳]

نمود و نمائش کے سخت خلاف تھے۔ تصوّف کے اسرار اور معرفت کی کیفیاتِ باطنی کو ہر ممکن طریقے سے پوشیدہ رکھتے، تقویٰ و پارسائی اور کشف و کرامات کے ظاہر فرمانے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ اگر از خود

آپ کی ذات والاصفات سے کسی غیر معمولی واقعے کا صدور ہو جاتا تو فوراً خالقِ حقیقی کی طرف اس کی نسبت فرما دیتے[۹۹]

اخلاص وللّٰہیت اور عزم و استقلال آپ کے مزاج کا خاصہ بن چکا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور مخلوقِ خدا کے فائدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر کام پورے خلوص سے سرانجام دیتے۔ نیز جب کوئی فیصلہ فرماتے تو اُس کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح سوچ بچار کر کے عمل درآمد کرتے اور پھر پوری قوت کے ساتھ اُس فیصلے پر جم جاتے، کسی بھی قسم کی مخالفت اور رکاوٹوں کو خاطر میں نہ لاتے[۱۰۰]

چنانچہ مسلم لیگ کے احیاء اور آزادیٔ وطن کی تحریک جب شروع فرمائی تو ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ منزلِ مقصود کی طرف قدم بڑھاتے رہے۔ انگریز، ہندو اور نیشنلسٹ مسلمانوں کی مخالفت کے علاوہ مسلم لیگ کے اندرونی خلفشار و انتشار کے مایوس کن دور میں بھی آپ نے نہایت ثابت قدمی کا ثبوت پیش فرمایا اور تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا[۱۰۱]

کبھی کسی قسم کے عہدے یا منصب سے سروکار نہ رکھا بلکہ اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے لیے ہمیشہ ایثار و قربانی سے کام لے کر اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دی۔ یہاں تک کہ قیامِ پاکستان کے بعد بھی اپنی ناقابلِ فراموش خدمات کو کیش کروانے کی کوشش نہ کی اور نہ ہی کسی قسم کا مادّی فائدہ یا صلہ حاصل کرنے کی خواہش کی بلکہ حسبِ سابق اپنے اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فقر و درویشی کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنی اولاد کی بھی اسی انداز میں تربیت فرمائی[۱۰۲]

شادی

آپ کی شادی افغانوں کے مشہور قبیلے سدوزئی کے شہزادہ محمد نادر جان صاحب کی صاحبزادی سے ۱۹۱۰ء میں قرار پائی۔ اس موقع پر بڑے بڑے شعراء کرام نے آپ کے سہرے لکھے جو شائع بھی کئے گئے تھے[۸]
اس پاک طینت بیوی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادیاں اور آٹھ صاحبزادے عنایت فرمائے۔ دو بیٹیاں ناکتخدا فوت ہوگئیں جبکہ ایک دختر فرخندہ اختر کی شادی سرحد و پنجاب کے مشہور و معروف قادری و چشتی سجادہ نشین حضرت سید شریف حسین صاحب شاکر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی[۹]
آپ کے فرزندوں میں سید نور احمد شاہ گیلانی (مرحوم) سید شیر احمد شاہ گیلانی (مرحوم) حکیم سید احمد حسین گیلانی (مرحوم)۔ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی، سید محمد قمر الزمان شاہ گیلانی (مرحوم)۔ سید اختر الزمان شاہ گیلانی (مرحوم)۔ سید انور شاہ گیلانی (مرحوم) اور سید اصغر شاہ گیلانی (مرحوم) کے اسمائے گرامی شامل ہیں ان کے تفصیلی حالات باب پنجم میں بیان ہونگے

وفاتِ حسرت آیات

خانوادۂ قادریہ گیلانیہ حسنیہ کے چشم و چراغ، عظیم دینی و روحانی پیشوا، سرحد میں مسلم لیگ کے بانی اور تحریک پاکستان کے نامور رہنما ۶۳ برس کی عمر میں ۱۱ ستمبر ۱۹۵۰ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط
آپ کے انتقال پر تمام پشاور شہر غم و اندوہ میں ڈوب گیا اور

خاندانی روایت کے مطابق ذکرِ الٰہی کے حلقے اور نعت خوانی کے ساتھ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔ اس موقع پر ملک بھر کی دینی و سیاسی جماعتوں نے تعزیتی قرار دادیں پاس کیں اور اخبارات و جرائد نے شذررے اور اداریئے لکھ کر آپ کی درخشندہ خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔[۱۶]

حواشی باب دوم

[۱-۳] ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

[۴] ۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۱۲۹

[۵-۹] ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

[۱۰] ۔ اللہ بخش یوسفی، سرحد اور جدوجہدِ آزادی، نفیس اکیڈمی کراچی ترمیم شدہ ایڈیشن ۱۹۸۹ء ص ۱۴۵، ۱۴۴،

[۱۱] محمد شفیع صابر، شخصیاتِ سرحد، یونیورسٹی بک ایجنسی ص ۱۶۰

[۱۲] "مجلسِ میلاد النبی پشاور" ریکارڈ مخزونہ کتب خانہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی یکہ توت پشاور شہر

[۱۳] ۔ ایضاً مجلس میلاد ریکارڈ۔

[۱۴] ۔ ایضاً مجلس میلاد ریکارڈ

[۱۵] ۔ انٹرویو علاؤ الدین صاحب قادری۔ آپ اس مجلس میلاد پشاور کے انتہائی فعال رکن تھے۔

۱۶ھ ۔ مجلس میلاد ریکارڈ۔

۱۸،۱۷ھ ۔ انٹرویو صابر حسین صاحب قادری پشاور ، قادری صاحب تین پُشتوں سے آستانۂ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب کے عقیدتمند چلے آ رہے ہیں۔ لالہ میاں محمد صاحب قادری آپ کے نانا جان تھے۔ اور پہاڑ گنج دہلی میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت آغا جان رحمۃ اللہ علیہ جب بھی دہلی تشریف لے جاتے تو انہی کے ہاں قیام فرماتے ۔ جناب صابر حسین صاحب قادری' قبلہ وکعبہ پیرو مُرشد حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی سرپرستی میں مجلسِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پروگراموں میں اہم اور فعال کردار ادا کرتے رہے۔ اس وقت بھی آستانۂ عالیہ کے تمام دینی و روحانی پروگراموں میں پیش پیش رہتے ہیں ۔

۱۹ھ ۔ انٹرویو ملک محمّد زمان خان صاحب قادری بانڈہ ملاحان ضلع نوشہرہ۔ آپ ملک محمد زرین صاحب قادری کے صاحبزادے ہیں۔ اس موقع پر آپ بھی چلکہ پر پہرہ دیا کرتے تھے ۔

۲۰ھ وحید الرحمٰن ڈاکٹر' حیات حاجی محمد امین ' نورانی کتب خانہ چارسدہ ص

۲۲،۲۱ھ ۔ ایضاً ص

۲۳ھ ۔ انٹرویو ملک محمد زمان

۲۴ھ ۔ ملک محمد زرین قادری :۔ بانڈہ ملاحان کے نیک سیرت انسان اور مشہور و معروف قومی وسیاسی کارکن تھے۔ حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آستانہ عالیہ آغا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی عقیدتمند تھے ۔ اس وقت آپ کا پورا گھرانہ قبلہ وکعبہ حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کا دستِ گرفتہ ہے۔ آپ نے ۷۵ برس کی عمر ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء میں انتقال کیا۔ (باب ششم میں ملاحظہ فرمائیں)

۲۵ھ ۔ وحید الرحمٰن محولہ بالا ص

۲۶ ۔ اشتیاق حسین قریشی، علماء میدانِ سیاست میں، اردو ترجمہ، ہلال احمد زبیری، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی، کراچی ۱۹۹۴ء ص ۳۲۲

۲۷-۲۸ ۔ اللہ بخش یوسفی، محولہ بالا ص ۲۵۸-۲۶۰

۲۹ ۔ ایضاً ص ۲۶۲-۲۶۳

۳۰-۳۱ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۲ اللہ بخش یوسفی، محولہ بالا ص ۵۱۵، ۵۱۶

۳۳ 'Mujawar Hussain Shah' Sardar Abdur Rab Nishtar' Qadiria Books Lahore 1985, P.54

۳۴ ۔ ایضاً ص ۵۴

۳۵ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۶ ۔ مجاہد اکبر، پشاور تاریخ کے آئینے میں، روزنامہ آج پشاور ۶، جون ۱۹۹۵ء

۳۷ ۔ میونسپل کمیٹی ریکارڈ ۱۹۳۴ء

۳۸ ۔ ایضاً میونسپل کمیٹی ریکارڈ ۱۹۳۴ء

۳۹ ۔ ایضاً میونسپل کمیٹی ریکارڈ ۱۹۴۳ء

۴۰ ۔ ایضاً میونسپل کمیٹی ریکارڈ ۱۹۳۴ء، ۱۹۴۳ء

۴۱ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی

۴۲-۴۷ ۔ انٹرویو صابر حسین صاحب قادری

۴۸ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۹ ۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۱۳۰

۵۰ ۔ ایضاً ص ۱۳۰

باب سوم

حافظ سیّد محمّد زمان شاہ قادری گیلانی اور سرحد میں مسلم لیگ کا احیاء

۱۹۳۶ء – ۱۹۴۰ء

جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں کہ حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے اسلاف تقریباً ساڑھے تین سو سال سے برّصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تزکیۂ نفوس میں سرگرم عمل چلے آ رہے تھے، اِن پاک طینت حضرات نے اپنے اخلاقِ حسنہ سے رام رام کرنے والوں کی زبان پر رحیم رحیم کا ورد جاری فرمایا اور مسلمانوں کے خام طبقے کو تعلیم و تربیت کی بھٹی میں ڈال کندن بنایا تاکہ وہ انسانیتِ کاملہ کے گروہ میں شامل ہو کر اپنی دینی و دنیاوی ذمہ داریاں بطریقِ احسن انجام دے سکیں۔

اِن شاندار اور مقدس خاندانی روایات کے عَلَم بردار حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنے بزرگوں کی سُنّت کو جاری رکھا، رنگ و نسل اور مذہب و ملّت کی تمیز کے بغیر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کبھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا لیکن اس وسیع القلبی کے باوجود ملّتِ اسلامیہ کے مفاد

کا بھی پورا پورا خیال رکھا اور ہر مکتبۂ فکر کے لوگوں سے قریبی مراسم کے باوجود مسلم قومیت کی الگ اور جداگانہ پہچان کا مسئلہ کبھی آپ کی توجہ سے اوجھل نہ رہا۔

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ پشاور میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے مسلم اکثریتی صوبے کے باشندے تھے لیکن آپ کے احباب و عقیدت مند پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے تھے اور ان میں سے اکثر مسلم اقلیتی صوبوں میں قیام پذیر تھے اور آنجناب رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر اُن کے ہاں جاتے رہتے تھے اس لیے اُنھیں وہاں کے حالات کا بخوبی علم تھا اور ہندو اکثریت کی طرف سے اُن مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا تھا اُس سے بھی آپ پوری طرح آگاہ تھے۔

علاوہ ازیں اُس دور کی تمام قابلِ ذکر جماعتوں (کانگریس، جمعیت عُلمائے ہند، تحریک خلافت، خاکسار، احرار اور مسلم لیگ وغیرہ) کے چوٹی کے رہنماؤں کے ساتھ آپ کا تعلق تھا، اُن سے تبادلۂ خیالات ہوتا جس میں اکثر ہر جماعت کی پالیسیاں اور حکمتِ عملی بھی زیرِ بحث آتی رہتی تھیں جن کی بدولت تمام جماعتوں کے پروگرام کے متعلق آپ بلا واسطہ طور پر پوری پوری معلومات رکھتے تھے جن سے سرحد کے اکثر رہنما محروم تھے۔

اِن مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر انڈین نیشنل کانگرس کا یہ پروپیگنڈہ آپ کو کبھی متاثر نہ کر سکا کہ "وہ سب لوگ جو اس (کانگرس) کے مخالف ہیں انگریزوں کے پٹھو ہیں"۔ [۱] اور نہ ہی کانگرس کی طرف سے پیش کردہ "متحدہ قومیت" [۲] کا فلسفہ آپ کو اپنے حصار میں لے سکا جس کے اکثر

مسلمان رہنما شکار ہو چکے تھے۔

بلکہ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وسیع مشاہدات و تجربات اور گہرے شعور و ادراک کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی اپنی الگ شناخت ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے غفلت نہیں برتی جا سکتی اور مسلمانانِ ہند کے ملی تشخص کی پہچان سے صرف نظر ممکن نہیں نیز اس مقصد کے حصول کے لئے سیاسی سطح پر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے سرگرم مسلم لیگ ہی وہ موزوں ترین جماعت ہے جو انڈیا کے مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ اور اُن کی نشاۃِ ثانیہ کا کردار ادا کر سکتی ہے۔

لیکن اس فیصلے پر پہنچنے کے باوجود مسلم لیگ کا داخلی انتشار اور تنظیمی سطح پر کمزوری آپ کے آڑے آتی رہی اور اس کی ناگفتہ بہ صورتحال سے آپ اکثر پریشان رہتے لیکن ۱۹۳۴ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح نے اس کی قیادت سنبھالی، اسے ایک فعال اور منظم جماعت بنانے کی طرف بھرپور توجہ دیتے ہوئے سنجیدگی کے ساتھ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا آغاز کیا[1] اور شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر ملک بھر کا دورہ شروع کیا اس دورے میں انہوں نے صوبائی مسلم رہنماؤں پر زور دیا کہ وہ اپنے اختلافات ختم کر کے مسلم کاز کے لئے سرگرم عمل ہوں اور مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں[2]

قائداعظم کا پہلا دورۂ سرحد

قائداعظم کے اِن انقلابی اقدامات سے حافظ سید محمد زمان شاہ

صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی خوشی ہوئی کیونکہ آپ کو تو اسی ملنے کا انتظار تھا لہٰذا آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک دیرینہ عقیدت مند، ہم خیال اور بلدیہ پشاور کے ساتھی میونسپل کمشنر جناب پیر بخش خان ایڈووکیٹ کے ساتھ سرحد مسلم لیگ کے قیام اور قائداعظم کو دورۂ سرحد کی دعوت دینے کے موضوع پر تبادلۂ خیال کیا تو اس نے بھی اس سے پورا پورا اتفاق کیا۔

پیر بخش خان ایڈووکیٹ چونکہ مجلس خلافت پشاور کے تعاون سے بلدیہ پشاور کے میونسپل کمشنر منتخب ہوئے تھے، اس لیے انہوں نے مجلسِ خلافت کے اراکین کا اجلاس بُلا کر قائداعظم کے دورۂ سرحد کے متعلق اُن سے صلاح و مشورہ طلب کیا تو اجلاس میں ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مجلس خلافت کے اراکین دو دھڑوں میں بٹ گئے، ایک گروہ پیر بخش خان صاحب کا تھا تو دوسرا گروہ سردار عبدالرب نشتر کی قیادت میں نمودار ہوا، جن کا خیال تھا کہ پیر بخش خان قائداعظم کو سرحد کے دورے پر بُلا کر آنے والے انتخابات میں اپنی پوزیشن مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔

مجلس خلافت پشاور کے رفقاء کی اس مزاحمت و مخالفت سے پیر بخش خان صاحب ایڈووکیٹ بڑے دل برداشتہ ہوئے لیکن حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کی تائید و حمایت سے اُسے کچھ حوصلہ پیدا ہوا اور آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ پر پیر بخش خان صاحب نے ایک دوسری میٹنگ طلب کی جس میں انہوں نے صرف اپنے ہم خیال احباب کو بُلایا، اس میٹنگ میں آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے کافی عقیدتمندوں نے بھی شمولیت کی جس میں دوبارہ قائداعظم کے دورۂ سرحد پر غور و خوض

ہوا اور اس دورے کے تمام پہلوؤں پر تفصیل سے گفتگو ہوئی قائداعظم کی آمد، استقبال، رہائش، خوراک، حفاظت اور دوسری سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے اُن کی ملاقات وغیرہ کے تمام امور زیرِ بحث آئے اور بالآخر قائداعظم محمد علی جناح کو مجوزہ دورۂ سرحد کی باقاعدہ دعوت دی گئی تھی ـــــــ مخالف گروہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے تعلقات بروئے کار لاتے ہوئے اس دورے کو ملتوی کرنے یا اپنی معیت میں کروانے کی تگ و دو شروع کر دی چنانچہ نشتر گروپ کے ایک ممتاز اور سرگرم رکن جناب اللہ بخش صاحب یوسفی لکھتے ہیں:

"ہمارے ایک رفیق (پیر بخش خان ایڈووکیٹ) نے جو وکالت کرتے تھے جناب جناح کو پشاور آنے کی دعوت دے دی اس دعوت کو حیرت انگیز اور پُراسرار خیال کیا گیا چنانچہ جب ارکین مجلس خلافت کو اس کا علم ہوا تو وہ پریشان ہونے لگے کیونکہ وہ نہ چاہتے تھے کہ قائدِ مسلم لیگ کے لئے مشکلات درپیش ہوں چنانچہ راقم الحروف (اللہ بخش یوسفی) نے مجلسِ خلافت کی ہدایت پر قائدِ مسلم لیگ سے لاہور پہنچکر ملاقات کی انھیں واقعات بتلائے اور درخواست کی کہ وہ اپنا ارادہ ملتوی کر دیں قائد مسلم لیگ ایسے مشورے کو قبول نہ کرسکا اور ایک با اصول قائد قبول بھی کیسے کرتا انہوں نے بس اتنا جواب دیا کہ میں دعوت قبول کر چکا ہوں جس پر اُن کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اگر آپ کا سرحد جانے کا فیصلہ اٹل ہے تو پھر راقم الحروف (اللہ بخش یوسفی) کے پاس قیام کریں کہ جہاں سرخپوشوں کے علاوہ دوسری تمام پارٹیوں کو آپ سے متعارف کرانے کی ذمہ داری میرے سر رہے گی لیکن انہوں نے یہ درخواست قبول نہ کی۔" ۹ے

قائداعظم کی پشاور آمد و استقبال

چنانچہ قائداعظم محمد علی جناح وعدے کے مطابق بروز اتوار ۱۸ / اکتوبر

۱۹۳۶ء کو بمبئی ایکسپریس کے ذریعے صبح آٹھ بجے پشاور پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر اہالیانِ پشاور کا ایک جمِ غفیر انھیں خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھا، جب قائداعظم محمّد علی جناح ٹرین سے اُترے تو تیس خاکساروں کے ایک دستے اور اٹھ ہتّر طلباء پر مشتمل بوائے سکاؤٹس کے ایک گروپ نے قائداعظم کو سلامی پیش کی[۱]

اس موقع پر حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اپنے صاحبزادوں (سیّد نور احمد شاہ، حکیم سیّد احمد حسین اور سیّد محمد امیر شاہ صاحب) اور متعدد عقیدت مندوں کے ہمراہ ریلوے سٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے قائداعظم محمّد علی جناح کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا اور آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند قائداعظم پر گل پاشی کرتے رہے۔ بعد ازاں انھیں جلوس کی صورت میں مُنڈی بیری یکہ توت تشریف لایا گیا اور یہاں پر انہیں خان بہادر غلام رسول خان صاحب کے مکان پر ٹھہرایا گیا۔ جو اُن دِنوں صاحبزادہ عبدالقیوم خان صاحب نے کرایہ پر لے رکھا تھا، قائداعظم نے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک ایک ہفتہ اسی مکان میں گزارا۔ آج کل اس مکان میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول یکہ توت کام کر رہا ہے[۲]

پشاور کے جن نمایاں مسلم رہنماؤں نے ریلوے سٹیشن پر قائداعظم محمّد علی جناح کا استقبال کیا اُن کے نام سید وقار علی شاہ صاحب کاکاخیل نے اپنے ایم فل کے مقالے "Muslim League in NWFP 1936-1947" کے صفحہ ۶۵ اور صفحہ ۶۶ پر دیئے ہیں جسے کتاب ہٰذا کے ضمیمہ ۲ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

پشاور میں قائدِ اعظم کی مصروفیات

قائدِ اعظم نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء کی شام کو جناب غلام محمد خان صاحب لوند خوڑ (مردان)، خان عبد القیوم خان ایڈووکیٹ، قائم شاہ میاں صاحب اور ڈاکٹر سی سی گوش سے ملاقات کی[۱۲] یہ تمام افراد سرحد کانگرس پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر تھے، قائدِ اعظم ان سے بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور اہم ملکی مسائل پر ان کے ساتھ تفصیل سے گفتگو کی[۱۳]

اگلے دن ۱۹ اکتوبر کو قائدِ اعظم نے ایڈورڈز کالج پشاور کے طلباء سے کالج کے ہال میں خطاب کیا[۱۴] جبکہ شام کو چار بجے شاہی باغ پشاور میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کیا جس میں مسلمانوں کے علاوہ بڑی تعداد میں غیر مسلموں نے بھی شرکت کی اور قائدِ اعظم کی تقریر سنی۔ قائدِ اعظم نے آدھے گھنٹے تک انگریزی میں خطاب کیا جس کا اردو ترجمہ پیر بخش خان صاحب نے پیش کیا[۱۵]

تیسرے دن ۲۰ اکتوبر کو خیبر سٹوڈنٹس یونین کی دعوت پر قائدِ اعظم محمد علی جناح اسلامیہ کالج تشریف لے گئے اور وہاں پر طلباء سے خطاب کیا[۱۶] اس سے اگلے روز قائدِ اعظم نے لنڈی کوتل کی سیر کی[۱۷] جبکہ ۲۳ اکتوبر کو جمعتہ المبارک کی نماز مسجد مہابت خان میں ادا کی[۱۸]

پراونشل شیعہ کانفرنس کی طرف سے دعوت

پشاور میں قیام کے دوران سردار غلام حسین صدر پراونشل شیعہ کانفرنس کی قیادت میں ایک وفد نے قائدِ اعظم سے ملاقات کی اور انہیں اپنی ایک مذہبی تقریب میں شامل ہونے کی دعوت دی جس پر قائدِ اعظم نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس وقت تمام

مسلمانانِ ہند کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی جدوجہد کر رہا ہوں اگر تم لوگ بھی اس سلسلے میں مجھ سے تعاون کرتے ہُوئے مسلم لیگ کی حمایت میں سیاسی جلسے کا انعقاد کرو تو اس میں ضرور شرکت کروں گا۔ گویا قائدِ اعظم نے بڑی دانائی اور حکمت عملی سے اُن لوگوں کو ناراض کیئے بغیر دعوت میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔[۱]

قائدِ اعظم کی حفاظت اور دیکھ بھال

پشاور میں قیام کے دوران قائدِ اعظم محمد علی جناح کی دیکھ بھال، حفاظت، خوراک، آرام اور مہمانوں سے ملاقات وغیرہ کے انتظامات بڑی اہمیت کے حامل تھے کیونکہ اس وقت تک سرحد میں مسلم لیگ کی کوئی تنظیم قائم نہیں ہوئی تھی جو یہ تمام امور سرانجام دینے کے اقدامات کرتی بلکہ تمام پروگرام حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اور پیر بخش خان ایڈووکیٹ نے مرتب کیا تھا اور انہیں پشاور کے چند دیگر مسلم رہنماؤں کا تعاون بھی حاصل تھا لہٰذا اس مقصد کے لئے پیر بخش ایڈووکیٹ کے نامزد کردہ مجلس خلافت کے نوجوان رضاکاروں اور حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے عقیدتمندوں پر مشتمل ایک دستہ اِن خدمات پر مامور کیا گیا جو درج ذیل نوجوانوں پر مشتمل تھا۔

غلام غوث صحرائی، غلام ربانی سیٹھی، اللہ بخش برقی، غازی عبدالجلیل، پہلوان فضل محمود، محمد یعقوب قوبی، آغا محمد نیلی، محمد عظیم ٹھیکیدار[۲]، عبدالمجید اور فضل محمود ڈورا[۲]

ان نوجوان رضاکاروں نے ۱۸ر اکتوبر کی صبح ریلوے سٹیشن پر قائداعظم کے استقبال سے لیکر ۲۴ر اکتوبر کی شام ریلوے سٹیشن پر الوداع کرنے تک اپنے فرائض نہایت محنت اور جاں فشانی سے انجام دیئے اور کسی بھی موقع پر غفلت یا سستی کا مظاہرہ نہیں کیا[۲۲]

مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے بورڈ کی تشکیل

قائداعظم نے روانگی سے قبل ایک خصوصی اجلاس میں حاضرین کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ ملی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے سرحد کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے مسلم لیگ کے قیام میں مدد دیں تاکہ آنے والے انتخابات میں مسلمان مسلم لیگ کی بنیاد پر انتخاب میں حصہ لیں، سر صاحبزادہ عبدالقیوم خان نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا" الیکشن میں تین ماہ کے قریب باقی ہیں اتنے تھوڑے عرصے میں پارٹی بنیاد پر الیکشن میں حصہ لینے سے کامیابی کے امکانات کم ہیں کیونکہ کانگریس سرحد پر پوری طرح چھائی ہوئی ہے اس لئے سردست ہم مسلم لیگ کو منظم کرنے کی ابتداء کریں اس طرح جو مسلمان ممبر الیکشن میں کامیاب ہو جائیں گے وہ اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی بنا کر سرحد میں مسلم لیگ کو فعال اور مضبوط بنا سکیں گے" چنانچہ صاحبزادہ صاحب کی یہ تجویز مان لی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ سرحد آئین ساز کونسل کے آزاد مسلم پارٹی کے ممبروں اور سرحد کے سیاسی لیڈروں پر مشتمل ایک بورڈ بنایا جائے جو مسلم لیگ کی تنظیم کرے[۲۳]

الغرض پیر بخش خان کی کنوینر شپ میں درج ذیل بیس افراد پر

مشتمل بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔

پیر بخش خان ایڈووکیٹ (کنوینر) ۔ ملک خدابخش ۔ حاجی محمد رمضان۔ عبدالقیوم سواتی ۔ ملک میر عالم اعوان ۔ حاجی کرم الہٰی۔ ملک سیدا خان ۔ ملک مراد خان ۔ رحیم بخش غزنوی ۔ محمد جان خان بارایٹ لاء ۔ محبت علی خان ۔ خان حبیب اللہ خان ۔ آغالال بادشاہ ۔ خیر محمد جلالی عبدالمالک خان کافورڈھیری ۔ آزاد خان صوابی ۔ غازی عثمان ۔ راجہ مہدی زمان ۔ حکیم عبدالسلام ۔ بہادر خان شیر گڑھی[۲۴]

قائداعظم کی واپس روانگی:۔ قائداعظم محمد علی جناح ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کی شام پشاور سے بذریعہ ٹرین واپس روانہ ہوئے اس موقع پر تقریباً پچاس آدمیوں نے انہیں ریلوے سٹیشن پر خدا حافظ کہا[۲۵] حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی قائداعظم کے ساتھ یکہ توت سے ریلوے سٹیشن تک گئے اور انہیں وہاں پر الوداع کیا[۲۶]

خیبر میل کا تبصرہ:۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے اس دورہ پشاور پر ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کے ہفت روزہ خیبر میل (انگریزی) پشاور نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا[۲۷]

"Mr. Jinnah saw men of all shades of opinion and had an exchange of views with them. A number of representative Muslims from all over the Province met him on Friday afternoon. After a long discussion it was decided to form a party in order to take steps for the formation of a Provincial

Muslim League in the N.W.F.P. Members of this Consultative Board include about 20 members of the Independent Party of the Frontier Legislative Council, Liberal and certain other leading workers of the Province with Mr. Pir Bakhsh Khan MLC as convener."

"It is proposed to hold a representative meeting of the Frontier Muslims of all shades of political thought in the first week of November at Peshawar in order to finally decide the question of the formation of the Muslim League. This decision has excited considerable interest in political circles of the Frontier. The majority of the workers in Peshawar seem to agree with Mr. Jinnah as regards programme of the League which they are studying keenly at present. Mr. Jinnah before his departure told the Press that he was entirely satisfied with the result of the Frontier visit and cherished strong hopes of a bright future. Members of the Independent Party, who owing to their election activities could not attend the above meeting were telegraphically informed of the above results. Mr. Jinnah has promised to visit the Frontier again whenever it is necessary for him to do so in the

interest of the new Board. It is also stated that Maulana Ahmad Saeed Secretary of Jamiatul Ulema-e-Hind, Delhi, will be deputed by Mr. Jinnah to do propaganda in the NWFP on behalf of the Muslim League".

ترجمہ :۔

قائداعظم محمد علی جناح مختلف مکتبۂ فکر کے لوگوں سے ملے اور اُن کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا، جمعہ کے دن بوقتِ عصر صوبہ بھر کے مسلمان نمائندوں کی خاصی تعداد نے آپ سے ملاقات کی اور طویل بحث کے بعد یہ فیصلہ ہُوا کہ فی الحال ایک ایسی جماعت تشکیل دی جائے جو صوبائی سطح پر مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے اقدامات کرے، اور بیس افراد پر مشتمل ایک مشاورتی بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔ جناب پیر بخش خان صاحب اس کے کنوینر تھے جبکہ ممبران میں فرنٹیئر لیجسلیٹو اسمبلی کی آزاد پارٹی کے اراکین، لبرل اور صوبہ سرحد کے دیگر نمایاں کارکن شامل تھے۔

اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سرحد کے مختلف سیاسی نظریات رکھنے والے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجلاس نومبر کے پہلے ہفتے میں پشاور میں بُلایا جائے جس میں مسلم لیگ کے قیام کو حتمی شکل دی جائے۔ اس فیصلے سے سرحد کے سیاسی حلقوں میں زبردست جوش و خروش پیدا ہُوا۔ پشاور میں کارکنوں کی اکثریت قائداعظم محمد علی جناح کے اِس پروگرام سے پوری طرح متفق دکھائی دیتی ہے جو اس وقت بھی اس میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے

روانگی سے قبل پریس کو بتایا کہ وُہ اپنے دورۂ پشاور سے بالکل مطمئن ہیں اور روشن مستقبل کے بارے میں پُر اُمید ہیں۔ آزاد پارٹی کے ارکین اپنی الیکشن کی مصروفیات کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کرسکے تاہم انہیں اجلاس کے فیصلے سے بذریعہ ٹیلی گراف مطلع کیا گیا۔ قائدِاعظم محمد علی جناح نے وعدہ کیا کہ اگر ضروری ہُوا تو نئے بورڈ کی بہتری کے لئے وہ دوبارہ سرحد کا دورہ کریں گے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مولانا احمد سعید جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے ہند کو اپنے نمائندہ کے طور پر سرحد بھیجیں گے تاکہ وہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تنظیم سکے لئے راہ ہموار کریں۔

قائدِاعظم کی واپسی کے بعد صُوبائی اسمبلی کے الیکشن کی تیاریاں زور وشور سے شروع ہوگئیں اور مسلم لیگ کی تنظیم کے لیے قائدِاعظم نے جو بورڈ تشکیل دیا تھا اُس کے ممبران بھی اپنی اور اپنے ساتھیوں کی انتخابی مہم میں مشغول ہو گئے اور مسلم لیگ کی تنظیم کی طرف کوئی توجہ نہ دے سکے، ان انتخابات میں پشاور کی دو مسلم نشستوں پر تین امیدوار پیر بخش خان ایڈووکیٹ، سردار عبدالرب نشتر ایڈووکیٹ اور خان عبدالقیوم خان ایڈووکیٹ کے درمیان مقابلہ ہُوا جس میں اوّل الذکر دونوں کامیاب ہُوئے۔[۲۸]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی نے پیر بخش خان ایڈووکیٹ کو کامیاب کرنے کے لئے ان انتخابات میں شبانہ روز محنت کی آپ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور پیر بخش خان بھاری اکثریت سے کامیاب ہُوئے اور صوبائی اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے حلف اُٹھالیا تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی توجہ مسلم لیگ کی تنظیم کی طرف مبذول

کروائی اور بورڈ کے ممبران کی میٹنگ بلوانے کے لئے فرمایا۔ پیر بخش خان نے بھی اس سلسلے میں اپنی مساعی جمیلہ بروئے کار لائیں لیکن اس بورڈ میں مجلس خلافت کے کئی ارکان ایسے بھی تھے جو پیر بخش خان کے حریف تھے انہوں نے قائداعظم کے دورۂ سرحد کے موقع پر بھی اپنی سیاسی رقابت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اُس وقت تو وہ قائداعظم کی فراست کے باعث کامیاب نہ ہو سکے لیکن اب پھر انہوں نے وہی حرکتیں شروع کر دیں اور پیر بخش خان صاحب کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے اُن کی سیاسی اہمیت کو کم کرنے کے لئے مختلف داؤ پیچ آزمانے شروع کر دیئے تاکہ وہ مسلم لیگ کی تنظیم قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔[۹]

مسلم لیگ کا قیام

پیر بخش اپنے سیاسی حریفوں کی چپقلش اور مخالفت سے ہمت ہار بیٹھے اور مسلم لیگ کی تنظیم قائم کرنے میں ناکام ہو گئے تو حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی خود آگے بڑھے اور "انجمن سادات پشاور" کے تعاون سے ۱۹۳۷ء میں نصر اللہ خان اورکزئی کے ہاں محلہ بھانہ ماڑی پشاور شہر میں اپنے ہم خیال مسلم رہنماؤں کا ایک اجلاس بلایا جس میں پشاور سٹی مسلم لیگ کا درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔[۱۰]

سرپرست :۔ نصر اللہ خان اورکزئی

صدر :۔ میاں غلام حسین پشاور ہاؤس

نائب صدر اوّل :۔ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی

نائب صدر دوم :۔ مفتیٔ سرحد حضرت علامہ سید حبیب شاہ صاحب گیلانی

جنرل سیکریٹری : محمد اسماعیل غزنوی
خازن : حاجی غلام نبی
مؤرخ سرحد جناب پروفیسر محمد شفیع صابر اس تاریخی اجلاس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

" خان نصراللہ خان اورکزئی کا حجرہ ایک تاریخی مقام ہے یہ وہی مقام ہے جہاں پشاور میں پہلی مرتبہ وہ اجلاس ہوا جس میں مسلم لیگ کی داغ بیل ڈالی گئی" [۳۱]

پیر بخش خان ایڈووکیٹ کی راہ میں روڑے اٹکانے والوں کو جب حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کی ان کوششوں کا علم ہوا تو وہ بہت سٹپٹائے اور انہوں نے اس اجلاس کو ناکامی سے دوچار کرنے کے لئے ہنگامہ آرائی کا منصوبہ بنایا اور اس پر عمل درآمد کے لئے بھانہ ماڑی پہنچے لیکن نصراللہ خان صاحب کے رعب ودبدبے اور اعلیٰ حفاظتی انتظامات کے باعث اپنی سازش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اور ناکام واپس لوٹنے کے بعد اپنے گروپ کے چند افراد پر مشتمل ایک الگ تنظیم قائم کرلی نیز اپنے اشاعتی وسائل بروئے کار لاتے ہوئے اس کا پروپیگنڈہ بھی کرنے لگے [۳۲]

متحدہ سٹی مسلم لیگ کا قیام

کچھ عرصے تک مسلم لیگ کی دونوں تنظیمیں ایک دوسرے کے متوازی کام کرتی رہیں یہاں تک کہ انجمن سادات پشاور اور چند دیگر دردمند حضرات نے دونوں کو یکجا کرنے کی تگ ودو شروع کردی اور ان کوششوں کے نتیجے میں اپریل ۱۹۳۸ئ میں دونوں تنظیموں کا ایک

متفقہ اجلاس بلایا گیا جس میں متحدہ سٹی مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا اور یہی تنظیم مسلم لیگ پشاور سٹی کی آئینی طور پر نمائندگی کرنے لگی[۳۴]

سی۔ آئی۔ ڈی پولیس کے ریکارڈ میں اس اجلاس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

It is reported that on the night of 7th April a private meeting attended by 100 persons was held in the house of Ghulam Rabbani Ex. Congressites. in Mohallah Shahbdad P.S.D. Division under the presidency of Mir Yahya Shah of Dhaki Nalbandi. The following branch of the Muslim League was formed.

President: Agha Lal Badshah

Vice President: I. Agha Syed Zaman Shah Municipal Commissioner
II. Mian Ghulam Hussain
III. Muhammad Azim.

General Secretary: Ghulam Rabbani Sethi

Joint Secretary: Abdul Minan, Kullah Maker, Mohallah Ganj.

Cashier: Haji Abdul Shakur, Mohallah Kheshki

Patron: Syed Abdullah Shah, Mohallah Bhangi Khelan

Working Committee Members:
Agha Chan Bad Shah, Bazar Kalan.
Mir Ahmad Shah, Silk Merchant.
Haider Shah, Kullah Maker.
Taj Muhammad, Bakar Bazar, Jehangir Pura.
Abdul Karim alies Italy.
Ch. Abdul Ghani 'B' Division.
Roshan Khan of Chowk Yakatoot.
Iqbal Din of Chowk Yakkatoot.
Ch. Masiti of P.S.B. Division.
About 13/8/- were collected as subscription (34).

ترجمہ:۔

یہ رپورٹ ملی ہے کہ سات اپریل (۱۹۳۸ء) کی رات سابقہ کانگرسی رہنما غلام ربانی سیٹھی کے مکان محلہ شہداد پولیس سٹیشن ڈی ڈویژن میں ایک سو افراد کی ایک پرائیویٹ میٹنگ ہوئی جس کی صدارت میر سید یحییٰ شاہ آف ڈھکی نعلبندی نے کی اور مسلم لیگ کی درج ذیل شاخ قائم کی گئی۔

صدر: آغا سید لال شاہ
نائب صدر اول:۔ آغا سید محمد زمان شاہ میونسپل کمشنر
نائب صدر دوم:۔ غلام حسین آف کابل ہاؤس
نائب صدر سوم:۔ محمد عظیم موچی
جنرل سیکرٹری:۔ غلام ربانی سیٹھی
جائنٹ سیکرٹری:۔ عبدالمنان کلاہ میکر محلہ گنج

خازن :- حاجی عبدالشکور آف محلہ خویشکی

سرپرست :- سید عبداللہ شاہ آف بھنگی خیلال

ممبرانِ ورکنگ کمیٹی :- آغا سید چمن بادشاہ بازار کلاں

آغا سید میر احمد شاہ سوداگر ریشم

آغا سید حیدر شاہ کلاہ میکر

تاج محمد بکہ بازار جہانگیر پورہ

عبدالکریم المعروف اٹلی

چوہدری عبدالغنی آف پولیس سٹیشن بی ڈویژن

روشن خان آف چوک یکہ توت

اقبال دین آف چوک یکہ توت

چوہدری مسیتی آف پولیس سٹیشن بی ڈویژن

اس موقع پر مبلغ ساڑھے تیرہ روپے چندہ بھی جمع ہوا۔

پشاور شہر کے ہر وارڈ میں مسلم لیگ کی تنظیم سازی

متحدہ سٹی مسلم لیگ کے قیام کے دو دن بعد نو اپریل ۱۹۳۸ کو سٹی مسلم لیگ پشاور کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں یہ فیصلہ طے کیا گیا کہ پشاور شہر کے ہر وارڈ میں مسلم لیگ کی تنظیم قائم کی جائے اور کافی غور و خوض کے بعد پشاور شہر کے چاروں پولیس سٹیشنوں (A.B.C.D) کی سطح پر مسلم لیگ کی شاخیں کھولنے کا فیصلہ ہوا اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے ذیل تین حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

آغا سید محمد زمان شاہ میونسپل کمشنر محمد عظیم اور عبدالرحمٰن وکیل

سٹی مسلم لیگ پشاور کی اس کمیٹی نے آغا سید محمد زمان شاہ صاحب کی

قیادت میں پورے شہر کا دورہ کیا اور اپنے تعلقات بروئے کار لاتے ہوئے چاروں تھانوں کی سطح پر مسلم لیگ کی ایک ایک تنظیم قائم کی۔[36]

پشاور میں ہفتہ مسلم لیگ کا انعقاد

ہر وارڈ کی سطح پر جب مسلم لیگ کی تنظیم قائم ہوگئی تو پشاور شہر میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے مختلف پروگرام بنائے گئے جن میں سے ایک "ہفتہ مسلم لیگ" منانے کا پروگرام بھی شامل تھا۔ اس منصوبے کے تحت شہر کے مختلف علاقوں میں روزانہ عوامی اجتماعات منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور ان جلسوں سے خطاب کے لئے سرحد کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں سے بھی مسلم لیگی رہنماؤں کو دعوت دی گئی اور اس ہفتہ مسلم لیگ کا تمام پروگرام شائع کر کے تقسیم کیا گیا اور اس پروگرام کا خوب چرچا کیا گیا، پنجاب سے پشاور سٹی مسلم لیگ کی دعوت پر مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے، پروفیسر یوسف سلیم چشتی اور پروفیسر ملک عنایت الرحمٰن صاحب پشاور تشریف لائے۔[37]

اس ہفتہ مسلم لیگ کا آغاز آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور سے ہوا، سید وقار علی شاہ کاکاخیل اپنے ایم فل کے مقالے میں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The first meeting was held at Kucha Agha Pir Jan in Yakkatoot Peshawar City. Syed Muhammad Zaman Shah presided over the meeting. The speakers stressed the unity of Muslims. A second meeting was held in Garhi Khana in Lahori Gate; third in Hashtnagri Bazar

fourth one at Namak Mandi; fifth inside Aasia Gate; sixth at Chowk Mundi Beri Yakatoot, seventh and the last one was held in Chowk Bazar Ganj" (38).

ترجمہ

ہفتۂ مسلم لیگ کے سلسلے کا پہلا جلسہ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کی صدارت میں کوچہ آقا پیر جان صاحب میں منعقد ہوا جس میں مقررین نے مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیا، دوسرا جلسہ محلہ گاڑی خانہ لاہوری گیٹ، تیسرا اشتنگری بازار، چوتھا نمک منڈی، پانچواں اندرون آسیا گیٹ، چھٹا چوک منڈی بیری یکہ توت۔ اور ساتواں آخری جلسہ گنج چوک پشاور شہر میں منعقد ہوا۔

گویا مسلمانانِ پشاور کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے کام کی ابتداء آستانۂ عالیہ قادریہ سے ہوئی جسے کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی، آپ کی اولادِ امجاد اور عقیدتمندوں نے دن رات محنت کی۔ لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرکے انھیں مسلم لیگ کی ممبرشپ اختیار کرنے کی رغبت دلائی اور ان کوششوں کے نتیجے میں پانچ سو افراد نے مسلم لیگ کی رکنیت حاصل کی اور پھر انہی لوگوں نے آنے والے وقت میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے آزادئ وطن کے لئے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔

سرحد اسمبلی میں مسلم لیگ کا قیام

فروری ۱۹۳۷ء میں سرحد لیجسلیٹو کونسل کے انتخابات ہوئے جس کے

نتیجے میں صاحبزادہ عبدالقیوم خان نے آزاد ارکان اور ہندو سکھ نیشنل پارٹی کے تعاون سے اپریل ۱۹۴۳ء میں مخلوط حکومت بنائی جو زیادہ دیر تک نہ چل سکی۔ ستمبر ۱۹۴۳ء میں ڈاکٹر خان صاحب نے اس کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جو کامیاب ہوئی اور پھر ڈاکٹر خان صاحب نے سرحد میں پہلی کانگرس وزارت تشکیل دی اس کے چند ماہ بعد صاحبزادہ عبدالقیوم خان انتقال کر گئے تو ان کی جگہ سردار اورنگزیب خان ان کے جانشین اور اپوزیشن لیڈر قرار پائے۔[۴۰]

انہی ایام میں سٹی مسلم لیگ پشاور نے ایک میٹنگ کے دوران سردار اورنگزیب خان اور ان کے ساتھیوں کو مسلم لیگ میں شمولیت پر آمادہ کرنے کی تجویز پر بحث کی اور آخر کار اس مقصد کے لئے ایک وفد تشکیل دیا گیا جو سردار اورنگزیب خان سے ملاقات کر کے انھیں مسلم لیگ میں شامل ہونے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ اس فیصلے کے مطابق مسلم لیگی وفد نے اورنگ زیب خان سے تفصیلی گفتگو کی اور انہیں مسلم لیگ میں شامل ہونے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا[۴۱]

سردار اورنگ زیب خان نے مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد صوبائی اسمبلی میں اپنے ساتھیوں کو بھی مسلم لیگ میں شامل ہونے پر آمادہ کر لیا اور انہوں نے اسمبلی میں اپنی اپوزیشن پارٹی "یونائیٹڈ مسلم نیشنلسٹ پارٹی" کا نام بدل کر "مسلم لیگ اسمبلی پارٹی" رکھا[۴۲]

اس طرح سرحد کی صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی میں بھی مسلم لیگ جماعت قائم ہو گئی جو مسلم لیگ کی ایک بہت بڑی کامیابی قرار دی جا سکتی ہے۔ یوں مسلم لیگ کی آواز اور نمائندگی صوبائی اسمبلی میں بھی پہنچ گئی نیز صوبائی اسمبلی کے لیگی ممبران جو سرحد کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے، اپنے اپنے علاقوں

میں مسلم لیگ کے لئے کام کرنا شروع کر دیا۔ اس کی تنظیمیں قائم کی جانے لگیں اور پھر سرحد کے گوشے گوشے میں مسلم لیگ کا نام سنا جانے لگا۔[۳]

آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد کی پشاور آمد

مسلم لیگ کی اس عظیم الشان کامیابی سے قائداعظم محمد علی جناح کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اعلیٰ سطحی وفد سرحد بھیجا تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو قائداعظم اور مسلم لیگ کا پیغام زیادہ بہتر طریقے پر پہنچایا جا سکے اور کانگریس کی طرف سے مسلم لیگ کے متعلق پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب کی قیادت میں گیارہ جولائی ۱۹۳۸ء کو یہ وفد جب پشاور پہنچا تو پشاور سٹی مسلم لیگ کے ڈیڑھ سو سرگرم کارکنوں نے حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی، ارباب شیر علی خان آف تہکال بالا، ارباب شمس الدین خان آف کوٹلہ محسن خان، خان بہادر محمد اکرم خان آف لنڈی ارباب اور خان بہادر سعد اللہ خان ایم ایل اے کی قیادت میں اُن کا استقبال کیا۔[۴]

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس وفد میں مولانا شوکت علی صاحب کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی، حضرت مولانا جمال میاں فرنگی محلی اور حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب شامل تھے۔ اس وفد نے تمام صوبہ سرحد کا دورہ کیا اور ہر مقام پر جلسوں سے خطاب کر کے رائے عامہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔[۵]

اس وفد کے زعماء میں سے حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی اور مولانا ظفر علی خان صاحب کے ساتھ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے نہایت گہرے مراسم تھے چنانچہ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ

نے آستانہ عالیہ آقا پیرجان پر اس وفد کے اعزاز میں ایک عالی شان
دعوت کا اہتمام فرمایا جس میں مسلم لیگی اکابرین کے علاوہ اپنے مریدین
و متوسلین کو بھی مدعو کیا اس موقع پر یہ دعوت باقاعدہ ایک جلسے کی
شکل اختیار کر گئی اور وفد کے رہنماؤں نے ولولہ انگیز خطاب کیا نیز
آغاجان رحمۃ اللہ علیہ نے اس وفد کے ہمراہ صوبہ سرحد کا دورہ بھی کیا
جس کی بدولت صوبے کے دور دراز مقامات پر بھی مسلم لیگ کی شاخیں
کھل گئیں (۴۶)

پشاور سٹی مسلم لیگ نے شہر میں مسلم لیگ کو مقبول جماعت بنانے
کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور شہر کے مختلف مقامات پر عوامی اجتماعات
کا اہتمام کیا جاتا رہا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مسلم لیگ میں شامل کیا
جا سکے۔ ایسے ہی ایک جلسہ کا ذکر خفیہ پولیس نے اپنی رپورٹ میں یوں کیا ہے،

"About 200 Muslim League workers assembled in Peshawar City on 13.12.1938 at the residence of Ghulam Rabbani sethi. Syed Zaman Shah Municipal Commissioner was in the chair, speeches were delivered; Mian Ziauddin Barrister, Aurang Zeb Khan pleader and Rahim Bakhsh Ghaznavi on unity to promote the cause of Muslim League" (47).

ترجمہ

تقریباً دو سو مسلم لیگی کارکن ۱۳ دسمبر ۱۹۳۸ء کو غلام ربانی سیٹھی کے
گھر جمع ہوئے جن کی صدارت سید محمد زمان شاہ میونسپل کمشنر نے کی، اس

میٹنگ میں میاں ضیاء الدین بیرسٹر، سردار اورنگزیب خان ایڈووکیٹ اور رحیم بخش صاحب غزنوی نے اپنی اپنی تقریروں میں اُن پر زور دیا کہ وہ مسلم لیگ کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لئے متحد ہو جائیں۔ اسی طرح ایک دوسرے جلسے کا ذکر خفیہ پولیس کے روزنامچے میں ان الفاظ کے ساتھ درج ہے۔

" A meeting attended by about 400/500 persons was held in Chowk Yakatoot C-Division on the 24th August 1939 under the presidency of Agha Zaman Shah. About 19 volunteer participated in the meeting out of whom 17 were equipped with spears. Opening the proceedings Shad Mohammad Said that the object of the meeting was to apprise them that the AIM. League session will be held in Lahore in December 1939 to discuss questions of vital importance and also to Chalk out the future programme. Speakers were Rahim Bakhsh Ghaznavi, Aurang Zeb Khan, M.L.A, Mian Ziauddin Bar at Law, Chan Shah recited his usual poem against Gandhi, Ahraries and A.G.K. which concluded the meeting" (48).

ترجمہ

مسلم لیگ کی ایک میٹنگ چوک یکہ توت سی ڈویژن میں ۲۴ اگست ۱۹۳۹ء کو زیر صدارت سید محمد زمان شاہ منعقد ہوئی جس میں تقریباً پانچسو

آدمیوں نے شرکت کی اس اجلاس میں ۱۹ رضاکار بھی شریک ہوئے جن میں سے ۷ ابر چھیوں سے لیس تھے، اجلاس کی کاروائی شروع کرتے ہوئے ملک شاد محمد صاحب نے کہا کہ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اس بات سے مطلع کیا جائے کہ دسمبر ۱۹۳۹ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوگا جس میں نہایت ہی اہم فیصلے کیئے جائیں گے اور مستقبل کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے گا۔ اس موقع پر رحیم بخش غزنوی، اورنگ زیب خان ممبر لیجسلیٹو اسمبلی سرحد اور میاں ضیاءالدین بارایٹ لاء نے خطاب کیا جبکہ سید حسن شاہ نے حسب معمول گاندھی، احراریوں اور عبدالغفار خان کے خلاف نغمہ سرائی کی اور اس کے ساتھ ہی اجلاس اختتام کو پہنچا۔

پشاور سٹی مسلم لیگ کی تنظیم نو

سٹی مسلم لیگ کی ان مخلصانہ کوششوں سے پشاور شہر میں مسلم لیگ ایک مقبول اور فعال جماعت کی حیثیت سے سامنے آئی اس کی صفوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے سے لے کر عوامی سطح تک ہر مکتبۂ فکر کے لوگ جمع ہوگئے تو اس کی تنظیم نو کی طرف توجہ دی گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ فعال اور محنتی کارکنوں کو یہ ذمہ داری سونپی جائے چنانچہ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء کو پشاور سٹی مسلم لیگ کی تنظیم نو کرتے ہوئے درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر :۔ غلام حسین آف پشاور ہاؤس
نائب صدر اوّل :۔ سید محمد زمان شاہ میونسپل کمشنر
نائب صدر دوم :۔ حاجی عبدالرحیم ٹمبر مرچنٹ

جنرل سیکرٹری :۔ ملک شاد محمد صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری (۱) امداد حسین سیکنڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول پشاور شہر
(۱۱) نصیر احمد ٹمبر مرچنٹ چوک ناصر خان پشاور شہر
پروپیگنڈہ سیکرٹری :۔ خواجہ اللہ بخش صاحب
خازن :۔ میاں عبدالرب صاحب
ممبران ورکنگ کمیٹی :۔ غلام حسین ٹیلر ماسٹر۔ غلام ربانی سیٹھی۔
محمد اقبال۔ آغا سید چن شاہ ٹیلر ماسٹر۔ فضل محمود۔
عبدالرحمن۔ آغا سید لال بادشاہ۔ سید چن شاہ۔ قاضی
محمد علی آف چابیاں ؎

مسلم لیگ کی مالیاتی کمیٹی کا قیام

تنظیم نو کے فوراً بعد ۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء کو پشاور سٹی مسلم لیگ کا ایک اہم اجلاس میاں غلام حسین پشاور ہاؤس صدر سٹی مسلم لیگ کے گھر پر منعقد ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے لاہور میں ہونے والے سیشن کے لیے مبلغ ایک ہزار روپیہ مرکز کو دیئے جانے کا معاملہ زیر غور آیا اور طویل بحث مباحثے کے بعد اس خطیر رقم کی فراہمی کے لئے ایک مالیاتی کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ وہ اپنے تعلقات اور وسائل سے کام لیتے ہوئے مطلوبہ رقم جمع کرنے کا بندوبست کرے۔ اس مالیاتی کمیٹی میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

آغا سید محمد زمان شاہ میونسپل کمشنر۔ آغا سید لال بادشاہ۔ محمد اقبال۔ قدوس حسین۔ آغا چن شاہ۔ غلام حسین ٹیلر ماسٹر۔ پہلوان فضل محمود۔ خواجہ اللہ بخش اور حاجی عبدالرحیم صاحب ؎

مسلم لیگ کی طرف سے غنڈہ بل کی مذمت

مسلم لیگ کی روز افزوں مقبولیت سے گھبرا کر کانگرس وزارت نے صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی میں ایک غنڈہ بل پاس کیا جس کی رو سے کسی بھی مسلم لیگی رہنما یا کارکن کو غنڈہ قرار دے کر اُس کو قید یا جرمانے کی سزا دی جا سکتی تھی۔ یہ دراصل لوگوں کو ڈرا دھمکا کر مسلم لیگ سے دُور رکھنے کی ایک کوشش تھی جس پر مسلم لیگ کی طرف سے شدید رَدِ عمل ہُوا اور اس بل کے خلاف صوبہ بھر میں جلسے ہُوئے۔ اس ضمن میں پشاور سٹی کی طرف سے ایک مزاحمتی جلسے کی رُوداد خفیہ پولیس کے ریکارڈ میں یوں پائی گئی۔

"A meeting of the City Muslim League attended by 500 people including 24 League volunteers armed spears, was held near Mundi Beri, P.S.C. Division Peshawar City, on the night of 18.10.1939. Agha Zaman Shah presided. Aurangzeb Khan pleader exploring the object of the meeting remarked that they would oppose the Goonda Bill untill they get it repealed. Other speakers were Rahim Bakhsh Ghaznavi, Mian Ziauddin and Ghulam Rabbani Sethi" (51).

ترجمہ :-

سٹی مسلم لیگ کا ایک جلسہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کی رات منڈی بیری

یکہ توت پولیس سٹیشن سی ڈویژن کے مقام پر آغا سید محمد زمان شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں پانچ سو کے قریب آدمیوں نے شرکت کی جبکہ چوبیس نیزہ بردار نوجوان رضاکار اس کی حفاظت پر متعین کیئے گئے تھے۔ اورنگ زیب خان ایڈوکیٹ نے اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک غنڈہ بل کو منسوخ نہیں کیا جاتا اُس وقت تک ہم اس کی مزاحمت کرتے رہیں گے۔ جناب رحیم بخش صاحب غزنوی میاں ضیاء الدین اور غلام ربانی سیٹھی نے بھی اپنی اپنی تقریروں میں غنڈہ بل کی مخالفت کی۔

مسلم لیگ نیشنل گارڈ کا قیام

مسلم لیگ نیشنل گارڈ مسلم لیگ کی ایک نیم فوجی تنظیم تھی جس میں مسلمان نوجوان بطورِ رضاکار بھرتی کیئے جاتے تھے جو چاند تارے والے سبز یونیفارم پہن کر مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں کے انتظامات و حفاظت کے علاوہ مسلمانانِ برصغیر میں نظم و ضبط پیدا کرنے کا اہتمام کرتے۔ اس تنظیم کے باقاعدہ قیام کا اعلان ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو دہلی کے ایک خصوصی اجلاس میں ہوا جس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح نے کی تھی

پشاور میں ۱۹۳۸ء کے آخر میں مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکار بھرتی کیئے جا چکے تھے جو عموماً بغیر یونیفارم کے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیا کرتے تھے۔ البتہ مارچ ۱۹۴۰ء میں ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ سیشن کے لئے سرحد مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکاروں کی خصوصی شمولیت پر مرکز کی طرف سے زور دیا گیا۔ اس سلسلے میں ۲۵ فروری ۱۹۴۰ء کو ڈسٹرکٹ مسلم لیگ پشاور کی ایک میٹنگ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد کی

گئی جس میں آنے والے سالانہ سیشن میں شمولیت پر غور کیا گیا۔ نیز مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکاروں کے لئے یونیفارم کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا اور اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ وہ مطلوبہ فنڈز فراہم کرنے کا اہتمام کرے۔ یہ کمیٹی میجر اکبر علی آف نوتقیہ، کرنل عبدالحنان آف لنڈی ارباب، شریف گل آف پھندو اور رحیم شیر پر مشتمل تھی[۵۳]

حواشی باب سوم

۱۔ اشتیاق حسین، علماء میدانِ سیاست میں، اردو ترجمہ ہلال احمد زبیری، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی ۱۹۹۴ء ص ۲۱۹

۲۔ متحدہ قومیت، ایک ریٹائرڈ انگریز مسٹر ہیوم نے گورنر جنرل لارڈ ڈفرن کی اعانت و پشت پناہی سے برصغیر میں پہلی سیاسی جماعت "انڈین نیشنل کانگریس" کے نام سے دسمبر ۱۸۸۵ء میں قائم کی۔ اس جماعت نے اپنے قیام کے روز سے ہی "متحدہ قومیت" کا نعرہ بلند کیا چنانچہ بڑے بڑے مسلمان رہنما بھی کانگریس میں شامل ہو گئے لیکن کانگریس اپنے اس نعرے کے برعکس ہمیشہ صرف اور صرف ہندوؤں کے مفادات اور برتری کے لئے سرگرم عمل رہی جس سے آہستہ آہستہ یہ حقیقت آشکارا ہوتی رہی کہ "متحدہ قومیت" کا نعرہ ایک فریب اور مسلمانوں کی الگ پہچان و امتیاز کو ختم کرنے کی ایک سازش تھی۔ (ولی مظہر ایڈوکیٹ، عظیم قائد عظیم تحریک، شعبہ نشر و اشاعت شہری مسلم لیگ ملتان ۱۹۸۴ء ج ۱ ص ۶۸)

۳۔ شریف المجاہد، قائداعظم حیات و خدمات، اردو ترجمہ خواجہ رضی حیدر، قائداعظم اکادمی کراچی ۱۹۸۳ء ص ۷۰-۷۶

۴ه ایضاً ص۴۲

۵ه۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۶ه۔ اللہ بخش یوسفی، محولہ بالا ص۱۵

۷ه۔ محمد شفیع صابر، تاریخ سرحد، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۸۶ء ص ۹۳۶

۸ه۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۹ه۔ اللہ بخش یوسفی، محولہ بالا ص۷۰، ۸۰

۱۰ه۔

M. Anwar Khan, "Quaid-e-Azam's first visit to Peshawar

Pakistan: Journal of the Pakistan Study Centre, University of Peshawar (six monthly), V.1, No.1 (Spring 1980) P.3 (10)

۱۱ه۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

M. Anwar Khan, Opcit P.7 ۱۲ه

۱۳ه۔ عزیز جاوید، قائد اعظم اور سرحد، ادارہ تحقیق و تصنیف پاکستان لاہور ۱۹۷۸ء صفحہ ۶۰

M. Anwar Khan Opcit P.7 -۱۴ه

۱۵ه۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

Mr. Anwar Khan opcit P.8 -۱۶ه

Ibid P.9 ۔۱۷ه

Ibid P.10.۱۸ه

۱۹ه۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۲۰ه۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص۵۹

۲۱ہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۲۲ہ۔ ایضاً

۲۳ہ۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص۸

۲۴ہ۔ ایضاً ص۸

۲۵ہ۔ M. Anwar Khan Opcit P.11

۲۶ہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۲۷ہ۔ Khyber Mail (Weekly) Peshawar, 25.10.1936

۲۸ہ۔ محمد شفیع صابر، تاریخ سرحد ص۹۴۳

۲۹ہ۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص۸

۳۰ہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۱ہ۔ محمد شفیع صابر، تحریکِ آزادی میں صوبہ سرحد کا حصہ، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۹۰ء ص۲۵۷

۳۲ہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۳ہ۔ ایضاً

۳۴ہ۔ C.I.D. Daily Diary, dated 08.4.1938,
Bundle No.47 serial No.763, Vol. 2, P.263

۳۵ہ۔ Ibid, B. 47, S.764, V.3, P.321

۳۶ہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۷ہ۔
Syed Wiqar Ali Shah, Muslim League in NWFP 1936-1947.
(M.Phil Thesis, History Department,

University of Peshawar (Manuscript) P.59.

۳۸۔ Ibid P.59

۳۹۔ انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۰۔ محمّد شفیع صابر، تاریخ سرحد ص ۹۴۴ تا ص ۹۴۹

۴۱۔ اللہ بخش یوسفی، محولہ بالا ص ۴۱۵

۴۲۔ محمّد شفیع صابر، تاریخ سرحد ص ۹۴۹

۴۳۔ S.Wiqar Ali Shah, Opcit P.55

۴۴۔ B.47, S.764, V.3, P.543

۴۵۔ محمّد شفیع صابر، تاریخ سرحد ص ۹۴۹

۴۶۔ انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۷۔ B.47, S.765, V 4, P.319

۴۸۔ I.P.S. Daily Diary, dated 25.8.39, B.47, S 771, V.8 (P.135)

۴۹۔ I.P.S. Daily Diary dated 15.9.39 Op.cit. P.135.

۵۰۔ I.P.S. Daily Diary dated 22.9.39 Op.cit. P.203.

۵۱۔ Ibid P.361

۵۲۔ ولی مظہر، عظیم قائد، عظیم تحریک، شعبۂ نشر و اشاعت شہری مسلم لیگ ملتان ج ۱ ص ۲۴۹

۵۳۔ B.47, S.773, V.10, P.97

باب چہارم

حافظ سیّد محمّد زمان شاہ قادری گیلانی
اور تحریکِ پاکستان
سنہ ۱۹۴۰ء ـ سنہ ۱۹۴۷ء

انتخابات ۱۹۳۷ء کے نتیجے میں کانگریس ہندوستان کے گیارہ میں سے نو صوبوں میں برسرِ اقتدار آئی تو اس نے اپنے دورِ حکومت میں اقلیتوں کے مفاد کو بے رحمی سے پامال کیا۔ سکولوں میں مسلمان بچوں کو ہندی پڑھنے پر مجبور کیا گیا اور نصاب میں ہندو نظریات کا زہر گھول دیا گیا جو مسلمانوں کو انتہائی ناگوار گزرا، وہ یہ محسوس کرنے لگے کہ کانگریس منظم سازش کے ذریعے اسلامی تہذیب و ثقافت کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے[1]

اِن حالات نے مسلمانوں کے اندر بیداری کی ایک لہر پیدا کر دی اور انھیں مستقبل کے متعلق سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ اور آزاد وطن کا مطالبہ کریں جہاں وہ اپنے طرزِ حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں کیونکہ مسلمان ہر لحاظ سے ایک علیحدہ قوم ہیں ان کی تہذیب، ان کا مذہب ان کا اندازِ فکر حتیٰ کہ اُن کی بود و باش بھی ہندوؤں سے مختلف ہے اِس اندازِ فکر نے بالآخر لاہور ریزولیشن کی راہ ہموار کی[2]

آل انڈیا مسلم لیگ کا لاہور سیشن

مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس کے پہلے دن یعنی ۲۲ مارچ کو قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے خطاب میں علیحدہ قوم کی حیثیت سے مسلمانوں کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم ایک قوم ہیں، ہماری تہذیب و تمدن، زبان و ادب، اقدار و اخلاقیات، قوانین و ضوابط، رویّے اور جذبات سب مختلف اور جُدا ہیں، زندگی اور زندگی کے بارے میں ہمارا اپنا ایک منفرد نقطۂ نظر ہے، بین الاقوامی قوانین کے تمام معیاروں کے اعتبار سے ہم ایک قوم ہیں"۔[۳]

قراردادِ لاہور

اگلے دن یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو شیرِ بنگال مولوی فضل حق نے عام اجلاس میں درج ذیل قرارداد پیش کی:

"آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ مسلمہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابل عمل اور مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا تا وقتیکہ وہ مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں پر وضع نہ کیا گیا ہو یعنی جغرافیائی طور پر متصل وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوط پر کی جائے (مناسب علاقائی ردّو بدل کے ساتھ) کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی

جتھے ان کی تشکیل ایسی آزاد ریاستوں کی صورت میں کی جائے کہ مشمولہ وحدتیں خود مختار اور مقتدر ہوں"۔ ۵

سرحد مسلم لیگ کی طرف سے قراردادِ لاہور کی تائید

چوہدری خلیق الزمان اور مولانا ظفر علی خان نے اس قرارداد کی تائید کی جبکہ قائدِ حزبِ اختلاف سرحد اسمبلی اور مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے سربراہ سردار اورنگزیب خان نے مسلمانانِ سرحد کے جوش و خروش اور دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے گرجدار آواز میں کہا:

"میں شیرِ بنگال مولوی فضل حق کی پیش کردہ قرارداد کی انتہائی پُرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں، اس قرارداد کا ایک ایک لفظ ہمارے دلوں کی ترجمانی کرتا ہے اور قراردادِ نہایت ٹھنڈے دل سے سوچ بچار کا تقاضا کرتی ہے، میں ہندو اکثریت کے صوبوں میں بسنے والے ان جرأت مند مسلمانوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس قرارداد کی کھل کر حمایت کی جو چھ کروڑ مسلمانوں کو آزاد حکومت دلانے کی ضامن ہے۔ ہم مسلمانانِ صوبہ سرحد ہندوستان کی سرحدوں کے محافظ ہیں اور ہندو اکثریت کے صوبوں میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کو یقین دلاتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کے تحفظ اور بہبود کی خاطر ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کو تیار ہیں"۔ ۶

یہاں پر یہ حقیقت بھی مدِنظر رہے کہ اس اجلاس میں نہ کسی مقرر

نے پاکستان کا لفظ استعمال کیا اور نہ قرارداد کے متن میں یہ لفظ استعمال کیا گیا لیکن ہندو اخبارات نے اسے "قراردادِ پاکستان" کا نام دے کر مسلمانوں کی مشکل حل کر دی، قراردادِ لاہور کی وضاحت اور اس کے حقیقی معنی و اہمیت سمجھانے کے لئے مسلم لیڈروں کو نہ جانے کتنا طویل عرصہ لگ جاتا لیکن ہندو اخبارات نے اس قرارداد کو پاکستان کے نام سے موسوم کر کے یہ کام آسان کر دیا۔

اس اجلاس میں مسلم لیگ پشاور کے وفد کی شمولیت

لاہور کے اس تاریخی اجلاس میں صوبہ سرحد کے مسلم لیگی عمائدین اور کارکنوں نے بھرپور تیاری کے ساتھ حصہ لیا۔ خفیہ پولیس کے ریکارڈ میں اس موقع پر پشاور سے لاہور جانے والے افراد کی جو فہرست تیار کی گئی تھی اس میں ۲۱ آدمیوں کے نام شامل ہیں جبکہ سید وقار علی شاہ صاحب کاکاخیل نے اپنے مقالے میں پشاور کے ۳۵ افراد کے نام درج کئے ہیں نیز پشاور ہی کے بیس مسلم نیشنل گارڈ کے رضا کاروں کا بھی ذکر کیا ہے جو اس اجلاس میں شامل ہوئے۔ حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی دونوں فہرستوں میں موجود ہے۔ دیگر حضرات کے اسمائے گرامی ضمیمہ نمبر ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسلم نیشنل گارڈ سرحد کا اعزاز

لاہور کے اس عظیم الشان تاریخی اجلاس سے چند دن قبل اس شہر میں خاکساروں پر گولی چل چکی تھی اور فضا میں بڑی کشیدگی تھی خدشہ تھا کہ کہیں اس اشتعال کے زیرِ اثر مسلم لیگ کے پنڈال ہی

کو نہ اکھیڑ دیا جائے یا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے اس خطرے کے پیش نظر اجلاس کے حفاظتی فرائض سرحد کے مسلم نیشنل گارڈ کو سونپے گئے[۹] نیز قائد اعظم کی حفاظت کے لئے بھی سرحد مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکار متعین کیئے گئے[۱۰] ان نوجوان سرفروشوں نے خان بہادر سعداللہ خان آف عمرزئی، میاں ضیاء الدین بار ایٹ لاء اور سردار اورنگ زیب خان کی نگرانی میں بڑی مستعدی سے کام کیا اور کسی کو اس تاریخی اجلاس میں گڑبڑ پیدا کرنے کی جرأت نہ ہو سکی[۱۱]

پشاور سٹی مسلم لیگ کی تنظیم نو

لاہور سے واپسی پر سٹی مسلم لیگ نے ایک نئے عزم و حوصلے اور جوش و ولولے سے کام کرنا شروع کیا، عوامی اجتماعات کے علاوہ گھر گھر رابطہ عوام مہم شروع کی گئی نیز تنظیم نو کی طرف بھی خصوصی توجہ دی گئی اور یہ کوشش کی گئی کہ زیادہ سے زیادہ فعال اور محنتی کارکنوں کو مسلم لیگ کے مناصب پر تعینات کیا جائے تاکہ وہ تجربہ کار قائدین کی رہنمائی میں تربیت حاصل کر کے مستقبل کی ذمہ داریاں نبھانے کے قابل ہو سکیں۔ چنانچہ ورکنگ کمیٹی کے ممبران کی تعداد بڑھا کر بیس کر دی گئی اور دس نومبر ۱۹۴۰ء کو سٹی مسلم لیگ کا درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر:۔ میاں غلام حسین پشاور ہاؤس

نائب صدر اول:۔ آغا سید محمد زمان شاہ

نائب صدر دوم: حاجی عبدالشکور

نائب صدر سوم: عزیز جان

جنرل سیکرٹری: ملک شاد محمد

جائنٹ سیکرٹری: نصیر احمد
پروپیگنڈہ سیکرٹری: خواجہ اللہ بخش سیٹھی
خازن :- عبدالودود

ممبران ورکنگ کمیٹی

آغا سید لال بادشاہ۔ مرزا محمد سلیم۔ قاضی محمد علی۔ عبدالکریم المعروف اٹلی۔ حاجی عبدالرحیم۔ عبدالکریم۔ فیروز خان اور تیرہ مزید حضرات[۲۹]

مسلم لیگ کی ہمہ گیر تنظیم سازی کے اقدامات

دسمبر ۱۹۴۰ء میں صوبائی مسلم لیگ کی طرف سے مسلم لیگ کی ہمہ گیر اور منظم تنظیم سازی کے لیے درج ذیل ہدایات جاری کی گئیں۔

(۱) ہر ضلع میں مسلم لیگ کی شاخیں اس طرح قائم کی جائیں کہ "پرائمری لیگ" "تپہ لیگ" "تحصیل لیگ" اور "ڈسٹرکٹ لیگ" میں بالترتیب کم از کم ۲۵، ۵۰، ۱۰۰ اور ۲۰۰ ممبر ہونے چاہئیں۔

(۲) ہر شاخ درج ذیل پانچ قسم کے الگ الگ رجسٹر بنائے۔

- ایک رجسٹر میں تمام ممبران کے نام درج کیے جائیں۔
- دوسرے رجسٹر میں آمدنی و خرچ کا حساب رکھا جائے۔
- تیسرے رجسٹر میں خط و کتابت کی تفصیلات رکھی جائیں۔
- چوتھے رجسٹر میں تنظیم کی املاک اور سامان وغیرہ کا اندراج کیا جائے۔
- اور پانچویں رجسٹر میں دیگر دفتری امور کا ریکارڈ مرتب کیا جائے۔

(۳) ہر پرائمری لیگ کم از کم پانچ رضاکار مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم کے لئے فراہم کرے۔

(۴) سرحد کے مسلمانوں پر زور دیا جائے کہ وہ آئندہ مردم شماری میں اپنی قومی زبان اردو لکھوائیں ۔[۱۳]

مردم شماری ۱۹۴۱ء کے موقع پر خدمات

صوبائی مسلم لیگ کی ان مذکورہ بالا ہدایات کی روشنی میں مسلم لیگ کو منظم کرنے اور مردم شماری کی تیاری کے لئے سٹی مسلم لیگ کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور پر منعقد ہوا جس میں حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب کی قیادت میں پشاور شہر میں مردم شماری کے امور کی نگرانی کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی چنانچہ حکومت کی طرف سے جب اس کام کا آغاز ہوا تو آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کام پر متعین عملہ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان کی ہر ممکن مدد کی اور ان کے فرائض کی بجا آوری میں حائل رکاوٹیں دور فرمائیں تاکہ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اپنے امور انجام دے سکیں نیز مسلمانان پشاور کو لسانی خانہ میں اپنی قومی زبان اردو لکھوانے کی ترغیب دلائی ۔[۱۳]

اس موقع پر آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی ان تھک جدوجہد کو عوامی سطح پر مسلم لیگ کی طرف سے زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور مردم شماری کے عملے نے بھی آپ کے تعاون کا بھرپور شکریہ ادا کیا اور سپرنٹنڈنٹ مردم شماری

صوبہ سرحد کی طرف سے آپ کی شاندار خدمات کے اعتراف کے طور پر ایک تعریفی سند آپ کو دی گئی جس کا عکس ضمیمہ نمبر ۴ میں شامل کیا گیا ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد کی سرحد آمد

مندرجہ بالا ہدایات کے مطابق صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی سائنٹفک انداز سے تنظیم سازی کا کام سرانجام دینے کے لئے سرحد مسلم لیگ کی درخواست پر آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک وفد جو نواب بہادر یار جنگ، قاضی محمد عیسیٰ، مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی اور مولانا کرم الٰہی ملیح آبادی پر مشتمل تھا فروری ۱۹۴۱ء میں پشاور پہنچا۔[۱۴]

حضرت حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی نے بھی اس وفد کے ساتھ سرحد کا دورہ کیا، جگہ جگہ، پارکوں، میدانوں اور مساجد میں عوامی اجتماعات سے خطاب کا اہتمام فرمایا۔ اسی قسم کا ایک بہت بڑا اجلاس آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ یکہ توت پشاور میں حضرت حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہُوا۔ نیز شرکائے وفد نے جگہ جگہ مسلم لیگی کارکنوں سے الگ الگ میٹنگیں بھی کیں اور مذکورہ بالا ہدایات کی روشنی میں تنظیم سازی کے متعلق انھیں مفید مشوروں سے نوازا۔[۱۵]

چنانچہ آل انڈیا وفد کے اکابرین کی رہنمائی اور اُن کے مشوروں کی روشنی میں مسلم لیگ کی ممبر سازی کا کام زور و شور سے شروع ہُوا، محلہ محلہ، گلی گلی اور گھر گھر رابطہ کر کے لوگوں کو مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں شامل ہونے کی ترغیب دی گئی جس کے بہت خوشگوار نتائج سامنے آئے اور لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کرنے لگے اور

ہر علاقے میں پرائمری لیگ کی شاخیں کھلنے لگیں اور جوق در جوق لوگ قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں شمولیت کرتے چلے گئے۔

قراردادِ پاکستان کی سالگرہ

اس عرصے میں جب بھی ۲۳ مارچ آتا تو قراردادِ پاکستان کی سالگرہ پورے جوش و خروش سے منائی جاتی۔ اسی طرح ایک سالگرہ جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو منائی گئی اور اس جلسے کی صدارت مفتیٔ سرحد حضرت علامہ سید حبیب شاہ صاحب نے کی نیز آغا سید محمد زمان شاہ میونسپل کمشنر، میاں کریم بخش ممبر کینٹ بورڈ، میاں ضیاء الدین بار ایٹ لاء، سردار اورنگ زیب خان ایڈوکیٹ، ملک شاد محمد، سید مقبول شاہ اور عبدالرحمن وغیرہ مسلم لیگی رہنما نمایاں تھے اس موقع پر دو قراردادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں۔

پہلی قرارداد میں "پاکستان سکیم" پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر قائداعظم کی مرضی کے بغیر کوئی قانون نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم اُسے رد کریں گے۔

دوسری قرارداد میں خاکسار جماعت پر سے پابندی ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا[۱۱]

پشاور سٹی مسلم لیگ کے لیے آٹھ نائب صدور کا انتخاب

سٹی مسلم لیگ کی رابطہ عوام مہم نہایت کامیاب رہی اور ہر محلے میں پرائمری لیگ کی شاخیں قائم ہو گئیں تو ان کی مناسب نگرانی کا مسئلہ پیدا ہوا چنانچہ مسلم لیگ کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں یہ فیصلہ

کیا گیا کہ نائب صدور کی تعداد تین سے بڑھا کر آٹھ کر دی جائے اور ان کو پشاور شہر کے مختلف علاقے تفویض کر دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں کی پرائمری مسلم لیگ اور نیشنل گارڈ کی تنظیموں کی بروقت رہنمائی کر سکیں چنانچہ درج ذیل آٹھ حضرات کا نائب صدر کے عہدے پر انتخاب عمل میں آیا۔

(۱) آغا سید محمد زمان شاہ۔
(۲) حاجی عبدالشکور
(۳) میاں غلام حسین توپ خانہ
(۴) آغا سید سکندر شاہ
(۵) آغا سید حبیب شاہ
(۶) میاں غلام حسین پشاور ہاؤس
(۷) نصر اللہ خان اورکزئی
(۸) سید عبداللہ شاہؒ

سرحد میں پہلی مسلم لیگ وزارت کا قیام

کانگرس نے جب ۱۴ر جولائی ۱۹۴۲ء کو "ہندوستان چھوڑ دو مہم" شروع کرتے ہوئے سول نافرمانی کا آغاز کیا تو اس کے کئی ممبران اسمبلی بھی گرفتار ہو گئے تو سردار اورنگزیب خان جو سرحد اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر اور مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے سربراہ تھے اس موقع پر مسلم لیگ وزارت کے قیام کے لئے سرگرم عمل ہو گئے اور چند ممبران کو ساتھ ملا کر وہ ۲۴ر مئی ۱۹۴۳ء کو اپنی وزارت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ وزارت سردار اورنگزیب خان (وزیر اعلیٰ) سردار عبدالرب نشتر (خزانہ) محمد ثمین جان

خان (تعلیم)، عبدالرحمٰن خان (اطلاعات) اور سردار اجیت سنگھ پر مشتمل تھی[۱۸]

سرحد اسمبلی کے ضمنی انتخابات

اگست ۱۹۴۳ء میں سرحد اسمبلی کے ضمنی انتخابات ہوئے جس میں مسلم لیگ کے چاروں اُمیدوار ارباب شیر علی خان، میاں غلام حسین پشاور ہاؤس، نواب نصر اللہ خان اور محمد ایوب خان بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔[۱۹]

مسلم لیگ کی یہ عظیم الشان کامیابی اس کے رہنماؤں کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ تھی جس کی بدولت تمام صوبہ سرحد خصوصاً پشاور میں مسلم لیگ نے کانگرس پر غلبہ حاصل کر لیا اور پشاور شہر کے ہر محلے میں مسلم لیگ کی تنظیمیں قائم ہوگئیں اور کثیر تعداد میں لوگ مسلم لیگ کی رکنیت حاصل کرنے لگے جیسے جیسے مسلم لیگ کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہونے لگا تو اس کے انتظامی امور اور مناسب دیکھ بھال کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہونے لگا چنانچہ بدلتی ہوئی صورت حال کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سٹی مسلم لیگ پشاور نے بر وقت اہم اقدامات کئے۔

پشاور میں کونسلرز کا تقرر

ایک اہم اور ضروری فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ پشاور شہر اور چھاؤنی کے علاقے میں تقریباً ساٹھ کونسلرز کا تقرر کیا گیا تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں دوسری پرائمری لیگ کی تنظیموں کی رہنمائی کریں اور زیادہ سے

زیادہ لوگوں کو مسلم لیگ کی ممبر شپ اختیار کرنے پر آمادہ کریں۔
علاقہ یکہ توت میں مسلم لیگ کی دیکھ بھال، رہنمائی اور مشاورت کے جملہ امور حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیئے گئے جن کی ادائیگی میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی کسر نہ چھوڑی اور اس مقصد کے لیے آپ نے ۱۹۴۳ء میں میونسپل کمشنر کے انتخابات میں بھی حصہ نہیں لیا تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت مسلم لیگ کے لئے وقف کر سکیں۔ ان کونسلرز صاحبان کی فہرست ضمیمہ نمبر ۵ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

سرحد مسلم لیگ میں انتشار

سرحد میں مسلم لیگ کی وزارت، ضمنی الیکشن میں کامیابی اور عوامی سطح پر بھرپور تائید و حمایت کی بے پناہ خوشی مسلمانانِ سرحد کو راس نہ آئی اور وہ ایک نئی آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ جس کا بنیادی سبب سیاسی حسد و رقابت تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی جس کی بدولت سرحد مسلم لیگ کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور مسلم لیگ دو واضح دھڑوں میں تقسیم ہو گئی، سردار اورنگزیب خان وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کو مسلم لیگ کے ایک گروپ کی حمایت حاصل تھی تو خان بہادر سعد اللہ خان ایم ایل اے سرحد دوسرے گروپ کی قیادت کر رہے تھے۔[۲]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب کی طرف سے اتحاد و یکجہتی کی کوشش

مسلم لیگ کی اس اندرونی کشمکش سے پارٹی کے مخلص دور اندیش

اور اعتدال پسند رہنما بہت پریشان تھے اور وہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس انتشار و پراگندگی کو ختم کر کے دوبارہ اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے لئے اپنی اپنی مساعی جمیلہ بروئے کار لا رہے تھے، ایسی ہی ایک ہمدردانہ اور قابل تعریف کوشش حضرت سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی نے بھی فرمائی اور دونوں دھڑوں کے سر برآوردہ افراد کو آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں مل بیٹھ کر اپنے اختلافات دور کرنے کی دعوت دی لیکن خان بہادر سعد اللہ خان اور اُن کے باا ثر ساتھی تشریف نہ لائے البتہ سردار اورنگزیب خان کے ساتھیوں کے علاوہ مسلم لیگ کے غیر جانبدار اور اعتدال پسند طبقے نے بھرپور شرکت کی۔

اس موقع پر سردار عبدالرب نشتر ایڈوکیٹ (وزیر خزانہ) میاں غلام حسین ممبر صوبائی اسمبلی، مُلا جان محمد، ملک شاد محمد اور صُوفی حلوائی کے علاوہ تقریباً سو مسلم لیگی رہنما موجود تھے جنہوں نے دونوں گروپوں کے اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔[۲۱]

سرحد میں مسلم لیگی وزارت کا خاتمہ

الغرض اعتدال پسند طبقہ کی کوششوں کے باوجود مسلم لیگ کے دونوں دھڑوں میں اتحاد قائم نہ ہوسکا اور نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ خان بہادر سعد اللہ خان اپنے سیاسی حریف سردار اورنگ زیب خان کو نیچا دکھانے کے لئے کانگرس کے ڈاکٹر خان صاحب سے مل گئے[۲۲] اور کانگرس نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۵ء کو مسلم لیگ وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کردی جو ۱۸ کے مقابلے میں ۲۴ ووٹوں

سے کامیاب ہوئی اس طرح اپنوں اور غیروں کی ملی بھگت سے صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی وزارت ختم ہو گئی۔

مسلم لیگ سرحد کی اس سیاسی چپقلش پر روشنی ڈالتے ہوئے سید مجاور حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"Saadullah Khan never accepted Aurangzeb khan as a chief minister and on the contrary endeavoured to undermine his position in the assembly and in the Party"(23)

ترجمہ

سعد اللہ خان نے کبھی اورنگ زیب خان کو وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا اور وہ اپنی مخالفانہ روش کے ذریعے اسمبلی کے اندر اور باہر پارٹی میں اس کی پوزیشن مشکوک بنانے کی کوشش کرتا رہا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کمیٹی کا دورہ سرحد

وزارت کے خاتمے کے بعد بھی مسلم لیگ کا انتشار دور نہ ہو سکا اور اختلافات سنگین ہو گئے تو آل انڈیا مسلم لیگ کی ہائی کمان نے مداخلت کرتے ہوئے ایک ایکشن کمیٹی تشکیل دی جو قائد ملت لیاقت علی خان، نواب آف ممدوٹ، قاضی محمد عیسیٰ، صادق علی خان، ذاکر علی اور جی ایم سید پر مشتمل تھی اس کمیٹی کے چند رہنماؤں نے جون ۱۹۴۴ء میں صوبہ سرحد کا تفصیلی دورہ کیا اور دونوں گروپوں کے ذمہ دار افراد کے علاوہ غیر جانب دار حضرات سے بھی حقائق معلوم کیئے اور واپس جا کر

ہائی کمان کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ ہائی کمان نے اس رپورٹ کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا کہ سرحد مسلم لیگ کی تمام شاخوں کی از سرِ نو تنظیم کی جائے اور اس مقصد کے لئے قاضی محمد عیسےٰ صاحب کو سرحد مسلم لیگ کا آرگنائزر مقرر کیا تاکہ وہ اپنی نگرانی میں ممبر شپ اور تنظیم سازی کا تمام کام انجام دیں نیز مسلم لیگ کی تمام شاخوں سے یہ اپیل بھی کی گئی کہ وہ قاضی صاحب سے تعاون کریں اور جب تک نئی شاخیں قائم نہ ہو جائیں وہ رضاکارانہ طور پر اپنا معمول کا کام جاری رکھیں[۲۴]

قاضی محمد عیسےٰ صاحب بحیثیت آرگنائزر سرحد مسلم لیگ

ہائی کمان کے فیصلے کے مطابق قاضی صاحب پشاور پہنچے اور کافی غور و خوض کے بعد تمام صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تنظیمِ نو کے لئے ایک خاکہ تیار کیا جس میں ضلع، تحصیل، ٹاؤن (دستی) اور پرائمری مسلم لیگ کی جملہ تنظیموں کا ذکر کیا اور اس نقشے کو ایک بڑے اشتہار کی صورت میں شائع کر کے تمام صوبہ سرحد میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ اس مجوزہ پروگرام سے تمام مسلم لیگی رہنما اور کارکن باخبر ہو جائیں۔

اس پروگرام کے مطابق ہر تحصیل میں چھ تا سات پرائمری مسلم لیگ کی شاخوں کا ذکر کیا گیا بعض بڑی تحصیلوں میں ان کی تعداد دس سے بارہ تک رکھی گئی دیہاتی علاقوں

میں ہر پولنگ سٹیشن پر ایک پرائمری لیگ قائم کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا اور اس کے آس پاس کے دیہات بھی اس پرائمری لیگ کے ساتھ شامل کیئے گئے اور ہر پرائمری لیگ میں ممبران کی کم از کم تعداد ایک سو رکھی گئی، یہ بھی بتایا گیا کہ ایک تحصیل میں تمام پرائمری لیگ کی تنظیموں کا انتخاب قاضی صاحب کی نگرانی میں ہوگا اور پھر تحصیل لیگ اور اس کے بعد ضلع لیگ کا انتخاب بھی انہی کی نگرانی میں عمل میں آئے گا۔

ٹاؤن لیگ سے مراد سٹی لیگ ہے اور شہر کے ہر میونسپل وارڈ میں ایک پرائمری لیگ کے قیام کی گنجائش رکھی گئی نیز یہ بھی واضح کیا گیا کہ تمام پرائمری لیگوں کی ممبر شپ اور انتخابات کی نگرانی قاضی صاحب خود کریں گے اور اس کے بعد ٹاؤن لیگ کے الیکشن بھی قاضی صاحب کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے[۲۵]

قاضی محمد عیسیٰ صاحب نے مذکورہ بالا پروگرام کے مطابق، اکتوبر ۱۹۴۴ء میں اپنا کام شروع کیا، سابقہ تمام ممبر شپ منسوخ کر دی اور تمام صوبہ سرحد کا دورہ کر کے دوبارہ ممبر شپ فارم پُر کروائے اور ہر جگہ پرائمری لیگ کی شاخیں قائم کر دیں[۲۶]

اس موقع پر پشاور میں مسلم لیگ کی رکنیت سازی اور پرائمری لیگ کے قیام کے سلسلے میں قاضی صاحب کے ساتھ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اور آپ کے صاحبزادوں نے بھرپور تعاون کیا اور ان کی کوششوں سے پشاور میں دس ہزار افراد نے مسلم لیگ کی ممبر شپ حاصل کی اس تعداد کا ذکر خفیہ پولیس نے اپنی پانچ فروری ۱۹۴۵ء کی رپورٹ میں بھی کیا ہے وہ لکھتے ہیں

A source reported that about 10,000 Muslims in Peshawar city had filled up the "two annas' Primary Muslim Leage membership form (27)

قائداعظم کا دوسرا دورۂ سرحد

قائداعظم نے دوسری مرتبہ نومبر ۱۹۴۵ء میں صوبہ سرحد کا دورہ کیا وہ ۱۹ر نومبر ۱۹۴۵ء کو شام چار بجے پشاور ایئرپورٹ پر اُترے توصوبہ بھر کے مسلم لیگی رہنما، کارکن، مسلم نیشنل گارڈ اور قائداعظم نیشنل گارڈ کے رضاکار سبز یونیفارم پہنے اُن کے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے جونہی قائداعظم جہاز سے باہر تشریف لائے تو ایئرپورٹ کی فضا پاکستان زندہ باد اور قائداعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھی، قائداعظم کو جلوس کی شکل میں پشاور شہر لایا گیا اور اس بار آپ کی رہائش کا انتظام نشتر آباد جی ٹی روڈ پشاور پر واقع خان بہادر محمد حسن خان کے مکان پر کیا گیا[۲۸]

قائداعظم کا شاہانہ جلوس

۲۰ر نومبر ۱۹۴۵ء کو اہالیانِ پشاور نے قائداعظم کا ایک تاریخی جلوس نکالا، جلوس کی تمام گزرگاہ کو نہایت شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پشاور شہر میں مسلمانانِ سرحد کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے اس موقع پر آغا چمن شاہ حیدری قلندری بلند آواز میں اپنے یہ ولولہ انگیز اشعار پڑھ رہے تھے۔

ے مسلمانوں جہاں میں عزّت و حُرمت اگر چاہو
تو تم ہو جاؤ سب یک جان پاکستان کی خاطر
لگاکر نعرۂ تکبیر لے کر ہاتھ میں خنجر
نکل آؤ سر میدان پاکستان کی خاطر

جلوس کے شرکاء بھی جھوم جھوم کر انؐ کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے اور وقفے وقفے سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یارسول اللہ، نعرۂ حیدری یا علی، نعرۂ غوثیہ یاغوث اعظم، پاکستان زندہ باد اور قائداعظم زندہ باد کے نعرے بھی لگائے جارہے تھے۔ اس دن اہالیان پشاور کا جوش وخروش قابل دید تھا ہر شخص پر خوشی وانبساط کی ایک وجدانی کیفیت طاری تھی [۲۹]

اس عظیم الشان جلوس پر تبصرہ کرتے ہوئے فارغ بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"یہاں (پشاور) تاریخی اعتبار سے تین جلوس ایسے خیال کیے جاتے ہیں جن کا جواب نہیں ملتا، پہلا ۱۹۲۷ء میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم کا جلوس، دوسرا جلوس ۱۹۳۱ء میں باچاخان کا جلوس اور تیسرا ۱۹۴۵ء میں قائداعظم کا جلوس" [۳۰]

اس موقع پر شاہی باغ پشاور میں مسلم لیگ کا ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں ایک لاکھ افراد قائداعظم کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔ قائداعظم نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"میں ۱۹۳۶ء کے سرحدی مسلمانوں اور آج کے سرحدی

مسلمانوں میں ایک نمایاں فرق دیکھ رہا ہوں، مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہے کہ یہاں کے مسلمان اپنے حقوق کی خاطر پوری طرح بیدار ہو چکے ہیں پچھلی مرتبہ ۱۹۳۶ء میں مجھے یہاں آنے اور دس (سات) روز تک قیام کا موقع ملا تو صوبہ سرحد کے مسلمان ہندو کانگرس کے دام میں پھنسے ہوئے تھے لیکن آج ہر مسلمان مرد، عورت، بچّہ، بوڑھا بلکہ ہندو بھی یہ بات اچھی طرح جان چکا ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔" [۳۱]

گویا قائداعظم محمّد علی جناح نے سرحد مسلم لیگ کے اکابرین کی اَنتھک جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا اور اس نمایاں تبدیلی پر خوشی کا اظہار کیا کیونکہ ۱۹۳۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح بہت مایوس کن حالات سے گزرے تھے لیکن اب نو سال کے بعد حالات بالکل بدل چکے تھے اور مسلمانانِ سرحد مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے تھے۔

اس دورے کے دوران قائداعظم محمد علی جناح مانکی شریف بھی گئے اور وہاں پر علماء و مشائخ کے ایک اجتماع سے خطاب کیا نیز مردان بھی تشریف لے گئے۔ ایڈورڈز کالج اور اسلامیہ کالج کے طلباء سے بھی خطاب کیا اور ایک دن آپ نے خیبر ایجنسی میں گزارا۔[۳۲]

افغان جرگہ کا مسلم لیگ سے الحاق

سرحد کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی ایک جماعت "افغان جرگہ" کے نام سے حاجی محمد امین صاحب خلیفہ مجاز حضرت حاجی صاحب ترنگزئی کی سرپرستی میں کام کر رہی تھی جس کے صدر تہکال کے ارباب عبدالغفور خان اور جنرل سیکرٹری حاجی ملک محمد زرین صاحب قادری ساکن بانڈہ ملا حان تھے جو حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی معتقد تھے۔ آپ نے حاجی صاحب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ "افغان جرگہ" کا الحاق مسلم لیگ جیسی ملک گیر جماعت سے کرنا چاہیئے جو برصغیر پاک و ہند میں ملت اسلامیہ کے الگ تشخص اور مفادات کے لئے سرگرم عمل ہے۔ انہوں نے جماعت کے سرپرست اور صدر کو اس کے لئے تیار کیا اور ۱۹۴۵ء میں قائداعظم کے دوسرے دورہ سرحد کے موقع پر بند کمرے میں ایک اجلاس ہوا جس میں مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح، حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اور سردار عبدالرب نشتر نے حصہ لیا جبکہ "افغان جرگہ" کی نمائندگی حاجی محمد امین صاحب، ارباب عبدالغفور خان صاحب اور حاجی ملک محمد زرین صاحب نے کی۔ طویل مذاکرات کے بعد "افغان جرگہ" کو مسلم لیگ میں مدغم کرنے کا فیصلہ ہوا اور اس کے تمام عہدیدار و ممبران باقاعدہ طور پر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔[۱۳۲]

سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک

الیکشن ۱۹۴۶ء کے بعد ہندوستان کی عبوری حکومت میں جب پنڈت نہرو وزیراعظم اور سردار پٹیل وزیر داخلہ بن گئے تو ہندوؤں کے دماغ میں یہ سودا سما گیا کہ پورے ہندوستان پر اُن کی حکومت ہوگئی ہے اور اس عرصے میں انہوں نے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی ایک منظم تحریک شروع کی، کلکتہ، نواکھلی، بہار، گڑھ مکیشر اور مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جانے لگی، ہندوؤں کے اِن مظالم کی خبریں جب سرحد پہنچیں تو یہاں کے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو گئے[۳۳]

اسی دوران اتفاق سے ایسا سانحہ ہوا جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور مسلمانانِ سرحد کے جذبات ایک دم بھڑک اُٹھے۔ ہوا یہ کہ ہزارہ کے علاقہ گلیات کی ایک غیر مسلم خاتون نے اسلام قبول کرکے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا، ہندو سکھوں نے انتقامی کاروائی کرتے ہوئے مذکورہ مسلمان پر مقدمہ دائر کر دیا۔ اس اثنا میں ہندوؤں کے ایک وفد نے صوبہ سرحد کے کانگرسی وزیراعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب پر زور دیا کہ نومسلمہ اُن کے سپرد کر دی جائے، ڈاکٹر خان صاحب نے ان کی بات مان کر وہ عورت ہندوؤں کے حوالے کر دی۔ یہ خبر عام ہوئی تو مسلمان عوام میں بڑا اشتعال پھیل گیا، صوبہ سرحد کی مسلم لیگ نے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے تین ارکان پر مشتمل ایک وفد ڈاکٹر خان صاحب کے پاس بھیجا اور انہیں مسلمانوں کے ردِ عمل سے آگاہ کیا تاہم ڈاکٹر خان صاحب

اُس عورت کو اُس کے مسلمان شوہر کے حوالے کرنے پر کسی طرح تیار نہ ہوئے[۳۴]

اس صورت حال کے پیش سرحد مسلم لیگ نے حکومت کے خلاف سول نافرمانی کا فیصلہ کیا اور اس کا باقاعدہ آغاز ۱۸ فروری ۱۹۴۷ء کو مردان سے ہوا جبکہ ۲۱ فروری کو چوک یادگار پشاور میں مسلم لیگ کا ایک احتجاجی جلسہ ہوا جس کی صدارت پشاور سٹی مسلم لیگ کے صدر خان فدا محمد خان نے کی اس جلسے میں پرجوش تقریریں ہوئیں اور پھر جلوس کی صورت میں ہجوم ڈاکٹر خان صاحب کے بنگلے کی طرف بڑھنے لگا، پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کا بے تحاشا استعمال کیا اور پھر موقع پر ہی مسلم لیگ کے سرکردہ رہنماؤں، ارباب عبدالغفور خان، بخت جمال خان، فدا محمد خان، سید مظہر گیلانی، حافظ عبدالحق، غلام غوث صحرائی اور پہلوان طلا محمد سر عسکر مسلم نیشنل گارڈ پشاور کو گرفتار کر لیا گیا[۳۵]

سول نافرمانی کی اس تحریک کو مزید جلا میجر خورشید انور نائب سالار اعلیٰ نیشنل گارڈ آل انڈیا مسلم لیگ نے بخشی، انہوں نے طلباء اور نیشنل گارڈ کے رضاکاروں کی مدد سے ایک خفیہ ریڈیو سٹیشن قائم کیا اور ایک خفیہ سائیکلو سٹائل اخبار "صدائے پاکستان" بھی نکالا[۳۶]

خفیہ ریڈیو اسٹیشن

میجر خورشید انور صاحب کے قائم کردہ اِس خفیہ ریڈیو اسٹیشن نے تحریک سول نافرمانی میں اہم کردار ادا کیا، لیکن اس کی تفصیلات

عموماً کتابوں میں نہیں ملتیں، راقم الحروف نے اس خفیہ ریڈیو اسٹیشن کو چلانے والے حضرات سے مل کر انٹرویو کی صورت میں جو گراں قدر معلومات حاصل کیں نیز اس کے متعلق جو مستند تحریری مواد دستیاب ہوا اس کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس خفیہ ریڈیو اسٹیشن کا نام "آزاد پاکستان ریڈیو اسٹیشن" تھا جو ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر پر مشتمل تھا[۳۷] یہ ٹرانسمیٹر میجر خورشید انور صاحب کی ہدایت پر مسلم نیشنل گارڈ کے ایک رضاکار اور میجر خورشید انور کے دست راست عبدالستار صاحب آف سوات حال مقیم مردان[۳۸] اور دہلی کے ایک انجینئر جناب عبدالستار صاحب دہلی سے پشاور لائے اور اس پر نشریات کا آغاز کیا اس کی نشریات پشاور میونسپل کمیٹی کی حدود سے باہر بھی تین میل کے فاصلے تک سنائی دیتی تھیں[۳۹]

اس خفیہ ریڈیو سٹیشن کی نشرگاہ ہر روز تبدیل کرنی پڑتی تھی تاکہ حکومت اس کا کھوج نہ لگا سکے، اس ٹرانسمیٹر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے چھوٹا اٹیچی کیس، پھولوں یا پھلوں سے بھری ہوئی ٹوکری یا تندوری روٹیوں سے بھری ہوئی چنگیر استعمال کی جاتی تھی[۴۰]

تحریک سول نافرمانی کے دوران آزاد ریڈیو پاکستان کا مرکز آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب تھا[۴۱] البتہ ایمرجنسی میں اسے جناب یعقوب صاحب کیانی (محلہ ملک پورہ یکہ توت[۴۲])، جناب عبدالرؤف صاحب (محلہ فضل حق صاحبزادہ[۴۳]) اور الماس اکبر صاحب

ممبر ورکنگ کمیٹی خواتین مسلم لیگ پشاور (محلہ منڈی بیری)[۴۴] کے مکانات وغیرہ پر بھی لے جایا جاتا رہا اور عموماً ان گھروں کی آخری منزل پر اسے رکھا جاتا[۴۵]

آزاد ریڈیو پاکستان پر نشریات کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا اور تلاوت کلام پاک کا شرف حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے صاحبزادے حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی نے حاصل کیا، آپ نے سورۂ فتح کی چند آیاتِ کریمہ تلاوت فرمائیں اور اس کے بعد جب بھی نشریات کا آغاز ہوتا تو سورۂ فتح کی یہ آیت مبارکہ "نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط" ضرور پڑھی جاتی[۴۶]

بعد ازاں یہ دو جملے بولے جاتے

"ہم آزاد پاکستان ریڈیو قبائلی علاقہ سے بول رہے ہیں۔
آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے"[۴۷]

اکثر یہ اشعار بھی پڑھے جاتے

؎ عزم آزادی سلامت زندگی پائندہ باد
سبز پرچم اور اونچا ہو بغاوت زندہ باد

؎ خون کے سیلاب میں بہتی ہے آزادی کی ناؤ
ملتی ہے یہ نعمت حق آدمی کو سر کے بھاؤ[۴۸]

اِس آزاد ریڈیو سٹیشن پر مسلم لیگی اراکین اور مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکاروں کو جلسے، جلوس اور دیگر پروگراموں کے متعلق ہدایات دی جاتی تھیں، دِن بھر کی اہم خبریں اور کانگرسی وزارت کے ظلم و تشدد کے واقعات بیان کئے جاتے نیز غزواتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم اور تاریخ اسلام کے اہم معرکوں کا ذکر بڑے ولولہ انگیز انداز میں کیا جاتا تھا تاکہ مسلمانوں میں جوش و خروش پیدا ہو[۴۹]

آزاد ریڈیو پاکستان کی نشریات کا آغاز ہوتے ہی آل انڈیا ریڈیو سے بڑے پرشور آواز میں گیت نشر ہونے لگتے جس کی وجہ سے کبھی کبھی اس کی آواز دب کر رہ جاتی لیکن موقع ملتے ہی یہ دوبارہ اپنا کام شروع کر دیتا اور فنی خرابی کی معذرت چاہتے ہوئے اپنا پیغام سامعین تک ضرور پہنچایا جاتا تھا[۵۰]

ڈاکٹر خان وزارت اور ہندو اس آزاد ریڈیو پاکستان سے بہت پریشان تھے اور پولیس ہمیشہ اس کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی، اس کا کھوج لگانے کے لئے پولیس کی معاونت کے لئے ہوائی جہاز بھی استعمال میں لائے گئے، ہوائی جہاز اس کے مقام کا تعین کرنے کے لئے فضا میں بلند پرواز کرتے ہوئے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف آتے اور جونہی اس کی لہریں جہاز میں نصب ایک مخصوص آلے سے ٹکراتیں تو جہاز کے اندر اور باہر لگی ہوئی خبر رساں بتیاں سرخ ہو جاتی تھیں اگر اس حالت میں ریڈیو کی نشریات جاری رہتیں تو اس کی لہریں آلے سے مسلسل ٹکراتیں اور جہاز میں بیٹھے ہوئے ماہرین نشریات کے صحیح مقام کا پتہ لگا کر وائرلیس کے ذریعے مقامی پولیس کو مطلع کر دیتے جو فوراً موقع واردات پر پہنچ جاتی اور اس علاقے کا گھیراؤ کر لیتی[۵۱]

لیکن اس خفیہ ریڈیو سٹیشن کو آپریٹ کرنے والے رضا کار بھی حکومت کے اس حربے سے پوری طرح باخبر تھے اور اس سے بچنے کے لئے سدباب کرتے رہتے تھے۔ اس سلسلے میں جب بھی آزاد

پاکستان ریڈیو سٹیشن کی نشریات شروع کی جاتیں تو فضا میں ہوائی جہازوں پر کڑی نظر رکھی جاتی اگر کہیں کوئی طیارہ اڑتا ہُوا دکھائی دیتا تو فوراً نشریات بند کردی جاتیں [۵۲] اور اس ٹرانسمیٹر کو فوراً کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا جاتا۔ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام مسلم نیشنل گارڈ پشاور کے ایک مُستعد اور پھرتیلے نوجوان رضاکار جناب عبدالرشید صاحب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انجام دیا کرتے تھے [۵۳]

آزاد ریڈیو پاکستان کی نشریات اردو، انگریزی اور پشتو زبان میں ہُوا کرتی تھیں، اردو اور انگریزی میں عموماً شیر بہادر خان آف بدرشی اور پشتو کے پروگرام عبدالستار صاحب آف مردان نشر کیا کرتے تھے [۵۴] نیز کچھ دن تک شمیم افزاء شمیم جالندھری جنرل سیکرٹری خواتین مسلم لیگ جالندھر بھی پشاور میں اس آزاد ریڈیو پاکستان کو چلاتی رہیں [۵۵]

اس خفیہ ریڈیو سٹیشن کے متعلق تمام تحریری ریکارڈ جناب عبدالستار صاحب آف سوات حال مقیم مردان کے پاس تھا جو بقول اُن کے انہوں نے قیام پاکستان کے بعد جناب خان میر صاحب ہلالی کے صاحبزادے جناب عبدالرؤف صاحب قریشی کو دے دیا جو اس زمانے میں ڈان اخبار کے نمائندے تھے [۵۶]

خفیہ اخبار صدائے پاکستان

سول نافرمانی کی اس تحریک کے دوران خفیہ ریڈیو سٹیشن کے ساتھ ساتھ ایک خفیہ اخبار "صدائے پاکستان" بھی جاری کیا

گیا، یہ ایک چھوٹا سا اخبار ہوتا تھا جس کی کاپیاں ہاتھ سے چلنے والی سائیکلوسٹائل مشین پر نکالی جاتی تھیں۔ اخبار کے اوپر جلی حروف میں "صدائے پاکستان" کی سُرخی ہوتی اس کے نیچے مدیر اعلیٰ قہرمان اور مدیر معاون: بت شکن ۵۹ لکھا ہوتا نیز فون نمبر ۱۱۱، اور جائے اشاعت: آزاد قبائلی علاقہ درج ہوتا تھا ۵۹ یہ سب نام فرضی ہُوا کرتے تھے —— صدائے پاکستان کے اس خانہ زاد چھاپہ خانے کا کام نصف شب سے شروع ہو کر صبح کاذب تک جاری رہتا علی الصبح رضاکاروں کی ایک ٹولی آتی اور اس اخبار کو قرب و جوار میں پہنچا دیتی ۵۹ اس خفیہ اخبار کی اشاعت کے لئے سائیکلوسٹائل مشین آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کے تہہ خانے میں رکھی گئی تھی، عموماً رات کو بارہ بجے کے قریب کام شروع ہوتا اور فجر تک جاری رہتا، حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خفیہ اخبار اور خفیہ ریڈیو سٹیشن پر کام کرنے والے رضاکاروں کو آستانہ عالیہ پر ہر ممکن سہولتیں فراہم کر رکھی تھیں ۶۰

خفیہ ریڈیو سٹیشن اور خفیہ اخبار کی خبریں تقریباً یکساں ہوتی تھیں ۶۱ صدائے پاکستان اخبار کی چند اشاعتوں کا ذکر خفیہ پولیس کی رپورٹوں میں موجود ہے جو قارئین خصوصاً محققین کی دلچسپی کے لئے پیش کی جا رہی ہیں

" The subject matter of the Sada-i-Pakistan are the daily news of the Muslim League activities through out the province and the repressive policy adopted by Government to suppress the present compaign of Muslim League" (62)

"Cyclostyled daily News Bulletins under the heading "Sada-i-Pakistan" are being issued in urdu and Pushto edited by Butshikan which contain daily reports of the Muslim League activities in connection with the Pickoting of courts processions and other matters of interest" (63)

The chief items in the Sada-i-Pakistan issue of 01-5-47 the interview of the representatives of the North and South Waziristan with H.E the Viceroy, the expression of gratitude to the citizens of Peshawar for their hospitality towards the followers of Muslim League in Peshawar." (64)

In the issue of the Sada-i-Pakistan dated [illegible]-5-47 the Frontier Government has been bitterly criticised for arresting the members of the Medical Mission from the Punjab on 30-4-47 in Peshawar city" (65)

The Chief Points in the Sada-i-Pakistan issue dated 11.5.47 are the observance of the martyrs day in Peshawar on 10.5.47 in which thousand of Musalmans from all the districts in

the Frontier Province Participated the occupation of "A" division police station by women processionists on the same day, the condemnation of the arrest of Muhammad Aslam Leader of the Medical Mission from the Punjab, on 9.5.47 and naming the Conningham Park henceforth as " Shahid Bagh" (66)

ترجمہ

صدائے پاکستان ایک روزنامہ اخبار ہے جس میں سرحد مسلم لیگ کی صوبے بھر میں جاری سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں، مسلم لیگ کی اس مہم کو دبانے کے لئے حکومت سرحد نے سخت انتقامی کاروائیوں پر مبنی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔

روزنامہ صدائے پاکستان کی سائیکلوسٹائل شدہ کاپیاں اردو اور پشتو میں شائع ہو رہی ہیں۔ اس اخبار کا ایڈیٹر بت شکن نامی شخص ہے اور اس میں مسلم لیگ کے روزانہ کے معمولات، عدالتوں پر پکٹنگ، جلسوں، جلوسوں اور دیگر اہم امور کا ذکر ہوتا ہے۔

صدائے پاکستان یکم مئی ۱۹۴۷ء کے شمارے میں سب سے اہم مضمون شمالی اور جنوبی وزیرستان کے نمائندوں کا وائسرائے کے ساتھ انٹرویو تھا۔ انہوں نے اپنے تاثرات میں اہالیان پشاور اور

مسلم لیگی اہلِ کاروں کو خراجِ تحسین پیش کیا

صدائے پاکستان کی دو مئی ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں ۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء کو پنجاب سے پشاور آنے والے طبی وفد کے افراد کی گرفتاری پر حکومت سرحد کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

گیارہ مئی ۱۹۴۷ء کے صدائے پاکستان میں درج ذیل موضوعات نمایاں تھے۔

"دس مئی ۱۹۴۷ء کو پشاور میں یوم شہداء منایا گیا جس میں سرحد کے تمام اضلاع سے ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شامل ہوئے"۔

"پشاور شہر میں اسی روز خواتین کے ایک جلوس کا پولیس سٹیشن اے ڈویژن پر قبضہ"

"پنجاب کے طبی وفد کے رہنما محمد اسلم کی پشاور میں ۹ مئی ۱۹۴۷ء کو گرفتاری پر حکومت کی شدید مذمت"

"کننگھم پارک پشاور کا نام بدل کر "شہید باغ" رکھنے کا مطالبہ

خواتین کا عظیم الشان جلوس

سول نافرمانی کی تحریک میں مسلم لیگ کا شعبۂ خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لے رہا تھا اور جلوس وغیرہ بھی نکالے جاتے تھے لیکن صوبہ سرحد میں پردے کی پابندی اس قدر شدید تھی کہ عام عورتوں کا گھر سے باہر قدم رکھنا محال تھا اور پھر سیاست میں

حصّہ لینا یہ تو بہت ہی تعجب خیز معاملہ تھا۔[۶۷]

اس موقع پر پنجاب پراونشل خواتین مسلم لیگ نے کچھ سرکردہ خواتین کو پشاور بھیج دیا تاکہ وہ پنجاب میں آزمائے ہوئے نسخے دوبارہ آزما سکیں۔[۶۸] چنانچہ لاہور سے محترمہ فاطمہ بیگم صدر پراونشل مسلم لیگ شعبۂ خواتین لاہور کے ہمراہ مس ناصرہ صدیقی، بیگم زبیدہ شاہ اور بیگم کریم داد پشاور آئیں اور سول نافرمانی کی تحریک میں خواتین کے جلوس نکالے لیکن پشاور کی عام خواتین اس میں شامل نہ ہوئیں بلکہ چند مخصوص عورتیں ہی ہوتی تھیں جو مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی ممبرز تھیں۔ فاطمہ بیگم صاحبہ نے اس کا حل نکالنے کے لئے پشاور شہر کا سروے شروع کیا اور اس سروے کے دوران وہ جب آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان پر حاضر ہوئیں اور یہاں پر دم درود اور بچّوں کی مختلف بیماریوں کے روحانی علاج کے لئے آنے والی سینکڑوں عورتوں کا جمگھٹا دیکھا تو وہ جان گئیں کہ اس کا مسئلہ بھی یہیں سے حل ہوگا۔[۶۹]

چنانچہ اس نے حافظ سید محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی سے مشورہ کیا اور آستانۂ عالیہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور سے عورتوں کا ایک عظیم الشان جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا۔ آغا جان رحمۃ اللہ علیہ نے آستانۂ عالیہ کی خصوصی خادمہ محترمہ آپا مرجان کو ارشاد فرمایا کہ اس سلسلے میں مسلم لیگ شعبۂ خواتین سے ہر ممکن تعاون کیا جائے اور شہر کے تمام عقیدت مندوں کے گھروں میں جاکر عورتوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس جلوس میں شامل ہوں۔[۷۰]

آپا مرجان صاحبہ نے محترمہ فاطمہ بیگم اور اُن کی دیگر ساتھیوں کے ہمراہ شہر کا دورہ کیا اور تمام عقیدت مندوں کو آغا جان رحمۃ اللہ

علیہ کا پیغام پہنچایا۔ اور پھر پشاور کی تاریخ میں عورتوں کا یہ مثالی اور عظیم الشان جلوس آستانۂ عالیہ آغا پیر جان یکہ توت پشاور سے ۳۰ مارچ ۱۹۴۷ء کو نکلا۔

اس روز پشاور شہر میں دو جلوس اور بھی نکلے تھے ان میں سے پہلا جلوس اسلامیہ ہائی سکول پشاور کے طلباء نے جبکہ دوسرا جلوس مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکاروں نے نکالا تھا اور تیسرا یہ عورتوں کا جلوس تھا۔

خفیہ پولیس کے ریکارڈ میں اس جلوس کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے

"Another procession of Female started from chowk Yakatoot from the house of Agha Syed Zaman Shah at 15.30 hours. They carried a League flag and a motto. They were accompanied by 20/30 men who had tied green badges on their arms. The procession after going through bazar chirve Koban went out of the Kutchery Gate. It passed by the Assembly hall and reached the gate leading to Central Jail. The D.C and the D.S.P with a Police party were present at the spot. They stopped them from proceeding further. Some small boys, accompanying the procession insisted on passing through this gate and some of them even pushed the gate and crossed over it. The procession was

then allowed to pass. It wanted to go inside the Jail but the gate was closed. After arguments with the D.C the processionists then went back to the city via the Railway overhead bridge and dispersed" (73)

ترجمہ

آغا سید محمد زمان شاہ صاحب کی رہائش گاہ چوک یکہ توت پشاور شہر سے خواتین کا ایک جلوس ساڑھے تین بجے بعد از ظہر روانہ ہوا۔ خواتین نے مسلم لیگ کے جھنڈے اور ماٹو اُٹھا رکھے تھے، جلوس کے آگے پیچھے حفاظت کے لئے تقریباً تیس مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکار بازوؤں پر سبز رنگ کی پٹیاں باندھے چلے جا رہے تھے۔ یہ جلوس بازار چڑ دیکو باں سے گزر کر کچہری گیٹ سے ہوتا ہُوا اسمبلی ہال کے سامنے آیا اور یہاں سے سنٹرل جیل پشاور کے مین گیٹ پر پہنچا۔ پشاور کے ڈپٹی کمشنر اور ڈی ایس پی پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ وہاں موجود تھے انہوں نے جلوس کو آگے بڑھنے سے روک دیا اس جلوس کے ساتھ کچھ نو عمر لڑکے بھی تھے جنہوں نے گیٹ کے اندر داخل ہونے پر اصرار کیا اور اُن میں سے کچھ دروازے کو زور سے دھکیلتے ہُوئے اندر داخل ہو گئے، بعد ازاں جلوس کو بھی اندر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ جیل کی ڈیوڑھی والے گیٹ پر پہنچ کر مظاہرین نے احاطۂ جیل کے اندر جانے کی کوشش کی لیکن وہ گیٹ بند تھا۔ یہاں پہ ڈپٹی کمشنر کے ساتھ خواتین کی کافی تکرار ہُوئی اور پھر شرکائے جلوس براستہ ریلوے اوورہیڈ پل شہر کی طرف واپس ہوئے۔

زیدی صاحب نے قائداعظم پیپرز میں پاکستان ٹائمز یکم اپریل ۱۹۴۷ء کے حوالے سے اس جلوس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

5. Peshawar, March 30: over 2000 Muslim women in burqa carrying placards with inscriptions demanding the release of League prisoners marched through the main streets of Peshawar" (74)

ترجمہ

پشاور ۳۰ مارچ: دو ہزار سے زائد برقعہ پوش خواتین کے ایک جلوس نے پشاور کے مختلف بازاروں میں مارچ کیا، خواتین نے ہاتھوں میں کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر مسلم لیگیوں کی رہائی کا مطالبہ درج تھا۔

سرحد مسلم لیگ کی طرف سے شروع کی جانے والی یہ سول نافرمانی کی تحریک جاری رہی یہاں تک کہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند اور انتقالِ اقتدار کا فیصلہ ہوا جس کے تحت صوبہ سرحد میں استصواب رائے کا ہونا قرار پایا تو قائداعظم محمد علی جناح کی اپیل پر سول نافرمانی کی یہ تحریک اختتام کو پہنچی ۷۵

سرحد کا استصواب رائے

قائداعظم محمد علی جناح نے اس کے لئے اسماعیل ابراہیم چندریگر کی قیادت میں ایک ریفرنڈم کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی اور مسلم لیگ کے دیگر رہنماؤں نے تمام صوبہ سرحد کا دورہ کیا نیز سرحد کے

سادات کرام، مشائخ عظام اور علمائے کرام نے بھی ریفرنڈم کو کامیاب کروانے کے لئے شہر شہر، گاؤں گاؤں، محلہ محلہ، گلی گلی اور گھر گھر تک رسائی حاصل کی اور لوگوں کو پاکستان کے حق میں ووٹ پول کرنے کی تلقین کی۔ ان کوششوں سے مسلم لیگ کو شاندار فتح حاصل ہوئی اور صوبہ سرحد کے عوام نے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ سُنا دیا۔[۴]

حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب اور اقلیتوں کی حفاظت

قیام پاکستان کی بے پناہ خوشی کے ساتھ ہی فرقہ وارانہ فسادات کی جان لیوا خبریں انسان دوست طبقے سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں پر بجلی بن کر گریں کیونکہ اچھے بھلے انسان درندے بن گئے، ہر طرف وحشت و بربریت کا بازار گرم ہوگیا۔ خصوصاً ہندو اکثریتی صوبوں میں رہنے والے مسلمان باشندوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی، ہندو غنڈے اُن کے خون سے ہولی کھیلنے لگے، مال و اسباب لوٹنے لگے، عورتوں کی عصمت دری کرنے لگے ان بے کس، مظلوم اور بے سہارا مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے شاید ہی اُن کی مثال کہیں مل سکے۔ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و تشدد کی اطلاعات جب سرحد اور پشاور پہنچیں تو یہاں کے مسلمانوں نے ردعمل کے طور پر ہندوؤں کے ساتھ وہی سلوک شروع کر دیا جو انڈیا میں مسلمانوں کے ساتھ کیا جا رہا تھا۔ بڑے بڑے عقلمند اور دانا اس موقع پر اپنے مقام و مرتبے سے اُتر کر اوچھی اور انسانیت سوز حرکتیں کرنے لگے۔

ان حالات میں حضرت حافظ سید محمدؐ زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندو اقلیت کا جان و مال اور عزت و ناموس بچانے کے لئے ناقابل فراموش کردار ادا کیا، اپنے تمام عقیدتمندوں کو خصوصی تلقین فرمائی کہ اپنے گھروں کے آس پاس رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کی حفاظت کریں اور انھیں غنڈہ گردی سے بچانے کے لیے اپنے گھروں میں پناہ دیں، بلکہ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے یکہ توت میں رہائش پذیر درج ذیل تین ہندو گھرانوں کو آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پر پناہ مہیا فرمائی تھی۔

امیر چند ، رام چند اور میرا چند

انھیں اور ان کے بیوی بچوں کو آٹھ دن تک اپنے پاس رکھا ان کے جان و مال اور عزت و عصمت کی پوری پوری حفاظت فرمائی۔ ان کی خوراک، آرام اور دیگر تمام ضروریات کا پورا پورا خیال رکھا، ان پر چھائی ہوئی دہشت اور خوف کو دور فرمایا۔ اور جب حکومت پاکستان کی طرف سے اقلیتوں کی انڈیا روانگی کے سلسلے میں قلعہ بالا حصار پشاور میں کیمپ لگایا گیا تو ان تینوں گھرانوں کو اپنے ایک معتقد پولیس آفیسر کی نگرانی میں متعلقہ کیمپ تک پہنچایا تھا۔

حواشی باب چہارم

۱۔ صفدر محمود ڈاکٹر، مسلم لیگ کا دورِ حکومت، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۶ء ص۲۷۔

۲۔ ایضاً ص ۳۱، ۳۲

۳۔ شریف المجاہد، قائداعظم حیات و خدمات، اردو ترجمہ خواجہ رضی حیدر، قائداعظم اکادمی کراچی ۱۹۸۳ء ص۱۰۲

۴۔ قراردادِ لاہور میں "آزاد ریاستوں" کی اصطلاح سے شکوک و شبہات پیدا ہونے کا خطرہ تھا لہٰذا اس خطرے کے پیش نظر "آزاد ریاستوں" کے ابہام کو دور کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ بنگال جناب حسین شہید سہروردی نے ۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو اراکین مجالسِ قانون ساز کے کل ہند کنونشن منعقدہ عربک کالج دہلی زیرِ صدارت قائداعظم محمد علی جناح درج ذیل ترمیم شدہ قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور ہوئی (ولی مظہر ایڈووکیٹ محولہ بالا ص۳۰)

ترمیم شدہ قرارداد

"ہرگاہ اسلامیانِ ہندوستان کو اس امر کا کامل یقین ہو چکا ہے کہ ہندوؤں کے تغلب سے مسلمانوں کو نجات دلانے کا واحد راستہ ایک با اختیار اور مقتدر جداگانہ مملکت کا قیام ہے جو شمال مشرقی خطے میں آسام و بنگال اور شمال مغرب میں پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان پر مشتمل ہو" (ایضاً ولی مظہر ایڈووکیٹ محولہ بالا ص۳۰)

۵۔ ولی مظہر ایڈووکیٹ محولہ بالا ج ۱ ص۳۰۳

۶۔ محمد شفیع صابر، تاریخ صوبہ سرحد ص۹۵۳، ص۹۵۴

۷۔ صفدر محمود ڈاکٹر، محولہ بالا ص۳۳

۸۔ محمد شفیع صابر، تاریخ صوبہ سرحد ص ۹۵۲
۹۔ محمد شفیع صابر، تحریکِ پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۹۰ء ص ۴۳
۱۰۔ محمد شفیع صابر، تاریخ صوبہ سرحد ص ۹۵۲
۱۱۔ محمد شفیع صابر، تحریکِ پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ ص ۴۳
۱۲۔ B.48, S.774, V.11, P.55
۱۳۔ Ibid p.73
۱۴۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۱۴۔ S.Wiqar Ali Shah, Muslim League NWFP, P.101-
۱۵۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۱۶۔ B-48, S, 776, V.13, P.45
۱۷۔ عزیز جاوید۔ محولہ بالا ص ۴۷

نوٹ :۔ سید وقار علی شاہ نے اپنے ایم فل کے مقالے میں ص ۴۹، ۵۰ پر کچھ ردّ و بدل کے ساتھ یہ نام ذکر کیے ہیں۔ انہوں نے اس کے آخری دو نام یعنی نصر اللہ اورکزئی اور سید عبداللہ شاہ صاحب کی بجائے حاجی چوہدری متین اور جناب خواجہ صفدر علی کے نام دیئے ہیں جبکہ باقی نام وہی ہیں جو اوپر ذکر کیئے گئے ہیں۔

۱۸۔ Earland Janson, India, Pakistan or Pakhtunistan 1932-47, Uppsala sweden 1981, P-130.
۱۹۔ عزیز جاوید محولہ بالا ص ۹۳
۲۰۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

٢١ I.P.S Daily Diary , dt.2.2.45

B.48, S.776, V.15, P.73

٢٢ عزیز جاوید، محولہ بالا ص٩٣

٢٣ S.Mujawar Hussain Shah opcit P.107

٢٤-٢٥ S.Wiqar Ali Shah, Opcit P.140-142

٢٦ Ibid

٢٧ B-48, S.776, V.15 P.75

٢٨ عزیز جاوید، محولہ بالا ص١١٢، ١١٣

٢٩ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

٣٠ فارغ بخاری، تحریک آزادی اور باچا خان، فکشن ہاؤس لاہور ١٩٩١ء ص٦٢

٣١ محمد شفیع صابر، تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ ص١٠٦، ١٠٧

٣٢ ایضاً ص١٠٨، ١١٠

٣٢الف انٹرویو ملک محمد زمان بن حاجی ملک محمد زرین صاحب

٣٣ محمد شفیع صابر، تاریخ سرحد ص١٠١٢

٣٤ ایضاً ص١٠١٣

٣٥ سید وقار علی شاہ، پیر صاحب مانکی شریف اور ان کی سیاسی جدوجہد، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد ١٩٩٠ء ص٦٦، ٦٧

٣٦ ایضاً ص٦٨، ٧٠

٣٧ شمیم جالندھری، تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار ادارہ مصنفات لاہور ١٩٨١ء ص١٦٥

٣٨ عبدالستار آف سوات حال مقیم مردان، ان کے حالات باب ششم میں ص ـــ پہ ملاحظہ کریں۔

۳۹ـ انٹرویو عبدالستار صاحب

۴۰ـ شمیم افزاء جالندھری، محولہ بالا ص ۱۶۵

۴۱ـ انٹرویو عبدالستار صاحب اور عزیز جاوید محولہ بالا ص ۶۶

۴۲-۴۳ـ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی اور انٹرویو عبدالرشید صاحب

۴۴ـ شمیم جالندھری محولہ بالا ص ۱۶۷

۴۵ـ ایضاً ص ۱۶۵

۴۶ـ انٹرویو عبدالستار صاحب

۴۷ـ شمیم جالندھری، محولہ بالا ص ۱۶۵

۴۸ـ انٹرویو عبدالستار صاحب، نیز انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ دونوں شعر ہمیں قبلہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی نے یاد کروائے تھے۔

۴۹ـ انٹرویو عبدالستار صاحب

۵۰ـ شمیم جالندھری، محولہ بالا ص ۱۶۵

۵۱ـ ایضاً ص ۱۶۶

۵۲ـ ایضاً ص ۱۶۷

۵۳ـ انٹرویو سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی

۵۴ـ انٹرویو عبدالستار صاحب

۵۵ـ شمیم جالندھری، محولہ بالا ص ۱۶۲ — ۱۶۸

۵۶ـ انٹرویو عبدالستار صاحب

۵۷ـ بت شکن فرضی نام تھا اس کا اصل نام فضل کریم صدیقی تھا۔

۵۸ـ شمیم جالندھری، محولہ بالا ص ۱۶۴

۵۹ـ ایضاً ص ۱۶۴

۶۰ـ انٹرویو عبدالستار

۶۱ۓ شمیم جالندھری، محولہ بالا ص۱۶۴
۶۲ۓ B.48, S.779, P.163
۶۳ۓ B.48, S.780, P.65
۶۴ۓ Ibid. P.233
۶۵ۓ Ibid. P.233
۶۶ۓ Ibid. P.293

۶۷ۓ۔ محمد شفیع صابر، تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ ص۱۲۶
۶۸ۓ شمیم جالندھری، محولہ بالا ص۱۶۳
۶۹-۷۱ۓ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۷۲ۓ B.48, S, 779, P.163
۷۳ۓ Ibid
۷۴ۓ Jinnah Papers, editor in chief Z.H.Zaidi, Quaid-e-Azam Papers Project, National Archives of Pakistan V:1 Part II, P.360
۷۵ۓ سید وقار علی شاہ، پیر مانکی اور اُس کی سیاسی جدوجہد ص۸۶
۷۶ۓ محمد شفیع صابر، تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ ص۱۵۷
۷۷-۷۸ۓ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

باب پنجم
معاصرین

MEMBERS OF TURKISH MILITARY MISSION
AND
MEMBERS OF THE MUNICIPAL COMMITTEE PESHAWAR
(20-12-1940)

First Row *(Sitting from left)Capt. Cevat Goktuna,Capt. Mukhtar Ayra, Major Ihsan Karyalop,*
Lt. Col. Burhan Oezkak, Col. Zia Kayan, Khan Ali Gul Khan, (President M.C.)
Lt. Col. Ihsan Taylan, Major Hakki Sokol, Major. Arif Eray, Copt. Celal Basal.

2nd Row *(Standing form left) Sardar Mohd Jan, (M.C) Agha Syed Ali Shah Bukhari, (M.C)*
Mr. Mohd Younas Khan, (Secretary M.C.) Mr. Peer Bakhash Khan, (M.C)
L.Amar Nath Mehra, (M.C) S.Arjan Singh Hora, (J.V.P) Agha Syed Abdullah Shah, (S.V.P)
Agha Syed Ali Shah, (Pleader M.C) L.Jawala Sahai Kakar,(M.C) Agha Syed Ali Naqi Shah (M.C).

3rd Row *(Standing form left) Mr. Rahim Bakhsh Khan (M.C)*
Dr. Muhammad Zarif Khan, (Med Officer of Health) Agha Syed Muhammad Zaman Shah, (M.C.)

(M.C Stands for Municipal Commissioner)
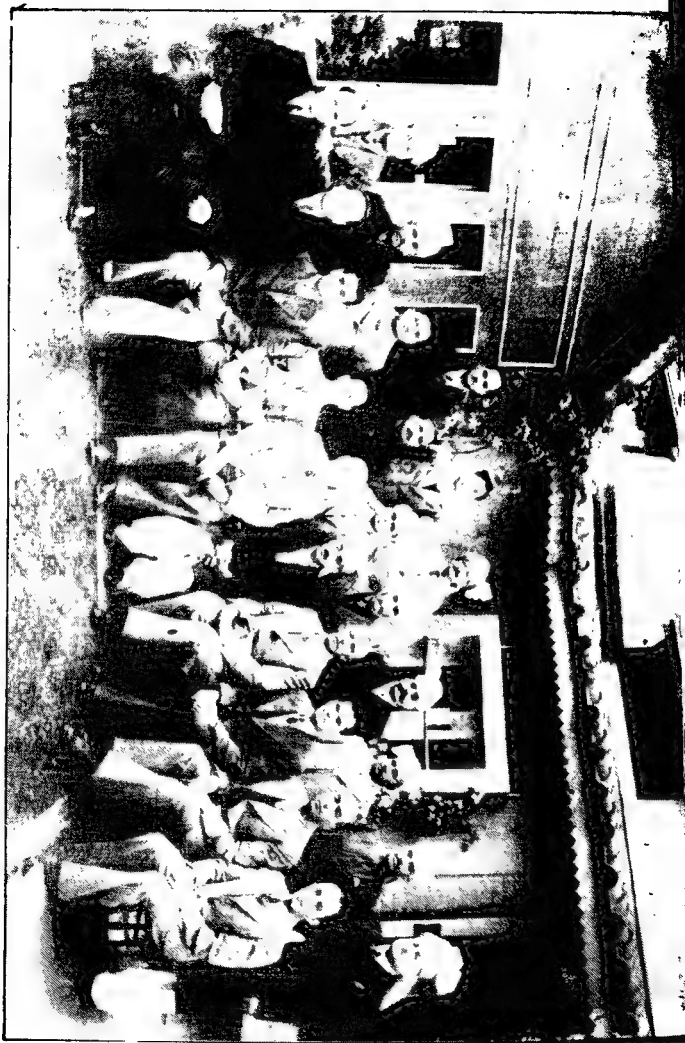
شاعرِ مشرق علّامہ محمّد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۷۷ء — ۱۹۳۸ء)

علامہ محمد اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں جناب شیخ نور محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے [۱] ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہی حاصل کی جہاں انھیں سید میر حسن ایسے کامل اُستاد سے اکتسابِ علم کا موقع ملا اور آپ کی صحبت سے ہی اقبال علوم اسلامیہ کی طرف متوجہ ہوئے، گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کرنے کے بعد فلسفہ میں ایم۔اے کیا اور لاہور کے اورینٹل کالج میں لیکچرر مقرر ہوئے پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں یہی منصب انجام دیتے رہے، بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن گئے اور کیمبرج یونیورسٹی سے فلسفہ، معاشیات اور قانون کی ڈگریاں حاصل کیں، جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا کچھ عرصہ تک لندن میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے [۲]۔

اقبال نے زمانۂ طالب علمی سے ہی شعر کہنا شروع کر دیا تھا آپ کی نظم "چاند" اور دیگر منظوم کلام "مخزن" رسالے میں ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تو اس نوجوان شاعر کی طرف تحسین کی نگاہیں اُٹھنے لگیں، انگلینڈ سے واپسی پر آپ انجمن حمایت الاسلام کے جلسوں میں شریک ہونے لگے، ایک جلسے میں "شکوہ" اور دوسرے میں "جوابِ شکوہ" پڑھیں تو انھیں بے مثال قبولِ عام حاصل ہوا پھر "ترانۂ ہندی" اور "ترانۂ ملی" نے ضرب المثل شہرت و مقبولیت پائی، طرابلس و بلقان کی جنگوں کے دوران ۱۹۱۰ء میں پُرجوش نظمیں لکھیں جو مسلمانوں کے غم میں گرم آنسو اور مغرب کے خلاف تیر و نشتر تھیں [۳]

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے فلسفی شاعر تھے
انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانانِ ہند کی سیاسی طور پر ذہنی آبیاری کی، انہیں زندگی کا شعور بخشا، حریت پسندی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا درس دیتے ہوئے مسلمانوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا، نیز ملتِ اسلامیہ ہند کے سامنے اپنی الگ پہچان اور جداگانہ مملکت کا تصور پیش کیا جس کی تعبیر قائداعظم محمد علی جناح کی رہنمائی میں مملکتِ خداداد پاکستان کی صورت میں سامنے آئی، یہ عظیم رہنما، مصلحِ قوم اور شاعرِ مشرق ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو فوت ہوئے تھے۔
اقبال نے اردو، فارسی اور انگریزی میں درج ذیل کتابیں لکھیں ہے

(۱) بانگِ درا (۲) بالِ جبریل (۳) ضربِ کلیم (۴) اسرارِ خودی (۵) رموزِ بیخودی (۶) پیامِ مشرق (۷) زبورِ عجم (۸) جاوید نامہ (۹) مسافر (۱۰) مثنوی پس چہ باید کرد (۱۱) ارمغانِ حجاز (۱۲) مکاتیبِ اقبال

(۱۳) The Development of Meta Physics in Persia (فلسفہ عجم)

(۱۴) The Reconstruction of Religious Thought

(تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ)

شاعرِ مشرق اور حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری گیلانی کے درمیان گہرے تعلقات قائم تھے، دونوں رہنماؤں کی ملاقات عموماً لاہور میں مزارِ محدثِ کبیر شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ پر ہوا کرتی تھی، ایک مرتبہ نادر شاہ کی دعوت پر اقبال ۱۹۳۳ء میں سر راس مسعود اور علامہ سلیمان ندوی کے ہمراہ افغانستان جانے لگے تو پشاور ریلوے اسٹیشن پر آغا جان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادوں اور عقیدتمندوں کے ہمراہ ان کا پرتپاک استقبال کیا، رات انہوں نے پشاور میں گزاری اور دوسرے دن جب افغانستان روانہ ہونے لگے تو آغا جان نے انہیں عزت و احترام سے رخصت کیا

مفتی اعظم حضرت علامہ مولٰنا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۰ء — ۱۹۴۴ء)

آپ پشاور میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب پوپلزئی کے ہاں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے تھے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی قدر اور پشاور کے دیگر جیّد علماءِ کرام سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۹۱۲ء میں وہاں سے تکمیلِ علم کے بعد پشاور آئے تو حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک و معرفت کی تربیت حاصل کی[8]۔

آپ نے پشاور میں درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کی مسند سنبھالی اور اس کے ساتھ ساتھ میدانِ صحافت میں بھی قدم رکھا، ہفت روزہ "سرفروش" اور "چنگاری" کے نام سے اخبارات کا اجراء کیا جن میں آپ نے اہلِ سرحد کی بیداری کے لئے گراں قدر مضامین و مقالات تحریر کر کے شائع کئے[9]۔

آپ چونکہ انقلابی نظریات کے حامل تھے اس لئے بار بار انگریز اور کانگریس حکومت سے ٹکر لی اور متعدد بار پا بندِ سلاسل ہوئے، چونکہ آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے خاندانی مراسم تھے اس لئے اکثر آغا جان آپ کی رہائی کے لئے اقدامات فرماتے۔ ایک مرتبہ جبکہ آپ دونوں بھائی (مولانا عبدالرحیم اور مولانا عبدالقیوم پوپلزئی) گرفتار ہو چکے تھے تو آغا جان رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ کے ایک وفد کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر پشاور سے ملے اور پھر انہوں نے رہائی کے احکامات جاری کروا دیئے۔ آپ نے ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء میں وفات پائی[10]۔

آغا سیّد لال بادشاہ صاحب بخاری

(المتوفی ۱۹۴۵ء بمطابق ۱۳۶۴ھ)

آغا سیّد لال بادشاہ صاحب پشاور شہر کے ایک معزز بخاری سید خاندان میں پیدا ہوئے، مشن ہائی سکول پشاور سے تحصیل علم کے بعد پارہ چنار میں کلرک کے طور پر ملازمت شروع کی لیکن انگریز پولیٹیکل ایجنٹ کے ساتھ اختلاف کی بناء پر استعفیٰ دے دیا اور اپنی تجارت شروع کر دی [۱۲]

اسی عرصے میں سیاست کی خارزار وادی میں داخل ہوئے اور خلافت کمیٹی پشاور کے صدر منتخب کیے گئے اور خلافت کمیٹی کے پلیٹ فارم سے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن ثابت قدم رہے دسمبر ۱۹۲۹ء کو کانگرس میں شمولیت کی لیکن خلافت کمیٹی کی رکنیت بھی برقرار رکھی [۱۳]

پیر بخش خان صاحب ایڈووکیٹ نے جب قائداعظم محمد علی جناح کو ۱۹۳۶ء میں دورۂ سرحد کی دعوت دی تو مجلس خلافت دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی آپ نے اس موقع پر پیر بخش خان کا ساتھ دیا اور قائداعظم کے اس دورے کو کامیاب کروانے کے لیے ہر ممکن تعاون کیا، بعد میں جب پشاور سٹی مسلم لیگ قائم ہوئی تو آپ اس کے صدر منتخب ہوئے اور ایک سال تک کام کرتے رہے پھر ۱۹۳۹ء میں جب مسلم لیگ کی تنظیم نو ہوئی تو آپ مجلس عاملہ کے ممبر منتخب ہوئے [۱۴] اور آخر دم تک مسلم لیگ کا ساتھ دیتے رہے، آپ نے ۱۹۴۵ء میں وفات پائی اور محلہ فضل حق پشاور میں حضرت جی صاحب کے مزار اقدس کے احاطہ میں دفن کیے گئے [۱۵]

خان بہادر سعد اللہ خان صاحب
(۱۸۸۰ء ۔ ۱۹۴۸ء)

آپ ۲۹ دسمبر ۱۸۸۰ء کو مرزئی (چارسدہ) میں حاجی عبداللہ خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے مشن ہائی سکول پشاور سے میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف اے کیا اور محکمہ مال میں پٹواری کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک ترقی کی جب ۱۹۳۰ء میں سانحہ قصہ خوانی پشاور پیش آیا تو اس وقت آپ پشاور کے سٹی مجسٹریٹ تھے بعدازاں جب اس واقعے کی تحقیقات شروع ہوئیں تو آپ نے تحقیقاتی بورڈ کے سامنے گواہی دیتے ہوئے انگریزوں کو اس کا قصوروار ٹھہرایا جس پر حکومت آپ کے خلاف ہوگئی اور آپ کو دُور دراز مقامات پر تبدیل کیا جاتا رہا یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء میں آپ ڈی سی بنوں ریٹائرڈ ہوئے۔[۱۶]

ملازمت سے الگ ہونے کے بعد آپ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا اور ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں سرحد لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہو کر صاحبزادہ عبدالقیوم خان کی آزاد مسلم پارٹی میں شامل ہوگئے، صاحبزادہ صاحب کی وفات کے بعد سردار اورنگزیب خان کے ساتھ مل کر اسمبلی میں مسلم لیگ اپوزیشن پارٹی قائم کی اور سرحد میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے بھرپور اقدامات کئے۔[۱۷]

آغاجان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا بڑا تعلق تھا اور اکثر و بیشتر مسلم لیگ کے اجتماعات کے علاوہ بھی ذہنی و رُوحانی سکون کیلئے آستانہ عالیہ قادریہ پہ تشریف لایا کرتے تھے آپنے ۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو وفات پائی۔[۱۸]

میجر خورشید انور المتوفی ۱۹۵۰ء

میجر خورشید انور جالندھر میں پیدا ہوئے، تحصیل علم کے بعد فوج میں ملازمت اختیار کی، میجر کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائرڈ ہوئے اور تحریک پاکستان میں شامل ہو گئے، اور اپنی قابلیت، مہارت، تجربے اور قائدانہ صلاحیتوں کے باعث آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے مرکزی نائب سالار اعلیٰ منتخب ہوئے، پورے ملک کا دورہ کر کے مسلم نیشنل گارڈ کو مضبوط بنیادوں پر منظم کیا اور پنجاب و سرحد کی حکومتوں کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں بھی اہم کردار ادا کیا۔[۱۹]

سرحد میں کانگرس وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں میجر خورشید انور نے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں، اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ صوبے کے گوشے گوشے میں پہنچے اور مسلم نیشنل گارڈ کے رضاکاروں کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔ آپ عموماً بھیس بدل کر سید قمر الزمان شاہ صاحب قادری گیلانی بن حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کی معیت میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل ہوتے رہتے تھے۔[۲۰] نیز ان ہی کے تعاون سے میجر صاحب نے پشاور میں آستانۂ عالیہ قادریہ بکہ توت پشاور پر صدائے پاکستان کے نام سے خفیہ ریڈیو اسٹیشن قائم کیا اور خفیہ اخبار بھی جاری کیا، جس کی تفصیلات باب چہارم میں پیش کی جا چکی ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد جہاد کشمیر میں بھی آپ کا کلیدی کردار رہا ہے، کشمیر کے محاذ پر جنگ کے دوران ان کے دائیں پاؤں میں گولی لگی، زخم بگڑ گیا، یہی زخم جان لیوا ثابت ہوا اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو میجر خورشید انور کا انتقال ہو گیا۔[۲۱]

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۷۵ - ۱۹۵۲ء)

آپ ۱۸۷۵ء میں شیخ عنایت اللہ صاحب کے ہاں شاہ جہان پور میں پیدا ہوئے، مدرسہ شاہی مراد آباد اور دار العلوم دیوبند سے تکمیل علم کے بعد شاہجہان پور میں اپنے مدرسے "عین العلم" کی بنیاد رکھی اور ردِ قادیانیت میں ایک رسالہ "البرھان" جاری کیا، آپ نے جلد ہی فتویٰ نویسی میں شہرت حاصل کر لی[۲۴]
مفتی صاحب نے جمعیت العلمائے ہند کے پلیٹ فارم سے سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور وہ تحریک آزادی میں کانگرس کے حامی تھے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو پہلے مسلمان اور پھر ہندوستانی ہونے کے فلسفہ پر کاربند تھے وہ خود اپنے مدرسے کو کانگرس کی مدد اور سرپرستی سے دور رکھتے تھے انہوں نے ۱۹۵۲ء میں دہلی میں وفات پائی[۱۳۵]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مفتی صاحب کا گہرا تعلق تھا آنجناب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی دہلی تشریف لے جاتے تو مفتی صاحب سے ملاقات کرتے، سیاسی اختلافات کے باوجود وہ آنجناب کا بے حد احترام کرتے اور بعض مواقع پر کانگرس کی اسلام دشمن پالیسیوں کو ہدفِ تنقید بناتے اور مسلم لیگ و قائد اعظم کی کوششوں کی تعریف فرماتے نیز اپنا تازہ کلام (منظوم) آغاجان رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کر داد پاتے[۱۳۶]

حضرت شیخ المشائخ
سیّد عبدالسّتار شاہ صاحب چشتی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
المعروف باچاجان صاحب

(۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء - ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء)

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب المعروف باچاجان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق صوبہ سرحد کے عظیم المرتبت اور مشہور معروف ولی اللہ حضرت سیّد علی ترمذی المعروف پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہے۔ آپ ۱۲۹۰ھ کو مانسہرہ (ہزارہ) میں پیدا ہوئے علمائے ہندوستان سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد سلوک و معرفت کے حصول کے لئے سرگرم عمل رہے، کابل میں حضرت سیّد حسن صاحب المعروف نقیب صاحب سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اجازت و خلافت حضرت سائیں محمد عظیم صاحب کشمیری نے مرحمت فرمائی۔[۲۵]

سائیں صاحب کے حکم پر آپ پشاور تشریف لائے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور ہر اسلامی مہینے کی چھ تاریخ کو محفل سماع منعقد فرماتے بعض علماء کرام نے آپ پر طعن و تشنیع شروع کر دی لیکن بعد میں جب انہیں

آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور آپ کی محافل میں شریک ہوئے تو بیعت کر کے تصوّف کے اعلیٰ مراتب پہ فائز ہوئے۔[۲۶]

تحریکِ پاکستان میں باچاجان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قابلِ تعریف کردار ادا کیا، آپ اپنے مریدوں کو اس اسلامی تحریک کا ساتھ دینے کی ہدایت کرتے تھے، مسلم لیگی رضاکاروں کو وردیاں بنوا کر دیتے تھے اور ان کی ہر طرح سرپرستی کرتے تھے، ریفرنڈم کی کامیابی کے لئے انہوں نے دِن رات کام کیا۔[۲۷]

آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ باچاجان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی برادرانہ و محبانہ اور قابلِ رشک تعلقات قائم تھے۔ دونوں ایک دوسرے کا بے انتہا احترام کرتے تھے اور آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی باچاجان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اولادِ امجاد کے ساتھ مشفقانہ مراسم اُستوار رکھے اور جب ۲۰ ذیقعد ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء کو آپ واصل بحق ہوئے تو نمازِ جنازہ حضور مولوی جی صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی۔

حضرت علامہ مفتیٔ اعظم سرحد سید جلیل شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء ـــــ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء)

آپ پشاور میں ۱۲۹۳ھ کو سید اکبر شاہ صاحب گیلانی کے ہاں پیدا ہوئے اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے علوم متداولہ کی تکمیل کرنے کے بعد درس و تدریس اور عقائد حقہ اہل سنت کی اشاعت میں مشغول ہو گئے، سادات کرام کو متحد کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کیں اور آپ کی صدارت میں "انجمن سادات پشاور" کا قیام عمل میں آیا[۲۸]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی نے پشاور میں مسلم لیگ کے احیاء کا بیڑا اٹھایا تو مفتی صاحب نے آپ کا بھرپور ساتھ دیا اور پشاور میں مسلم لیگ قائم ہوئی پھر اس کی تنظیم اور رکنیت سازی کے لئے بھی آپ ہمہ تن مشغول رہے

مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے متعدد اجتماعات آپ کی صدارت میں منعقد ہوتے رہے اور تحریک پاکستان کے اکثر شہدائے کرام کے جنازے بھی آپ نے پڑھائے[۲۹]

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں آپ پشاور کے ڈسٹرکٹ خطیب مقرر ہوئے چنانچہ مسجد مہابت خان میں نماز جمعہ اور عیدگاہ میں عیدین پڑھانے لگے، پشاور کے مفتی و خطیب اعظم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے ۱۳۷۳ھ کو واصل بحق ہوئے[۳۰]

مولانا ظفر علی خان

(سنہ ۱۸۷۳ء - سنہ ۱۹۵۶ء)

آپ ۱۸۷۳ء میں کوٹ مہرتھ ضلع سیالکوٹ کے ایک زمیندار گھرانے کے فرد مولوی سراج الدین احمد کے ہاں پیدا ہوئے علی گڑھ سے بی۔اے کرنے کے بعد نواب محسن الملک کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرنے لگے، اس عرصے میں کئی انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا، پھر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں مترجم کے طور پر کام کرنے لگے بعد ازاں ولی عہد سلطنت میر عثمان علی خان کے اتالیق مقرر ہوئے [۳۱] ——— صحافت کا پیشہ مولانا ظفر علی خان کو ذوق اور ورثے میں ملا تھا، ۱۹۰۲ء میں آپنے ایک رسالہ افسانہ جاری کیا اس کی بندش کے بعد "دکن ریویو" نکالا پھر والد کی وفات کے بعد ۱۹۰۹ء سے والد کے اخبار ہفت روزہ زمیندار کی تمام ذمہ داری بھی آپ پر آن پڑی آپنے ۱۹۱۱ء میں لاہور سے روزنامہ زمیندار کا اجراء کیا اور اسے مقبول ترین عوامی اخبار بنا دیا جس کی صبح و شام کی اشاعتیں بھی جاری کرنی پڑیں۔ اسی اخبار نے قرارداد پاکستان کی تشریح اور اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ [۳۲]

مولانا ظفر علی خان مسلم لیگ کے بانی رہنماؤں میں سے تھے، آپ ایک پُرجوش مقرر اور شعلہ بیان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ شعر و ادب میں بھی بلند مقام رکھتے تھے، آپنے ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔ آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپکے برادرانہ تعلقات استوار تھے۔ مولانا شوکت علی صاحب کی قیادت میں جولائی ۱۹۳۸ء کو مولانا ظفر علی خان آل انڈیا مسلم لیگ کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ پشاور تشریف لائے تو آغا جان رحمۃ اللہ علیہ نے اس وفد کا ریلوے سٹیشن پر استقبال کیا نیز آستانہ قادریہ پر اس وفد کی دعوت بھی کی۔ [۳۳]

خان ثمین جان خان

(۱۸۹۳ء — ۱۹۵۶ء)

آپ ۱۸۹۳ء میں پبی کے قریب ایک گاؤں محب بانڈہ میں حاجی عبدالخالق صاحب کے ہاں پیدا ہوئے، میٹرک کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔اے کیا اور علی گڑھ سے ایل، ایل، بی کا امتحان پاس کرنے کے بعد پشاور واپس آئے اور وکالت شروع کردی، اس دوران آپ کو کمشنر پشاور کی طرف سے مجسٹریٹ کے عہدے کی پیش کش ہوئی لیکن آپ نے اُسے مسترد کردیا کیونکہ انگریز کی نوکری کے سخت خلاف تھے۔

تحریک خلافت و ہجرت میں بے پناہ قربانیاں دیں، علی برادران سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ اُن کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام شوکت علی اور محمد علی رکھے، بعد میں خدائی خدمت گار تحریک سے وابستہ ہوگئے اور ۱۹۳۷ء میں کانگرس کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے لیکن کانگرس کی اسلام دشمن پالیسیوں سے اختلاف کی بنا پر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے (۱۹۴۵ء)۔

آپ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی عقیدتمند تھے نیز انتہائی راست گو، مستقل مزاج اور صداقت پسند انسان تھے، ان کے پاس نہ موٹر تھی نہ بنگلہ تمام عمر قلندرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کو یہ مرد مجاہد فوت ہوگیا۔

حضرت پیر طریقت سیّد حسام الدّین شاہ صاحب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۰ء — ۱۹۵۷ء)

آپ حضرت پیر طریقت سیّد سکندر شاہ صاحب گیلانی قادری کے ہاں ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ مظفر آباد کشمیر میں پیدا ہوئے آپ کا شجرۂ نسب چھ واسطوں سے حضرت زبدۃ العارفین سیّد شاہ میر صاحب قادری گیلانی مظفر آبادی بن محدّثِ کبیر حضرت شاہ محمّد غوث صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے مل جاتا ہے، کشمیر کے اکابر علماء سے تحصیل علم کے بعد آپ خانقاہِ قادریہ غوثیہ مظفر آباد کشمیر کے سجادہ نشین ہوئے[۳۷]

آپ ایک بہترین مقرر اور ادیب بھی تھے، مظفر آباد میں صحافت کی بنیاد رکھی، یہاں سے ہفت روزہ "زمیندار آرگن" اور ماہنامہ "انوار السیادت" آپ کی سرپرستی میں جاری ہوئے جن میں آپ کے گراں قدر مضامین بھی شائع ہوتے تھے[۳۸]

آپ نے تحریک آزادی کشمیر میں جناب شیخ محمّد عبداللہ اور چوہدری غلام عباس صاحب کے شانہ بشانہ حصّہ لیا اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی بانی کمان کے ممبر منتخب ہوئے بعد میں شیخ عبداللہ نے جب کانگرس کی حمایت کی تو آپ نے اُن سے الگ ہو کر مسلم لیگ کا ساتھ دیا[۳۹]

حضرت حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ خاندانی رشتے کے علاوہ سیاسی و نظریاتی ہم آہنگی سے دونوں بزرگوں میں بہت قربت پیدا ہوگئی تھی اور یہ اُنس و محبت دونوں گھرانوں میں اس وقت بھی موجود ہے۔

خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۷۸ء — ۱۹۵۸ء)

سید علی حسن عرف خواجہ حسن نظامی ۲ محرم ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء کو بروز جمعرات بستی درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء پرانی دہلی میں پیدا ہوئے بارہ سال کی عمر میں والدین کا انتقال ہو گیا اور آپ کی تعلیم و تربیت بڑے بھائی سید حسن علی شاہ صاحب کے زیرِ سایہ ہوئی، آپ نے ۱۹۰۸ء میں حلقہ نظام المشائخ قائم کیا اور اس نام سے رسالہ بھی جاری کیا، اس کے علاوہ آپ نے تقریباً پچاس کتابیں لکھیں جن میں میلاد نامہ، محرم نامہ، بیوی کی تعلیم، حزب البحر، غدرِ دہلی کے افسانے، سی پارۂ دل اور کرشن بیتی کو ملک گیر شہرت حاصل ہوئی۔[۱]

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا، مسلمانانِ برصغیر کے ہر دلعزیز رہنما اور بانیٔ پاکستان جناب محمد علی جناح کو "قائدِ اعظم" کا خطاب آپ نے ہی دیا تھا۔ آپ کے دیگر خطابات میں حکیم اجمل خان کا "مسیح الملک" اور علامہ راشد الخیری کا "مصورِ غم" بڑے مشہور ہیں۔[۱]

آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے بہت قریبی مراسم تھے، دونوں بزرگوں کی ملاقات عموماً دہلی میں ہوا کرتی تھی۔ آپ نے اناسی برس کی عمر میں ۱۹۵۸ء کو وفات پائی اور درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء میں دفن کئے گئے۔[۲]

فخرِ کشمیر حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۵ء ــــ ۱۹۵۸ء)

حاجی صاحب سلیمان خیل (پشاور) کے جناب محمد اسعد خان کے گھر پر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے، حصول علم کے بعد تصوّف کی طرف متوجہ ہوئے اور سب سے پہلے اکوڑہ خٹک کے سیّد مہربان علی شاہ صاحب بخاری سے بیعت ہوئے، پھر کرلوغہ شریف (کوہاٹ) کے حضرت صاحب سے مستفیض ہوئے۔ آخر میں مجاہد اعظم حضرت سیّد فضل احمد المعروف حاجی صاحب ترنگزئی (م ۱۹۳۷ء) سے خلافت و اجازت حاصل کی، اور آپ کے ہمراہ کئی مرتبہ انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھی حصہ لیا[۴۳] ــــــ آپ نے حضرت حاجی صاحب ترنگزئی کے بڑے صاحبزادے سیّد بادشاہ گل صاحب کے ارشاد پر المجاہد آباد (چارسدہ) کو مرکز بنا کر اصلاح و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا، پہلے "افغان جرگہ" کی تشکیل کی پھر اسے مسلم لیگ میں ضم کر کے تحریکِ پاکستان کے لئے جدوجہد شروع کر دی، ۱۹۴۶ء میں خالصتاً دینی و روحانی بنیادوں پر "جماعتِ ناجیہ صالحیہ" قائم کی اور سرحد کے طول و عرض کے دورے کر کے لوگوں کو اس جماعت میں شامل کر کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔ جہادِ کشمیر میں نمایاں خدمات پر فخرِ کشمیر کا لقب ملا[۴۴]

حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب کے ساتھ مل کر آپ نے پشاور سے طوائفوں کا اڈہ ختم کیا، نیز آغا جان صاحب ہی کی تحریک پر آپ نے "افغان جرگہ" کو "مسلم لیگ" میں ضم کیا اور جماعت ناجیہ صالحیہ کا تمام دستور العمل آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب پر ہی تیار کیا گیا تھا اور آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضور قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی اس جماعت کی پشاور شاخ کے سربراہ مقرر کیئے گئے تھے[۴۵]

سردار عبدالرّب نشتر مرحوم

(۱۸۹۹ء — ۱۹۵۸ء)

سردار عبدالرب نشتر ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کو پشاور میں عبدالحنان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے، تعلیم و تربیت انتہائی اسلامی ماحول میں ہوئی جس کے اثرات آخری دم تک قائم رہے، پشاور سے بی۔ اے کیا اور علی گڑھ سے ایل ایل بی کر کے پشاور میں وکالت شروع کی۔ اس عرصے میں بلدیہ پشاور کے اوّلین انتخابات ۱۹۲۹ء میں مجلس خلافت پشاور کے پلیٹ فارم سے حصّہ لیا اور میونسپل کمشنر منتخب ہو کر خدمات انجام دینے لگے، ۱۹۳۷ء کے صوبائی انتخابات میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے کامیاب ہوئے[۱]۔

صوبہ سرحد میں جب ۱۹۴۳ء میں پہلی مسلم لیگ وزارت کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس میں وزیر خزانہ بنائے گئے پھر ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کی عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی طرف سے وزارت مواصلات کا قلمدان سنبھالا، قیام پاکستان کے بعد بھی مختلف عہدوں پر فائز رہے، پاکستان مسلم لیگ کے مرکزی صدر بھی منتخب ہوئے اور جماعت کو مضبوط و مستحکم بنانے میں اہم کردار ادا کیا[۲]۔

آپ نے ایک اچھے وکیل، بلدیہ کے میونسپل کمشنر، وزیر، گورنر، سیاستدان، ادیب اور شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل کی لیکن ہر جگہ آپ کی شخصیت پر اسلامی اخلاق و اقدار کے اثرات نمایاں رہے اور یہ حضرت آغا سید تحمل حسین شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے فیوض و برکات تھے[۳] یاد رہے کہ آغا صاحب جناب آغا جان صاحب منار رحمۃ اللہ علیہ کے پھوپھی زاد بھائی تھے

حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب ترنم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

(سنہ ۱۹۰۰ء — سنہ ۱۹۵۹ء)

آپ جناب عبدالعزیز صاحب کے ہاں ۱۹۰۰ء میں بمقام امرتسر پیدا ہوئے، علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد اپنے دور کے اکابر حکماء سے علم طب کے حصول کے لئے زانوئے تلمذ تہہ کیا، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور سید علی حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اکتساب فیض کیا[۵۰]

دو قومی نظریے کی وضاحت اور مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لئے ملک گیر دورے کیے، قیام پاکستان کے بعد لاہور تشریف لائے یہاں پر طبابت و خطابت شروع کی نیز پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور بورڈ آف سنڈیکیٹ کے رکن نامزد ہوئے، جب جمعیت علمائے پاکستان قائم ہوئی تو آپ پنجاب کے نائب صدر اور بعد میں مرکزی نائب صدر منتخب ہوئے، تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور ۲۴ر جولائی ۱۹۵۹ء کو راہی ملک بقاء ہوئے[۵۰ب]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ زمانہ طالب علمی میں لاہور کے نامور حکیم شہزادہ غلام محمد صاحب (سسر حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب) سے استفادہ کے دوران آپ کے تعلقات قائم ہو چکے تھے، آپ مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رجسٹرڈ) کے جلسوں میں خطاب کے لئے اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا خطاب فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ حب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور ہوا کرتا تھا[۵۱]

حضرت پیر محمد امین الحسنات المعروف بہ پیر صاحب مانکی شریف

(۱۹۲۲ء - ۱۹۶۰ء)

حضرت پیر محمد امین الحسنات بن عبد الرؤف بن عبد الحق بن عبد الوہاب کی پیدائش مانکی شریف میں یکم فروری ۱۹۲۲ء کو ہوئی، بارہ سال کی عمر میں والد ماجد کا انتقال ہوگیا اور مسند مانکی شریف کا بھاری بوجھ آپ کے کندھوں پر آ پڑا، آپ نے بڑی ہمت اور جوانمردی سے نہ صرف یہ ذمہ داری نبھائی بلکہ سیاست میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیئے[۵۲]

جب شملہ کانفرنس ۱۹۴۵ء میں ناکام ہوگئی تو دیگر مسلمان رہنماؤں کی طرح پیر صاحب نے بھی قائداعظم اور مسلم لیگ کی حمایت شروع کر دی۔ اس مقصد کے لئے ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو علماء و مشائخ اہلسنت کی ایک تنظیم "جمعیت الاصفیاء" کے نام سے قائم کی اور ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو جب قائداعظم دورۂ سرحد پر تشریف لائے تو مانکی شریف بھی گئے پیر صاحب مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے کمربستہ ہوگئے اور تمام صوبے کا دورہ کر کے مریدین و متوسلین کو دو قومی نظریے کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کیا[۵۳]

چونکہ مسلم لیگ کی جدوجہد اور تحریک پاکستان میں آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب کو پشاور میں مرکزی حیثیت حاصل تھی اس لئے آپ اکثر و بیشتر یہاں تشریف لاتے، دینی و روحانی اور سیاسی نظریات کی یکسانیت سے حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ آپ کے تعلقات روز بروز گہرے ہوتے چلے گئے۔ آپ نے سول نافرمانی کی تحریک اور ریفرنڈم میں بھی ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا، قیام پاکستان کے بعد ۲۸ جنوری ۱۹۶۰ء کو فوت ہوئے[۵۴]

حکیم حافظ عبدالجلیل صاحب ندوی

(المتوفی ۱۹۶۰ء)

آپ پشاور شہر کے ایک مشہور حکیم جناب عبداللہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے اور پشاور کے جید ترین حافظ جناب محمد عتیق صاحب بن حافظ محمد ایوب صاحب نقشبندی بن ولی کامل حافظ محمد مستان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے قرآن مجید فرقان حمید حفظ کیا اور اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا یہاں سے فراغت کے بعد لکھنؤ سے علم طب کی سند حاصل کی اور پشاور میں آکر چوک یادگار میں اپنا مطب شروع کیا اور تمام زندگی خدمتِ خلق میں بسر کی[۵۴]

سیاسی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، پشاور شہر میں انڈین نیشنل کانگریس کو عوامی جماعت بنانے میں آپ نے گرانقدر خدمات انجام دیں کئی بار اس جماعت کے جنرل سیکرٹری بھی منتخب ہوئے اور پوری وفاداری کے ساتھ پارٹی کے امور انجام دیتے رہے آپ نے یکم مارچ ۱۹۶۰ء کو وفات پائی[۵۵]

آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے نہایت ہی قریبی تعلقات قائم تھے اور سیاسی افکار میں اختلاف کے باوجود یہ مراسم کبھی متاثر نہ ہوئے حکیم صاحب کے صاحبزادے حاجی محمد عدیل صاحب آج کل نیشنل عوامی پارٹی کی طرف سے سرحد اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر ہیں جبکہ دوسرے صاحبزادے حکیم محمد کفیل اپنے والد گرامی قدر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۶ء — ۱۹۶۱ء)

حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری ۱۸۹۶ء میں حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب کے ہاں ریاست الور (بھارت) میں پیدا ہوئے، علومِ متداولہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ریاست الور میں ہی مذہبی خدمات انجام دینے لگے، سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد ماجد کے علاوہ حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل کی، آپ ۱۹۲۶ء میں اپنے والدِ گرامیٔ قدر کی جگہ جامع مسجد وزیر خان لاہور میں خطیب مقرر ہوئے۔[۵۵] تحریک پاکستان کی ابتداء ہوئی تو آپنے اس کی حمایت میں کام کرنا شروع کر دیا اور جب ۱۹۴۰ء میں قرار دادِ لاہور (پاکستان) کا جلسہ ہوا تو آپ اس کے سرگرم کارکنوں میں سے تھے بعد ازاں آپنے امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدثِ علی پوری کے ہمراہ پنجاب بھر کا دورہ کر کے مسلم لیگ کا پروگرام عوام تک پہنچایا اور انھیں نظریہ پاکستان قبول کرنے پر آمادہ کیا۔[۵۶]

آپنے آل انڈیا سُنی کانفرنس منعقدہ بنارس ۱۹۴۶ء میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا اور ۱۹۴۶-۴۷ء میں جب پنجاب حکومت کے خلاف مسلم لیگ کی تحریک شروع کی تو آپ صفِ اول کے قائدین میں شامل تھے خضر وزارت کی سختیوں کے باوجود اپنی مہم میں مصروف رہے اور آخر کار گرفتار کر لیے گئے۔[۵۷]

قیام پاکستان کے بعد جب جمعیت علمائے پاکستان قائم ہوئی تو

آپ اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے آپ نے پورے ملک میں جمعیت کو منظم کیا اور اس کی شاخیں قائم کیں، تحریک آزادیٔ کشمیر ۱۹۴۸ء میں بھی آپ نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا اور ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختمِ نبوّت کا آغاز ہوا تو سر دھڑ کی بازی لگا کر میدان میں کود پڑے۔ تحریک کی متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین چنے گئے اور قید و بند کی صعوبتیں نہایت استقامت سے برداشت کیں[۵۸]

آپ ایک بلند پایہ شاعر اور کثیر التصانیف بزرگ تھے درج ذیل کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ (۱) تفسیر الحسنات ۶ جلد (۲) ترجمہ کشف المحجوب، (۳) شمیم رسالت (۴) شرح قصیدہ بُردہ شریف (۵) اوراقِ غم (۶) صبح نور (۷) قراطیس المواعظ (۸) فرشتۂ رحمت (۹) اظہار الاسقام (۱۰) منظہر الاسرار (۱۱) التبیان (۱۲) مونس الاطباء (۱۳) رجوم المؤمنین (۱۴) الارشادات[59]

آپ نے ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعہ داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے احاطۂ مزار میں دفن کیے گئے[۶۰]

حضرت حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ آپ کے نہایت ہی برادرانہ مراسم تھے اور آنجناب کی دعوت پہ آپ اکثر مجلس میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پشاور کے جلسوں میں خطاب کے لئے تشریف لاتے یہ سلسلہ تقسیم ہند سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد بھی جاری رہا۔ یہ سلسلۂ محبت اس وقت بھی قائم و دائم ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سیّد ابن الحسنات خلیل احمد صاحب قادری خطیب جامع مسجد لاہور اور قبلہ مولوی جی صاحب کے آپس میں گہرے مراسم ہیں۔

خان علی گل خان (صدر بلدیہ پشاور)

آپ ۱۸۹۰ء میں عبداللہ خان کے ہاں پشاور میں پیدا ہوئے، میٹرک میں پڑھ رہے تھے کہ تعلیم چھوڑ کر سیاسیات میں حصہ لینے لگے، رولٹ ایکٹ (۱۹۱۹ء) اور تحریک ہجرت (۱۹۲۰ء) میں رضا کار کے طور پر کام کرتے رہے، پرنس آف ویلز جب ۶ مارچ ۱۹۲۲ء کو پشاور آیا تو سرحد حکومت کی طرف سے چوک یادگار پر اُس کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا، آپ نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس موقع پر ہنگامہ کر دیا جس کی پاداش میں چھ ماہ کی سزا کاٹی۔[۶ الف]

جیل سے رہا ہونے کے بعد آپ کو خلافت کمیٹی پشاور کا سیکرٹری مقرر کیا گیا، آپ نے اس کی تنظیم پر بھرپور توجہ دی پھر ۱۹۲۹ء کے دوران کانگرس میں شامل ہوئے اور آخر دم تک مستقل مزاجی سے کانگرس کا ساتھ دیا، سانحہ قصہ خوانی ۱۹۳۰ء میں بھی گرفتار ہو کر ایک سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔[۶ ب]

بلدیہ پشاور کے انتخابات میں بھی حصہ لیا اور میونسپل کمشنر کی حیثیت سے عرصہ دراز تک خدمات انجام دیتے رہے، کچھ عرصہ بلدیہ کے صدر بھی رہے قیام پاکستان سے قبل ہی خرابیٔ صحت کی بناء پر سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔[۶۲] آغا جان علیہ الرحمۃ کے ساتھ آپ کے نہایت ہی برادرانہ مراسم قائم تھے جو اس وقت بھی دونوں گھرانوں میں موجود ہیں۔

ملک حاجی مُحمّد زرین صاحب قادری

(المتوفی ۱۹۶۳ء)

ملک حاجی مُحمّد زرین صاحب موضع بانڈہ ملّاحان ضلع نوشہرہ میں پیدا ہُوئے، اس گاؤں کے تمام باشندے آستانۂ عالیہ قادریہ بکٹوت پشاور کے انتہائی عقیدت مند ہیں، آپ نے علومِ اسلامیّہ کے حصول کے بعد حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کی، دینی محبت و اخلاص کی بدولت جلد ہی مُرشد کا قُرب حاصل کرلیا اور اُن کی تعلیمی تحریک میں نہایت ہی گرم جوشی سے حِصّہ لیتے ہُوئے بانڈہ ملاحان میں ایک مدرسہ قائم کیا جس سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء و ادیب پیدا ہُوئے۔ ؎۶۰

آپ نے سرحد میں خدائی خدمت گار تنظیم کے قیام میں بھی ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا لیکن جب خان عبدالغفار خان نے اس کو کانگرس میں ضم کردیا تو آپ احتجاجًا اس سے الگ ہوگئے اور اپنے پیر بھائی حضرت حاجی محمد امین صاحب کے ساتھ مل کر "افغان جرگہ" کے نام سے مسلمانانِ سرحد کی ایک تنظیم قائم کی اور آپ اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہُوئے۔ آپ نے پشاور سے چکلہ کی لعنت ختم کرنے کے لئے بھی بڑی گرم جوشی سے حِصّہ لیا۔ ؎۶۰

آپ حضرت آغاجان رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی عقیدت مند تھے اور آغاجان رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ارشاد پر آپ نے ۱۹۴۵ء میں اپنی تنظیم "افغان جرگہ" کا الحاق مسلم لیگ سے کرتے ہُوئے تحریک پاکستان میں بھرپور حصّہ لیا، آپ نے ۷۵ برس کی عمر میں ۱۹۶۳ء میں انتقال کیا۔ اس وقت آپ کا پورا گھرانہ مولوی جی صاحب کا دست گرفتہ ہے۔

مفتئ اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ صاحب

(۱۸۸۶ء — ۱۹۶۶ء)

حضرت مفتئ اعظم شاہ محمّد مظہر اللہ صاحب ۲۱ اپریل ۱۸۸۶ء کو بروز بدھ حضرت مولانا محمّد سعید بن حضرت شاہ محمّد مسعود رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں دہلی میں پیدا ہوئے۔ جدّ امجد نے آپ کی پرورش فرمائی، قاری حافظ حبیبُ اللہ صاحب سے قرآن حفظ کرنے کے بعد اُس وقت کے معروف علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کیئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت سیّد صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور اجازت و خلافت کے بعد جامع مسجد فتح پوری میں امامت و خطابت کا سلسلہ شروع کیا، یہاں سے علم وعرفان کا فیضان جاری ہوا[۶۱]۔

آپنے تحریکِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپکے گہرے مراسم تھے، آغا جان رحمۃ اللہ علیہ جب بھی دہلی تشریف لے جاتے تو اکثر آپ سے ملاقات فرماتے اور نماز جمعہ عموماً آپ کی اقتداء میں ادا فرماتے۔ آپ ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو فوت ہوئے[۶۲]۔

آپ کے صاحبزادے پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد صاحب کے ساتھ اُستادی و مُرشدی حضرت علامہ سیّد محمّد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کے برادرانہ تعلقات قائم ہیں، پروفیسر صاحب نے آپ کی کتاب "انوارِ غوثیہ شرح شمائل النبویہ" پر بڑا وقیع اور فاضلانہ مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔

سیّد سلطان محمد شاہ گیلانی المعروف خادمِ کعبہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۰۳ء - ۱۹٦٦ء)

سیّد سلطان محمد شاہ صاحب ۴ر جنوری ۱۹۰۳ء کو شبقدر، (چارسدہ) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد ایک سکول میں تدریس شروع کی جب تحریکِ خلافت کا چرچا ہوا تو اس میں شامل ہو گئے، بعد میں مولانا شوکت علی نے عازمین حج کے حقوق کے لئے "خدام کعبہ" کے نام سے رضاکار بھرتی کئے۔ تو شاہ صاحب نے بھی اپنی خدمات پیش کیں اور یوں "خادمِ کعبہ" کا لقب ان کے نام کا ایک حصّہ بن گیا[۶۳] آپ نے تحریکِ پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، قراردادِ پاکستان کے تاریخی اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۴۰ء میں شریک ہوئے اور واپسی پر ملازمت سے مستعفی ہو کر اپنا اخبار ہفت روزہ "الجمعیتِ سرحد" نکالا" اس اخبار کا پہلا شمارہ ۲٦ر فروری ۱۹۴۱ء کو منظر عام پر آیا، یہ اخبار مسلم لیگ کی پالیسیوں کا حامی تھا، کانگرس اور سُرخ پوشوں پر کڑی تنقید کرتا تھا، کانگرس وزارت کے دوران ان سے ضمانت بھی طلب کر لی گئی۔ کانگرس کے متعصّب ہندوؤں نے آپ کے گھر کو آگ بھی لگائی لیکن آپ کے حوصلے پست نہ ہوئے[٦۴]

ریفرنڈم کے موقع پر بھی الجمعیتِ سرحد نے مسلم لیگ کی پوری پوری حمایت کی۔ ۲۹ر مئی ۱۹٦٦ء کو آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے سیّد محمد حسن گیلانی نے اس اخبار کی ادارت سنبھالی اور یہ روزنامہ کی صورت میں آج بھی بڑی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے[٦۵]

اللہ بخش یوسفی

(۱۹۰۰ء - ۱۹۶۸ء)

اللہ بخش یوسفی ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء کو پشاور شہر کے محلہ کریم پورہ میں پیدا ہوئے، پشاور میں ہی تعلیم پائی، تحریک خلافت و ہجرت میں نمایاں حصّہ لیا اور سرحد سے ایک ہفتہ وار اخبار "سرحد" جاری کیا جو بعد میں روزنامہ ہوگیا، کئی بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں لیکن ان کے پائے استقلال میں کمی واقع نہ ہوئی۔ ۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی مہم چلائی اور سانحہ قصہ خوانی ۱۹۳۰ء پر "فرنٹیر ٹریجڈی" کے نام سے کتاب لکھ کر دنیا کو انگریزوں کے ظلم و ستم اور استبداد سے آگاہ کیا۔ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، قیام پاکستان کے بعد پشاور سے کراچی منتقل ہوکر ہمہ تن تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے اور سرحد کی تاریخ و سیاست پر بے شمار کتابیں لکھیں ان کی اشاعت کے لیئے "محمد علی ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی" کے نام سے باقاعدہ ایک ادارہ قائم کیا۔ اور ۱۳ر مارچ ۱۹۶۸ء کو کراچی میں ہی دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کرگئے۔

حضرت علامہ مولینا عبدالحامد صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۸ء — ۱۹۷۰ء)

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب ۱۸۹۸ء کو یوپی (بھارت) کے ایک مردم خیز خطے بدایون دکن میں مولانا عبدالقیوم صاحب قادری کے ہاں تولد ہوئے، آپ چند دن کے تھے کہ والد ماجد ریل کے حادثے میں شہید ہو گئے اور آپ کی باہمت والدۂ محترمہ نے بڑی محنت و جاں فشانی سے آپ کی تربیت کی، علوم منقولہ و معقولہ کی تحصیل کے بعد سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی نے اجازت و خلافت سے نوازا، آپ دس سال تک مدرسہ شمس العلوم بدایون میں مدرس و مفتی اور جامع مسجد بدایون کے خطیب رہے۔[۶۸]

آپ تحریک خلافت، تحریک پاکستان، تحریک فلسطین اور تحریکِ ختم نبوت میں پیش پیش رہے، عملی سیاست کا آغاز ۱۹۱۴ء میں تحریک خلافت سے کیا پھر ۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی اور مسلم لیگ کے لکھنؤ سیشن ۱۹۳۷ء میں عملی طور پر حصّہ لیا اور قائداعظم کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی ایک مؤثر اور عوامی جماعت بنانے میں ہندوستان کے طول و عرض کے دورے کیئے اور اپنے مدلل خطاب سے لوگوں کو مسلم لیگ کا ہمنوا بنایا، لاہور سیشن ۱۹۴۰ء کے تاریخی اجتماع سے بھی خطاب فرمایا جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔[۶۹]

آل انڈیا سنّی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا نیز ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں بھی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں،

اسی سال مسلم لیگ نے حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں حج کے موقع پر علماء کرام کا ایک وفد سعودی عرب روانہ کیا تاکہ وہاں پر آئے ہوئے مختلف اسلامی ممالک کے مسلمان رہنماؤں کو تحریکِ پاکستان کے محرکات سے آگاہ کیا جاسکے۔ آپ اس وفد کے جنرل سیکرٹری تھے [۷۰]

حضرت علامہ سید ابوالحسنات صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۶۱ء میں متفقہ طور پر آپ کو جمعیت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا تاحیات آپ اس عہدۂ جلیلہ پر متمکن رہے اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے ۲۱ رجولائی ۱۹۷۰ء کو خالقِ حقیقی سے جاملے [۷۱]

مرحوم ایک کثیر التصانیف بزرگ تھے چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں۔
(۱) اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم (۲) اسلام کا زراعتی نظامِ عمل (۳) تصحیح العقائد (۴) فلسفۂ عباداتِ اسلامی (۵) کتاب و سنت غیروں کی نظر میں (۶) تاثراتِ دورۂ چین (۷) تاثراتِ دورۂ روس (۸) رپورٹ دورۂ آزاد کشمیر (۹) حرمتِ سود۔ (۱۰) عائلی قوانین (۱۱) الجواب المشکور فی اسئلۃ القبور (۱۲) مشرقی کا ماضی وحال [۷۲]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ آپکے دیرینہ قلبی مراسم قائم تھے۔ اور پھر دینی سیاسی در روحانی نظریات کی ہم آہنگی سے ان میں دن بدن مزید استحکام ہوتا چلا گیا۔ آپنے آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر سرحد کا متعدد مرتبہ دورہ کیا اور اپنے مدلل خطاب سے مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کے متعلق لوگوں کے شکوک وشبہات دور فرمائے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی پشاور تشریف لاتے تو پہلے آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب قدم رنجہ فرماتے پھر باقی پروگرام پر عملدر آمد فرماتے اور آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آخر دم تک سلسلۂ محبت قائم رکھا

قاضی محمد عیسیٰ صاحب (بلوچستان)

(۱۹۱۴ء - ۱۹۷۶ء)

قاضی محمد عیسیٰ صاحب بلوچستان کے ضلع پشین میں ۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے، کوئٹہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۳ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے اور بیرسٹری کرنے کے بعد ۱۹۳۸ء میں ملک واپس آئے اور وکالت کا پیشہ اختیار کیا، اسی عرصے میں قائداعظم سے ملاقات ہوئی اور مسلم لیگ کے احیاء کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا۔[۵]

دس گیارہ جون ۱۹۳۹ء کو کوئٹہ میں پہلی مسلم لیگ کانفرنس منعقد کروائی اور ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی بلوچستان مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے تائید و حمایت کی۔ آپ کی دعوت پر ۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے بلوچستان کا دورہ کیا تو آپ نے پچاس ہزار افراد کے ساتھ اُن کا شاندار استقبال کیا اور انھیں تلوار کا تحفہ پیش کیا آپ نے بلوچستان کے سیاسی حالات پر ایک کتابچہ بھی شائع کیا۔[۶]

آپ نے اپنی قابلیت، ذہانت اور پُرخلوص محنت و جدوجہد سے قائداعظم اور مسلم لیگ کا اس قدر اعتماد حاصل کرلیا تھا کہ ۱۹۴۴ء میں سرحد مسلم لیگ کی تنظیم نو کے لئے آپ کو آرگنائزر بنا کر بھیجا گیا۔ آپ نے تقریباً آٹھ ماہ یہاں پر گزارے اور پشاور سٹی مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی اور آپ کے صاحبزادوں نے آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ آپ نے ۱۹ جون ۱۹۷۶ء کو وفات پائی۔[۷]

علّامہ علاؤالدین صاحب صدیقی

سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

(سنہ ۱۹۰۷ء — سنہ ۱۹۷۷ء)

علّامہ علاؤالدین صدّیقی سنہ ۱۹۰۷ء میں بمقام لاہور پیدا ہوئے، گورنمنٹ کالج اور ایف سی کالج لاہور سے تحصیل علم کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔اے۔ ایل۔ایل۔بی کیا اور سرکاری ملازمت اختیار کی۔ تحریک پاکستان عروج پر تھی کہ آپ بھی سنہ ۱۹۴۵ء میں ملازمت ترک کر کے آزادئ وطن کی تحریک میں شامل ہو گئے اور پنجاب مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔[۳۸]

پاکستان کے قیام کے بعد سیاست سے کنارہ کش ہو کر دوبارہ تعلیم و تدریس میں مشغول ہوئے، گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرر شپ شروع کی پھر ۱۹۵۳ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے چیئرمین مقرر ہوئے ۱۹۶۴ء میں اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین کا منصب سنبھالا جبکہ ۱۹۶۹ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے، ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہوئے اور ۱۹۷۷ء میں وفات پائی۔[۳۹]

صدّیقی صاحب جناب حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے انتہائی عقیدت مند تھے اور محدّث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عالیہ پر گھنٹوں آغاجان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محو گفتگو رہتے تھے۔[۴۰]

پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف

(۱۹۱۴ء — ۱۹۷۸ء)

زکوڑی شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک مشہور و معروف خانقاہ ہے جسے حضرت پیر طریقت امام محمد رضا نوحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آباد فرمایا اور رُشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، حضرت پیر طریقت عبداللطیف زکوڑی شریف بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ ۲ نومبر ۱۹۱۴ء کو حضرت شیخ عبدالقادر نوحانی کے ہاں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت کے بعد اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین ہوئے[۸۰]

سرحد مسلم لیگ کی شاخ ۱۹۳۸ء میں جب ڈیرہ اسمٰعیل خان میں قائم ہوئی تو پیر صاحب نے ڈیرہ کے دیگر مسلم رہنماؤں کے ہمراہ مسلم لیگ میں شمولیت فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور عقیدت مندوں کو اس میں شامل ہونے کی تلقین کی۔ آپ نے ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے موقع پر مسلم لیگ ڈی آئی خان کی نمائندگی کی اور سرحد کے جنوبی اضلاع کے علاوہ کوہاٹ، میانوالی اور وزیرستان میں آپ کی وجہ سے تحریک پاکستان کو کافی تقویت ملی[۸۱] اور ریفرنڈم میں آپ نے وہ شاندار کردار ادا کیا کہ آپ کو "فاتح ریفرنڈم" کہا جانے لگا۔ آپ یکم فروری ۱۹۷۸ء کو واصل بحق ہوئے[۸۲]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ پیر زکوڑی شریف کے نہایت گہرے سیاسی و روحانی روابط قائم تھے آپ جب کبھی پشاور تشریف لاتے تو آستانہ عالیہ قادریہ یکہ توت ضرور تشریف لاتے اور اکثر اوقات کئی کئی دن یہاں پر بسر فرماتے بلکہ آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب کو وہ اپنا ہی گھر سمجھتے تھے[۸۳]

سیّد علی شاہ صاحب بخاری (میونسپل کمشنر)

(۱۸۹۶ء — ۱۹۷۹ء)

پشاور شہر میں ساداتِ بخاریہ کا ایک خانوادہ سیّد کریم شاہ بخاری کی اولاد پر مشتمل ہے۔ سیّد علی شاہ صاحب بخاری بھی اس خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ ۲۸ نومبر ۱۸۹۶ء کو پشاور شہر کے محلّہ شاہ رسول میں سیّد کریم شاہ صاحب بخاری کے ہاں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اپنے ایک قریبی رشتہ سیّد علی عباس بخاری کے ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہوگئے۔[۸۴]

بلدیہ پشاور میں جب الیکشن رائج ہوئے اور میونسپل کمیٹی کے ممبران ووٹ کے ذریعے منتخب ہونے لگے تو آپ نے بھی بلدیہ کے انتخابات میں حصّہ لیا اور ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۳ء میونسپل کمشنر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، اور بلدیہ پشاور کی فنانس سب کمیٹی و گارڈن سب کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔[۸۵]

علاوہ ازیں آپ دوسری جنگِ عظیم کے دوران پشاور میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کی تنظیم Air Raid Precaution Organization کے ہیڈ وارڈن رہے جبکہ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۵ء میں اس تنظیم کے ڈویژنل وارڈن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

آپ نے ۱۵ جولائی ۱۹۷۹ء کو وفات پائی۔[۸۵ الف]

رحیم بخش غزنوی

(۱۹۰۳ء ـــ ۱۹۸۱ء)

رحیم بخش غزنوی ۱۹۰۳ء میں بمقام پشاور میاں احمد جی صاحب کے گھر پر پیدا ہوئے۔ پشاور میں ہی تعلیم حاصل کی اور سرحد کی سیاسی تحریکوں سے وابستہ ہوگئے، تحریک ہجرت، تحریکِ خلافت اور خدائی خدمت گار تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔[86] لیکن جب خان عبدالغفار خان نے خدائی خدمت گار تحریک کو کانگرس میں ضم کر دیا تو آپ اُن سے الگ ہوگئے۔ قائداعظم نے جب پہلی بار ۱۹۳۶ء میں صوبہ سرحد کا دورہ کیا اور اس موقع پر جو پارلیمنٹری بورڈ بنایا گیا تو آپ بھی اس بورڈ کے ممبر تھے۔[87]

جب فرنٹیئر مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس کی مجلس عاملہ کے ممبر منتخب ہوئے۔[88]

آپ ایک اچھے ادیب اور مقرر بھی تھے، مسلم لیگ کے اکثر جلسوں سے خطاب کرتے نیز روزنامہ "سرحد" کی ادارت بھی کرتے رہے، آپ نے تحریکِ پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔[89]

قیام پاکستان کے بعد خان عبدالقیوم خان وزیرِ اعلیٰ صوبہ سرحد سے اختلاف کی بنا پر جیل میں ڈال دیئے گئے اور اخبار بھی بند کر دیا گیا، آپ نے ۲۲ دسمبر ۱۹۸۱ء کو وفات پائی۔[90]

حضرت علامہ مولانا محمد شعیب صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۰۱ء ـــــ ۱۹۸۲ء)

حضرت علامہ مولانا محمد شعیب صاحب مردان کے مولوی میر حسین صاحب کے گھر پر ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے، والد گرامی اور دیگر جید ترین علماء کرام سے استفادہ کرنے کے بعد استاد العلماء حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے "سندِ حدیث" حاصل کی اور پھر والد ماجد کی مسند تدریس سنبھالی، آپ فقہ حنفی پر کمال درجے کی دسترس رکھتے تھے اور تمام مسائل اس کی روشنی میں حل کرتے تھے۔[۹۶]

آپ نے کانگرس کے پلیٹ فارم سے ۱۹۲۹ء میں خارزار سیاست میں قدم رکھا پھر ۱۹۳۶ء میں جمعیت علمائے ہند (سرحد) کے ناظم اعلیٰ رہے جبکہ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ میں شمولیت کی اور ۱۹۴۷ء میں صوبائی مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ تحریک پاکستان میں انتہائی گرم جوشی سے "دو قومی نظریے" کے لئے کام کرتے رہے، قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۱ء میں مردان کے ڈسٹرکٹ خطیب مقرر ہوئے اور ۱۹۸۲ء میں اپنی وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔[۹۷]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب کے ساتھ آپ کے انتہائی عقیدت مندانہ مراسم تھے، آپ جب بھی پشاور آتے تو آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ضرور تشریف لاتے۔ آپ نے اصلاحِ معاشرہ اور اردو ادب کی ترقی و ترویج کے لئے ایک ہفت روزہ جریدہ "قیادت" کے نام سے فروری ۱۹۵۵ء میں مردان سے جاری کیا جو آپ کی وفات کے بعد بھی کچھ عرصہ تک شائع ہوتا رہا۔[۹۸]

حضرت علامہ مفتی اعظم سرحد مولانا شائستہ گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع لنڈی شاہ مته مردان میں مولانا محمد علی صاحب کے ہاں ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے، اپنے والد کے علاوہ سرحد کے دیگر نامور علماء کرام سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ المشائخ عبدالوہاب صاحب المعروف پیر مانکی شریف کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور اپنے گاؤں میں دارالعلوم قائم کر کے درس نظامی کی مکمل تدریس کا اہتمام کیا اور اس میں چار بلند پایہ علماء کو مدرس رکھا۔[94]

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے سیاسیات سرحد میں بھی بھرپور حصہ لیا اور خان عبدالغفار خان کے دوش بدوش خدائی خدمت گار تنظیم کو منظم کیا لیکن جب انہوں نے اسے ہندو کانگرس میں ضم کر دیا تو آپ ان سے الگ ہو گئے اور ملت اسلامیہ کے مفادات کے تحفظ کے لئے مسلم لیگ کا ساتھ دینے لگے، تحریک پاکستان میں آپ نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا اور سرحد کے علماء اہلسنت اور مشائخ عظام کے ساتھ کئی مرتبہ صوبے بھر کا دورہ کر کے دو قومی نظریے کی وضاحت کے لئے تقریریں کیں اور رائے عامہ کو ہموار کیا۔[95]

قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ حکومت کو نفاذِ شریعت کا وعدہ یاد دلانے کے لئے جگہ جگہ جلسے شروع کئے تو حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے گیارہ ماہ کے لئے ملک بدر کر دیا جس کی بدولت آپ سیاست سے کلی طور پر مایوس ہو کر دینِ اسلام کی تبلیغ و تدریس میں مصروف ہو گئے اور عقائدِ حقہ اہل سنت کی ترویج و اشاعت کے لئے ساڑھے چار سو کتابیں قلم بند کیں۔[96]

آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے انتہائی قریبی مراسم قائم تھے، دونوں عظیم رہنماؤں کی اولاد کے یہ تعلقات آج بھی برابر استوار ہیں۔

استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت علامہ سیّد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند تھے، ریاست الور (بھارت) میں ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد کے علاوہ اُس دور کے ممتاز علماء اہل سُنّت سے عُلومِ اسلامیہ کی تکمیل کی، کچھ عرصہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت سیّد علی حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے[97]

والد گرامی قدر کی لاہور آمد کے بعد آپ اُن کی جگہ آگرہ کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے، بعد ازاں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی خطابت کے لئے طلب کئے گئے، جب لاہور میں دارالعلوم حزب الاحناف کا قیام عمل میں آیا تو اپنے والد اور بھائی کے ہمراہ آپ بھی یہاں پر مدرس مقرر ہوئے اور پھر اس ادارے کے سربراہ کی حیثیت سے آخری وقت تک خدمات انجام دیتے رہے اور علمائے اہلِ سُنّت میں سے نوّے فیصدی علمائے کرام آپ کے شاگرد ہیں[98]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی سے ابوالبرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی برادرانہ روابط اُستوار تھے، آپ اکثر مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں سے خطاب کے لئے پشاور تشریف لایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ اُلفت و محبت اس وقت بھی موجود ہے اور دونوں بزرگوں کے صاحبزادوں یعنی قبلہ مولوی جی صاحب اور علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی کے درمیان مخلصانہ مراسم قائم ہیں۔

شیخ المشائخ سید بادشاہ گل صاحب ابن سید فضل احمد المعروف حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہما

آپ سرحد کے مجاہدِ اعظم حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۱۸۸۲ء میں بمقام ترنگزئی (چارسدہ) پیدا ہوئے اور تعلیم و تربیت کے بعد اپنے والد گرامی قدر کے ہمراہ انگریزوں سے جہاد میں مصروف ہوئے اور قبائلی علاقہ مہمند کے مجاہدین کی قیادت کرتے رہے اور کئی معرکوں میں مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ فرنگی کی فوج کو شکست سے دوچار کیا۔[۱۱۹]

والد گرامی مرتبت کی وفات کے بعد جب آپ اُن کے سیاسی و رُوحانی جانشین مقرر ہوئے تو ایک طرف خانقاہِ معلّٰی کا نظم و نسق سنبھالا تو دوسری طرف سیاسی میدان میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی، نہایت عزم و استقلال سے انگریزوں کی سازشوں کا مقابلہ کیا، دو قومی نظریئے کی بھرپور حفاظت کرتے ہوئے مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں کبھی پس و پیش سے کام نہ لیا۔[۱۲۰]

آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے نہایت گہرے روابط اُستوار تھے اور جب بھی پشاور آتے تو آستانہ عالیہ قادریہ ضرور تشریف لاتے، قیامِ پاکستان کے بعد آپ مسلم لیگ کے صوبائی صدر رہے، آپ ایک اچھے ادیب اور شاعر بھی تھے اور بینوم تخلص کرتے تھے۔[۱۲۱]

سردار اورنگ زیب خان

آپ ۱۸۹۹ء کو ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں محمد آیاز خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جو پٹھانوں کے مشہور قبیلے گنڈا پور سے تعلق رکھتے تھے آپ نے مشن ہائی سکول ڈیرہ اسمٰعیل خان سے میٹرک کیا پھر مشن کالج پشاور سے بی اے کرنے کے بعد سر صاحبزادہ عبدالقیوم خان کے ایماء پر ایل ایل بی کرنے کے لئے علی گڑھ چلے گئے وہاں آپ مسلم سٹوڈنٹس کے صدر بھی رہے۔[۱۰۱]

ایل ایل بی کرنے کے بعد پشاور میں وکالت شروع کی، پہلی گول میز کانفرنس لندن میں سر صاحبزادہ صاحب کے پرسنل سیکرٹری کی حیثیت سے شامل ہوئے اور ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب کے انتقال کے بعد حزب اختلاف کے لیڈر منتخب ہوئے اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر حزب اختلاف کے تمام ممبران کو مسلم لیگ میں شامل ہونے پر آمادہ کر لیا، قرارداد پاکستان کی حمایت سرحد مسلم لیگ کی طرف سے آپ نے کی اور ۱۹۴۳ء میں آپ کی قیادت میں سرحد میں مسلم لیگ کی وزارت قائم ہوئی جو ۱۹۴۵ء تک کام کرتی رہی۔[۱۰۲]

آپ نے حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب کے ساتھ مل کر سرحد میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے انتھک جدوجہد کی اور آل انڈیا مسلم لیگ کے تمام احکامات اور ہدایات پر بے چون وچرا عمل کرتے رہے، قیام پاکستان کے بعد آپ اپنی مساعیٔ جمیلہ کے تحت سرحد مسلم لیگ کے نائب صدر منتخب کیئے گئے اور ۱۹۴۹ء میں برما کے سفیر مقرر ہوئے آپ ۱۹۵۳ء تک اس عہدے پہ کام کرتے رہے۔[۱۰۳]

پیر بخش خان ایڈووکیٹ

(۱۹۰۴ء — ء)

پیر بخش خان نومبر ۱۹۰۴ء میں پشاور کے چوہدری محمد بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ بی۔اے کے بعد علی گڑھ میں داخلہ لیا وہاں سے ایل ایل بی اور تاریخ میں ایم اے کرنے کے بعد ۱۹۲۸ء میں واپس پشاور آئے اور یہاں پر وکالت کے پیشے کا آغاز کیا[۱۰۵] پشاور بلدیہ میں جب ۱۹۲۹ء کو پہلی بار انتخاب کا طریقہ رائج ہوا تو آپ نے مجلس خلافت پشاور کے پلیٹ فارم سے انتخاب میں حصہ لیا اور کامیاب ہوئے[۱۰۶]

آپ نے حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی کے ساتھ مل کر قائداعظم محمد علی جناح کو پشاور کے دورے کی دعوت دی اور ۱۹۳۶ء میں اس دعوت پر قائداعظم پشاور تشریف لائے اور شاہی باغ میں ایک جلسے سے انگریزی میں خطاب کیا جس کا اردو ترجمہ پیر بخش خان صاحب نے پیش کیا جسے قائداعظم نے بہت پسند کیا[۱۰۷] اس دورے کے دوران قائداعظم نے بیس ارکان پر مشتمل ایک مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ قائم کیا جس کا کنوینر آپ کو مقرر کیا گیا[۱۰۸]

آپ نے ۱۹۳۷ء میں پشاور شہر سے سرحد اسمبلی کے انتخابات میں بھی حصہ لیا آپ کے مقابلے میں سردار عبدالرب نشتر اور خان عبدالقیوم خان تھے آپ ان دونوں کے مقابلے میں بھاری ووٹوں سے کامیاب ہوئے[۱۰۹]

آپ ایک اچھے وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مقرر اور ادیب بھی تھے اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا محبوب موضوع تھا مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پشاور کے جلسوں میں بڑی دلچسپی سے شامل ہوتے اور تقریر بھی کیا کرتے تھے اور آخر دم تک یہ سلسلہ قائم رکھا[۱۱۰]

الحاج خان میر ہلالی

آپ ۱۸۹۳ء میں پشاور کے محلہ آسیا میں گل میر صاحب کے ہاں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک حزب اللہ میں شامل ہو کر انگریزی حکومت کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا۔ ایک اعلیٰ پائے کے مقرر اور شاعر کی حیثیت سے تحریک ہجرت و خلافت میں بھی خدمات انجام دیتے رہے[۱۱۱]

ایک ہفت روزہ اخبار "ہمدرد افغان" ۱۹۲۸ء میں جاری کیا جس میں فرنگی حکومت پر کڑی تنقید کی جاتی تھی، انگریزوں نے اخبار بند کر دیا اور آپ کو جیل میں ڈال دیا، رہائی کے بعد ۱۹۳۰ء میں کانگرس میں شامل ہو گئے اور سانحہ قصہ خوانی کی پاداش میں دوبارہ قید کر دیئے گئے پھر ۱۹۴۲ء میں کانگرس کی ہندو نواز پالیسی پر احتجاجاً استعفےٰ دے دیا[۱۱۲]

کانگرس سے نکل کر مجلس احرار میں شمولیت کی اور ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک مجلس احرار سرحد کے جنرل سیکرٹری رہے[۱۱۳] قائد اعظم کے دوسرے دورۂ سرحد کے موقع پر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور سرحد کے طول و عرض کے دورے کر کے پشتو زبان میں دو قومی نظریئے کی وضاحت کا کام کیا نیز تحریک پاکستان پر پشتو نظمیں بھی لکھیں جن سے متاثر ہو کر ہزاروں پٹھان مسلم لیگ سے آملے، قیام پاکستان کے بعد اپنے اخبار "جمہوریت" کے ذریعے تعمیر پاکستان میں اہم کردار ادا کیا[۱۱۴]

ارباب عبدالغفور خان خلیل

۱۹۰۷ء — سنہ

ارباب عبدالغفور خان ۱۹۰۷ء میں پشاور کے ایک ملحق گاؤں تہکال بالا میں پیدا ہوئے، آپ نے اسلامیہ کالج میں تعلیم کے دوران ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا اور علاقہ خلیل کے لوگوں کی اصلاح کے لئے ۱۹۲۷ء میں "خلیل جرگہ" تشکیل دیا، پھر ۱۹۲۹ء میں خان عبدالغفار خان کے ساتھ مل کر "افغان جرگہ" کی بنیاد رکھی اور ان کے ہمراہ کانگرس میں شامل ہو گئے اور ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں سرحد اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے لیکن کانگرس وزارت کے دوران مسلمانوں کے متعلق اُن کے غیر منصفانہ رویے سے بددل ہو گئے، جنگ عظیم دوم کے دوران گرفتار ہو کر جیل چلے گئے اور ۱۹۴۲ء میں جب جیل سے رہا ہوئے تو کانگرس سے الگ ہو گئے۔[115]

اس عرصے میں حاجی محمد امین صاحب اور حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ مل کر شہر کو طوائفوں سے پاک کیا بعد ازاں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں کام کرنے والے "افغان جرگہ" کے صدر منتخب ہوئے چونکہ اس کے اغراض و مقاصد کافی حد تک آل انڈیا مسلم لیگ سے ہم آہنگ تھے اس لیے ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ بند کمرے میں طویل گفتگو ہوئی جس کے بعد آپ نے اور آپ کے دیگر ساتھیوں نے متفقہ طور پر "افغان جرگہ" کو مسلم لیگ میں مدغم کر دیا اور تحریک پاکستان کی جدوجہد میں شامل ہو گئے۔[116]

میاں ضیاءالدّین بارایٹ لاء

(۱۹۰۱ء ـــ سنۂ)

میاں ضیاءالدّین سرحد کے معروف بزرگ حضرت کاکا صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد سے تعلق رکھتے تھے، آپ میاں وسیع الدین صاحب کے گھر پر ۳/ جولائی ۱۹۰۱ء کو موضع سرخ ڈھیری (صوابی) میں پیدا ہوئے، پشاور سے ایف اے کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے اور وہاں پر ۱۹۲۳ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد واپس پشاور آ گئے اور یہاں پہ وکالت شروع کر دی ہے[۱۱۴]

آپ نے ۱۹۳۷ء میں سرحد اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا اور کامیابی حاصل کر کے صاحبزادہ عبدالقیوم خان کا ساتھ دیا، اُن کی وفات کے بعد سردار اورنگ زیب کے ہمراہ مسلم لیگ میں شمولیت کی اور ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء تک صوبائی مسلم لیگ کے نائب صدر رہے جبکہ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۶ء تک جنرل سیکرٹری کے عہدے پہ کام کرتے رہے، آپ کے گھرانے کی عورتوں نے بھی تحریکِ پاکستان میں اہم خدمات انجام دیں[۱۱۵]

آپ حافظ سیّد محمّد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے انتہائی قریبی اور با اعتماد ساتھیوں میں سے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اقوامِ مُتّحِدہ میں پاکستانی مندوب بنا کر بھیجے گئے، مختلف ممالک میں سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے، آپ کی اولاد بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اَخلاقِ حسنہ کی مالک ہے[۱۱۶]

ملک شاد محمّد خان صاحب

(۱۹۱۲ء ـــ سنہ ء)

ملک شاد محمّد خان پشاور کے ایک زمیندار ملک فضل دین کے گھر پر ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو محلہ ملک پورہ (دیکھ نوٹ) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول پشاور سے حاصل کی۔ آپ نے آزادیٔ وطن کی جدّوجہد کانگرس کے پلیٹ فارم سے ۱۹۲۹ء میں شروع کی لیکن جب یہ محسوس کیا کہ کانگرس صرف ہندو قوم کے تحفظ کے لئے برسرِپیکار ہے تو اس سے علیحدگی اختیار کرلی اور ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔[۱۲۰]

آپ ۱۹۳۹ء میں پشاور سٹی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے[۱۲۱] پھر ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک پشاور میں تحریک پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا، تحریک سول نافرمانی اور ریفرنڈم کے دوران عوام کو نظریہ پاکستان سے روشناس کروانے کے لئے بھرپور خدمات انجام دیں اور قیام پاکستان کے بعد تعمیر ملک کے لئے حتی الامکان جدوجہد کی[۱۲۲]

آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادوں نے "ملک شاد محمّد خان" ٹرسٹ قائم کیا ہے جو دینی اور قومی کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے[۱۲۳]

حضرت علامہ مفتی مدرار اللہ صاحب مدرار رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۱۳ء — ۱۹۹۴ء)

آپ مولانا محمد شعیب صاحب نقشبندی کے چھوٹے بھائی تھے، مردان میں ۲۶ اگست ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے، والد اور بھائی سے تکمیل علم کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی سے "سند حدیث" حاصل کی پنجاب یونیورسٹی لاہور سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور اپنے بڑے بھائی کے شانہ بشانہ دینی و سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہو گئے۔[۱۲۴]

آپ مسلم لیگ کے بانی رہنماؤں میں سے تھے، تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جب مسلم لیگ نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو ۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے آپ نے مردان کی ایک عدالت پر قبضہ کر لیا جس کی پاداش میں گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیئے گئے۔[۱۲۵]

قیام پاکستان کے بعد مئی ۱۹۴۸ء میں مردان سے ایک ہفت روزہ اخبار "نوائے ملت" جاری کیا جو ۱۹۸۷ء سے باقاعدگی کے ساتھ نکلتا رہا، اسلام اور تحریک پاکستان پر متعدد کتابیں بھی قلم بند کی ہیں جن کی اشاعت میں آپ کے صاحبزادے اکرام اللہ شاہد صاحب بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ برادر اکبر کی وفات کے بعد ۱۹۸۲ء میں مردان کے ڈسٹرکٹ خطیب مقرر ہوئے اور ۱۹۹۴ء میں اپنی وفات تک یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔[۱۲۶]

حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ نے جو محبانہ مراسم قائم کیے تھے وہ رشتہ الفت و محبت دونوں گھرانوں میں اس وقت بھی قائم و دائم ہے۔

خان فدا محمد خان

آپ ۲۴ نومبر ۱۹۱۹ء کو جناب محمد طہماس خان کے ہاں پشاور میں پیدا ہوئے جو خیبر ایجنسی کے پولیٹیکل آفیسر تھے، آپ ۱۹۴۱ء میں ایڈورڈز کالج پشاور سے بی اے کرنے کے بعد علی گڑھ چلے گئے اور وہاں سے ۱۹۴۴ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی واپس آکر پشاور میں وکالت شروع کی اور مسلم لیگ کی تنظیم میں بھی گہری دلچسپی لی نیز پشاور میں قائداعظم نیشنل گارڈ کی بنیاد ڈالی اور قائداعظم نے ۱۹۴۵ء میں جب دوسری مرتبہ سرحد کا دورہ کیا تو فدا محمد خان نے ان کے باڈی گارڈ دستے کے سالار کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔[۱۲۷]

جب ۱۹۴۶ء میں سرحد مسلم لیگ کی تنظیم نو کی گئی تو آپ کو سرحد مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ آپ نے اس عرصے میں نہایت محنت اور لگن سے دو قومی نظریے کا پرچار کرتے ہوئے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا لیکن قیام پاکستان کے بعد آپ کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا اور خان عبدالقیوم خان کی جابرانہ پالیسیوں کے نتیجے میں آپ کو جماعت سے بھی الگ ہونا پڑا لیکن پھر مسلم لیگ کے مخلص اور پرانے ساتھیوں کی کوششوں سے واپس آگئے جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔ آپ کئی مرتبہ قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی رہے اور صوبہ سرحد کے گورنر کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیئے۔[۱۲۸]

آستانہ عالیہ قادریہ تکیہ توت آغا پیر جان صاحب کی مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی خدمات کو بڑی قدر سے دیکھتے ہیں اور قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ اس وقت بھی آپ کے گہرے مراسم ہیں۔

حاجی عبدالستار صاحب

آپ سوات میں ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے، مدراس (انڈیا) سے میٹرک کر کے فوج میں بھرتی ہو گئے، تحریکِ پاکستان کا چرچا ہوا تو حوالدار کی حیثیت سے کام کر رہے تھے چنانچہ فوج سے مستعفی ہو کر دہلی میں دریا گنج کے مقام پر منیاری کی دوکان شروع کر دی اور مسلم لیگ کے جلسے جلوسوں میں بھی شامل ہونے لگے، اسی عرصے میں نواب صدیق علی خان (سالارِ اعلیٰ مسلم نیشنل گارڈ) اور میجر خورشید انور (نائب سالارِ اعلیٰ مسلم نیشنل گارڈ) کی قربت نصیب ہوئی، اُن کے حکم پر پشاور آئے اور یہاں پر سرعسکر ملا محمد اور نائب سالار سید قمر الزمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ساتھ مل کر پشاور سٹی مسلم نیشنل گارڈ منظم کیا ——— جب مسلم لیگ کی طرف سے سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تو اس موقع پر ایک خفیہ ریڈیو سٹیشن کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی، میجر خورشید انور صاحب نے آپ کو دہلی بھیجا اور وہاں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر لے کر پشاور واپس آئے اور آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان یکہ توت پشاور میں اس خفیہ ریڈیو اسٹیشن کی نشریات صدائے پاکستان سے شروع کی گئیں تو اس کی دیکھ بھال اور ایک مقام سے دُوسرے مقام پر منتقلی کی نگرانی کا فریضہ آپ کے سپرد کیا گیا جسے آپ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انجام دیتے رہے۔

آزادیٔ وطن کا یہ عظیم مجاہد اس وقت مردان میں نہایت گمنامی اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہا ہے، ۲۳ اگست ۱۹۹۶ء کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے اپنی آخری خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اگرچہ میں بڑی غربت کی زندگی بسر کر رہا ہوں اگر اس سے زیادہ غریب ہو جاؤں تو پھر بھی کوئی پرواہ نہیں لیکن ہر وقت یہی فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مملکت خداداد پاکستان قائم و دائم رہے اور اس کی سالمیت پر کوئی آنچ نہ آنے پائے، نیز دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضری بار بار نصیب ہوتی رہے"۔

حواشی باب پنجم

۱۔ چراغ محمد علی، اکابرینِ تحریکِ پاکستان، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۰ء ص ۲۹۳، ۲۹۴

۲۔ علی ندوی ابوالحسن۔ نقوشِ اقبال، مجلسِ نشریاتِ اسلام کراچی ص ۴۳، ۴۴

۳۔ ایضاً ص ۴۴

۴۔ چراغ محمد علی۔ محولہ بالا ص ۵۰۳

۵۔ عبدالحکیم خلیفہ۔ "اقبال" دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۶۸ء ج ۳ ص ۱۴، ۱۵

۶۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۷۔ عبدالجلیل پوپلزئی، صوبہ سرحد کی انقلابی تحریکیں، فکشن ہاؤس لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۱۵

۸-۹۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ا ص ۲۵۸ - ۲۶۶

۱۰۔ B.48, S -775,V. XII.P.7

۱۱۔ سید محمد امیر شاہ قادری۔ محولہ بالا ص ۲۶۶

۱۲۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص ۴۱۳

۱۳۔ اللہ بخش یوسفی، سرحد اور جدوجہدِ آزادی ص ۵۴۸، ۵۵۸

۱۴۔ I.P.S Daily Dairy, dt. 25.8.39,B.47, S.771,V.XIII, P 135

۱۵۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص ۴۱۵

۱۶-۱۸۔ ایضاً ص ۳۷۸ - ۳۷۹

۱۹۔ سید وقار علی شاہ، پیر صاحب مانکی ص ۱۲۱

۲۰۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص ۴۶۶

۲۱ھ ۔ سید وقار علی شاہ، محولہ بالا ص ۱۲۱

۲۲ھ ۔ چراغ محمد علی، محولہ بالا ص ۴۴۔۴۲۔۴۲

۲۳ھ ۔ ایضاً ص ۴۴۶

۲۴ھ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۲۵۔۲۶ھ ۔ سید محمد امیر شاہ، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور، ۱۹۷۲ء، ج ۲ ص ۹۳۔۹۸

۲۷ھ ۔ محمد شفیع صابر، تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ، ص ۴۳۹

۲۸۔۳۰ھ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۱۔۳۲ھ ۔ چراغ محمد علی، محولہ بالا ص ۴۱۵۔۴۲۲

۳۳ھ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۴۔۳۵ھ ۔ عزیز جاوید، محولہ بالا ص ۴۲۵۔۲۸

۳۶ھ ۔ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۲۹

۳۷۔۳۹ھ ۔ سید سلیم گیلانی، "حضرت سید شاہ میر قادری گیلانی مظفر آبادی" پندرہ روزہ الحسن (شاہ محمد غوث نمبر) ص ۸۳۔۸۹

۴۰ھ ۔ نقوش آپ بیتی نمبر (۱۹۶۴ء) ج ۲ ص ۱۵۳۸۔۱۵۵۲

۴۱ھ ۔ ولی مظہر ایڈووکیٹ محولہ بالا ج ۲ ص ۱۸۹۹

۴۲ھ ۔ انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز لاہور، ۱۹۸۴ء ص ۴۲۹

۴۳۔۴۴ھ ۔ وحید الرحمٰن ڈاکٹر، حاجی محمد امین کی حیات پر ایک نظر، ص ۳۔۱۵

۴۵ھ ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۶۔۴۷ھ ۔ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۲۷۰۔۲۷۱

۴۸ھ ۔ S. Mujawar Hussain Shah, op. Cit P.7

۴۹۔۵۰ھ ۔ محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان، مکتبہ رضویہ گجرات ۱۹۷۶ء ص ۱۸۹۔۱۹۱

۵۱ھ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۵۲-۵۴ھ۔ سید وقار علی شاہ، پیر صاحب مانکی اور ان کی سیاسی جدوجہد ص ۱۱۴-۱۱۴
۵۴-الف ب۔ سید محمد امیر شاہ قادری، تذکرہ خلفاءِ پشاور، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ص ۱۳۹-۱۴۰
۵۵-۵۶ھ۔ محمد صادق قصوری محولہ بالا ص ۴۶-۴۷
۵۷ھ۔ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہلسنت لاہور، مکتبہ نبویہ لاہور، بار دوم، ۱۹۸۸ء، ص ۴۹
۵۸-۶۰ھ۔ محمد صادق قصوری محولہ بالا ص ۴۸-۴۹
۶۰ الف۔ فارغ بخاری، باچا خان۔ نیا مکتبہ لاہور، ۱۹۵۷ء، ص ۴۰۸
۶۰ ب۔ ایضاً ص ۴۰۸
۶۰ ج۔ ایضاً ص ۴۰۸
۶۰ د۔ انٹرویو ملک محمد زمان بن ملک حاجی محمد زرین قادری
۶۰ ھ۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۱۲۴ ح
۶۱-۶۲ھ۔ محمد صادق قصوری، محولہ بالا ص ۲۴۱-۲۴۸
۶۳ھ۔ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۳۱۱
۶۴-۶۵ھ۔ سید محمد حسن گیلانی "سید سلطان محمد شاہ المعروف خادم کعبہ"
۶۶-۶۷ھ۔ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۳۱۸-۳۱۹
۶۸-۷۲ھ۔ محمد صادق قصوری، محولہ بالا ص ۱۰۵-۱۱۲
۷۳ھ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۷۴-۷۶ھ۔ چراغ محمد علی، محولہ بالا ص ۷۹۴، ۸۰۵
۷۷-۷۸ھ۔ اردو انسائیکلوپیڈیا فیروز سنز لاہور ۱۹۸۴ء ص ۷۴۳
۷۹ھ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۸۰ھ۔ بشیر احمد بیگ، تذکرہ پیرانِ زکوڑی شریف، خانقاہ زکوڑی شریف ڈی آئی خان ۱۹۸۲ء ص ۹۳-۹۴

۸۱ھ۔ ایضاً ص ۹۵-۹۷

۸۲ھ۔ ایضاً ص ۹۸-۱۱۴

۸۳ھ۔ انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۸۴ھ۔ انٹرویو سیّد فرزند علی شاہ بخاری بن سیّد علی شاہ بخاری

۸۵ھ۔ میونسپل کمیٹی ریکارڈ

۸۵الفھ۔ انٹرویو سید فرزند علی شاہ بخاری

۸۶ھ۔ عزیز جاوید محوّلہ بالا ص ۳۷

۸۷ھ۔ محمّد شفیع صابر، محوّلہ بالا ص ۳۲

۸۸ھ۔ عزیز جاوید، محوّلہ بالا ص ۹

۸۹ھ۔ عزیز جاوید، محوّلہ بالا ص ۳۷

۹۰ھ۔ محمّد شفیع صابر، محوّلہ بالا ص ۲۲، ۳۲۱

۹۱-۹۳ھ۔ سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ علماؑ و مشائخ سرحد ج ۲ ص ۲۶۰-۲۷۱

۹۴-۹۶ھ۔ ایضاً ص ۲۳۰-۲۳۶

۹۷-۹۸ھ۔ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱۹-۳۲۲

۹۹-۱۰۱ھ۔ محمّد شفیع صابر، تحریکِ پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصّہ، ص ۲۲۸-۲۲۹

۱۰۲-۱۰۴ھ۔ عزیز جاوید، محوّلہ بالا ص ۳۸۰-۳۸۱

۱۰۵-۱۰۹ھ۔ ایضاً ص ۳۶۸-۳۷۸

۱۱۰ھ۔ مجلس میلاد النبی پشاور ریکارڈ

۱۱۱ھ۔ عزیز جاوید محوّلہ بالا ص ۲۶

۱۱۲ـ محمد شفیع صابر محولہ بالا ص ۲۷۷
۱۱۳ـ ۱۱۴ عزیز جاوید محولہ بالا ص ۲۷۷-۲۷۸
۱۱۵ـ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۲۳۵
۱۱۶ـ انٹرویو ملک محمد زمان بن ملک حاجی محمد زرین قادری
۱۱۷ـ عزیز جاوید۔ محولہ بالا ص ۱۳۱
۱۱۸ـ محمد شفیع صابر محولہ بالا ص ۲۵۹، ۲۶۰
۱۱۹ـ عزیز جاوید، محولہ بالا ص ۱۳۵-۱۳۶
۱۲۰ـ عزیز جاوید۔ محولہ بالا ص ۱۲۱
۱۲۱ـ I.p.s. Daily Dairy dt .15.9.39, B.47, S.771 V.8, P. 135
۱۲۲ـ عزیز جاوید محولہ بالا ص ۱۲۱
۱۲۳ـ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۲۵۶
۱۲۴ـ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۲ ص ۲۷۱
۱۲۵ـ وقار علی شاہ قادری۔ پیر مانکی اور اُن کی سیاسی جدوجہد ص ۶۶
۱۲۶ـ مدرار اللہ مدرار۔ خان عبدالغفار خان سیاست و عقائد ادارہ اشاعت مدرار العلوم مردان ۱۹۹۵ء ص ۲۷۶-۲۷۷
۱۲۷ـ عزیز جاوید، محولہ بالا ص ۱۲۱
۱۲۸ـ محمد شفیع صابر، محولہ بالا ص ۲۴۹

باب ششم
اولادِ امجاد

سیّد نُور احمد شاہ صاحب المعروف آغا گُل رحمۃُ اللہ علیہ

۱۹۱۱ء — ۱۹۷۴ء

آپ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃُ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے، آپ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے آپ نے ناظرہ قرآنِ مجید فرقان حمید جناب خلیفہ ضمیر الدین حبیب صناعی والدہ محترمہ سے پڑھا اور پشاور کے اسلامیہ ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا اور یہاں سے ہی بی اے کا امتحان پاس کیا[1]

گریجویشن کے بعد آپ نے محکمہ اطلاعات میں ترجمان کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا، پھر صوبائی اسمبلی میں تعینات ہوئے اور اسسٹنٹ سیکرٹری کے عہدے تک ترقی کی، وطن عزیز میں جب پہلا مارشل لاء نافذ ہوا تو آپ کی خدمات محکمہ امداد باہمی کے سپرد کر دی گئیں اور وہاں پر آپ سپرنٹنڈنٹ کی پوسٹ پر کام کرتے رہے۔ اسمبلیوں کی بحالی کے بعد واپس اسمبلی میں آئے یحییٰ خان صاحب کے مارشل لاء کے دوران کچھ عرصہ تک مارشل لاء ہیڈ کوارٹر میں شکایات سیل کے سیکرٹری

کی حیثیت سے کام کرتے رہے[2]
بعدازاں جب ۱۹۷۲ء میں سرحد اسمبلی کی تشکیل ہوئی تو یہاں پر اسسٹنٹ سیکریٹری کی حیثیت سے آپ کا تقرر کیا گیا اور ساٹھ سال پورے ہونے کے باوجود آپ کے تجربے اور لیاقت و ذہانت سے استفادہ کرنے کے لئے تین سال تک مدّتِ ملازمت میں توسیع کر دی گئی، آج سرحد اسمبلی جن خطوط پر اُستوار ہے یہ آپ ہی کی قابلیت، محنت، جاں فشانی اور رہنمائی کا نتیجہ ہے[3]
سرحد اسمبلی کے سنیئر رپورٹر جناب علی رضا قزلباش صاحب کو ۱۹۵۱ء سے آخر دم تک آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ وہ آپ کی کارکردگی اور خداداد صلاحیتوں پر یوں روشنی ڈالتے ہیں

"یوں لگتا تھا کہ گویا سارا اسمبلی دفتر ان ہی کے گرد گھوم رہا ہے کیونکہ جہاں آپ ایک طرف شعبۂ مالیات کے نگران تھے تو دوسری طرف انتظامیہ بھی ان ہی کے سپُرد تھی، مزید برآں تراجم، قانون سازی اور اسمبلی کی مباحثات کی تدوین کے لئے تو وہ علیحدہ ماہوار الاؤنس پاتے تھے، اتنے ڈھیر سارے کام وہ یکہ و تنہا خوش اسلوبی اور چابک دستی سے انجام دینے کے علاوہ ۱۹۵۲ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایل ایل بی کے امتحان میں بھی کامیاب ہوئے ان کی استعداد کار کا جائزہ لیتا ہوں تو وہ مجھے فوق البشر شخصیت نظر آتے ہیں یا پھر انھیں نابغہ ہی کہا جا سکتا ہے"[4]

قزلباش صاحب آپ کے اخلاق و کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"۱۹۵۵ء کے اواخر میں وحدتِ مغربی پاکستان کے قیام کے بعد ہم سب کی تبدیلی لاہور ہوگئی جہاں انھیں انتظامی شعبے کا نگران مقرر کیا گیا چونکہ مغربی پاکستان میں پڑھے لکھے لوگوں کی کمی نہ تھی اِس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے اصلی جوہر وہیں پر کُھلے، انہوں نے اپنی قابلیت، انتھک محنت اور حسنِ اخلاق سے تمام دفتر کو اپنا گرویدہ بنالیا، پیشہ ورانہ چپقلش اور چشمک کے باوجود بھی دوست تو دوست دشمن بھی ان کی غیر جانبداری، انصاف پسندی اور لیاقت کا اعتراف کُھلے بندوں کرتے تھے"[۵]

آپ کا گھر آستانۂ عالیہ قادریہ علم و فضل اور شریعت و طریقت کا گہوارہ تھا اور آپ کے بھائی حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہُ العالی نے اہالیانِ پشاور کے قلوب و اذہان کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے منور کرنے کے لئے "مجلس میلاد النبی پشاور" کی بنیاد رکھی اور آپ کے والد گرامی قدر حضرت حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب اس کے بانی صدر رہے، آنجناب کی رحلت کے بعد ۱۹۵۰ء میں سیّد نور احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس تنظیم کا صدر منتخب کیا گیا اور آپ نے بڑی عقیدت و محبت اور ذوق و شوق سے اس کے پروگراموں کو آگے بڑھایا[۶]۔

۶۳ برس کی عمر میں ۶ ر اگست ۱۹۷۴ء کو اچانک آپ پر فالج

کا حملہ ہوا اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے بولٹن بلاک میں داخل کر دیئے گئے گیارہ دن تک صاحب فراش رہنے کے بعد ۱۶ اگست ۱۹۷۴ء کو انتقال کر گئے تھے اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن کیے گئے اس موقع پر ملک و بیرون ملک سے بے شمار تعزیتی پیغامات تاثرات، قرار دادیں اور خطوط موصول ہوئے جن کی تفصیل پندرہ روزہ الحسن پشاور ۱۵ ر اگست ۱۹۷۴ء کے خصوصی شمارے "سید نور احمد شاہ نمبر" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اس موقع پر جناب محمد افضل سرور خان سیکرٹری صوبائی اسمبلی نے اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کیے:

"اس ابتلا اور قحط الرجال کے دور میں مرحوم جیسی شریف النفس اور جامع الصفات شخصیت باید و شاید . . .

ان کی ملازمت کا دور واقعی ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے، ان کی علمیت اور قابلیت کا یہ عالم تھا کہ اردو، انگریزی، فارسی اور پشتو زبان پر یکساں قدرت حاصل ہونے کے باعث ترامیم، قانون سازی، دفتری انتظامی امور اور اسمبلی کے مباحثات کی نوک پلک سنوارنے میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی اور قواعد و ضوابط کے تو گویا حافظ تھے باایں ہمہ انہوں نے نہ کبھی برتری کا احساس دلایا اور نہ کبھی استعلا ظاہر کی"۔ شہ

اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر جناب ارباب سیف الرحمٰن صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا۔

"سید نور احمد شاہ کی قابلیت، اہلیت اور مناسب مشورے

سے میں بہت متاثر رہا ہوں۔ میں اُن کی خودداری، خود اعتمادی، خوش خلقی اور حسنِ اخلاق کا اعتراف کیئے بغیر نہیں رہ سکتا اگر میں یہ کہوں کہ وہ موجودہ اسمبلی کے رُوحِ رواں تھے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس اسمبلی کی قابلِ رشک روایات اور بلند معیار کا سہرا انہیں کے سر ہے وہ ہمیشہ کرسئ صدارت کو آئین، قانون، قواعد اور پارلیمانی روایات کے مطابق مشورہ دیتے اور دیانتداری، غیر جانبداری اور جرأت مندی ان کے لہجہ سے عیاں ہوتی ان کی وفات سے اسمبلی سیکرٹریٹ کو یقیناً ایک ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔"۹

جناب محمد حنیف خان صاحب سپیکر سرحد اسمبلی نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا :

"سید نور احمد شاہ مرحوم ایک طویل عرصہ سے سرحد اسمبلی سے منسلک رہے بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ جب سے اس صوبہ میں اس جمہوری ادارے نے جنم لیا وہ اس کے ایک ستون کی طرح اس سے وابستہ رہے، جب وحدت مغربی پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو آپ مغربی پاکستان کی اسمبلی میں بطور اسسٹنٹ سیکرٹری کام کرتے رہے۔ ۱۹۷۰ء میں جب چاروں صوبے بحال ہوگئے تو آپ سرحد اسمبلی میں اسسٹنٹ سیکرٹری کی حیثیت سے مقرر ہوئے آپ نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو منظم کرنے میں جس جانفشانی سے کام کیا اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا آپ ایک نہایت دیانتدار اور فرض شناس افسر تھے

آپ کی موت ہمارے لئے ایک عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے"۔ [۱]

آپ کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا سید احمد ناصر قادری گیلانی ہے جو اس وقت حبیب بینک میں آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے اور اُردو کا اچھا شاعر بھی ہے۔

سیّد شیر احمد شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۱۳ء — ۱۹۳۵ء)

آپ حضرت حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری گیلانی کے ہاں ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم و تربیت اُستاد شیر محمد صاحب کے ہاں یکہ توت میں ہی حاصل کی، میٹرک کا امتحان اسلامیہ کالجیٹ ہائی سکول سے امتیازی پوزیشن میں پاس کیا پھر اسلامیہ کالج پشاور سے بی اے کیا۔ [۱]

آپ انتہائی ذہین اور عبقری قسم کے انسان تھے، اعلیٰ پائے کے بہترین شاعر اور ادبی محافل کے رُوحِ رواں سمجھے جاتے تھے، اسد تخلص کرتے تھے آپ نے شاعری کی مختلف اصناف حمد و نعت، منقبت اور نظم و غزل وغیرہ پر بہت کچھ لکھا تھا جو ایک رشتہ دار کے پاس تھا لیکن وہ کسی کو بتانے سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ مدیر اعلیٰ الحسن کے پاس ایک منقبت محفوظ تھی جو حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کی شان میں تحریر فرمائی، اُسے قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔

دونوں جہاں میں پیارا سید حسن ہمارا ⁂ اسلام کا دُلارا، سید حسن ہمارا
اُمی نبی کا پیارا، سید حسن ہمارا ⁂ چشمِ علی کا تارا، سید حسن ہمارا
نورِ خدائے اکبر، پاکیزہ اور اطہر ⁂ ہر بے نوا کا چارا، سید حسن ہمارا
رفعت کے آسماں پر، عظمت کے کہکشاں پر ⁂ چمکا تیرا ستارا، سید حسن ہمارا
ہمت کے گلستاں میں، غربت کے آشیاں میں ⁂ تھا سب سے آشکارا، سید حسن ہمارا
فقر و غنا کا مالک، جُود و سخا کا مالک ⁂ سید حسن ہمارا، سید حسن ہمارا
گم کردہ رہ کا ہادی، اسلام کا یہ غازی ⁂ گرتوں کا ہے سہارا، سید حسن ہمارا
رہ سے بھٹک گیا ہوں، ہستی کھو چکا ہوں ⁂ اب تو ہے میرا چارا، سید حسن ہمارا
جُوئے رواں سے اپنے عرفاں کا جام بھر دے ⁂ پیاسا ہوں میں خدارا، سید حسن ہمارا

اپنی اسد دُعا ہے اور ان سے التجا ہے
محشر میں دیں سہارا، سید حسن ہمارا[۱۲]

آپ نے گریجویشن کے بعد ایم اے میں داخلہ لیا اور طالب علمی کے زمانے میں ہی اچانک بیمار ہوئے اور ۱۹۳۵ء میں ۲۲ سال کی عمر میں ناکتخدا فوت ہوئے۔ آغا جان رحمۃ اللہ علیہ نے جواں سال بیٹے کی جدائی کا یہ صدمہ صبر و استقامت سے برداشت کیا۔ پشاور کے مشہور شاعر جناب ضیاء جعفری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی جذبات کا اظہار یوں کیا۔

اعتبارِ عالمِ فانی ہے کیا ⁂ جو یہاں آیا اُسے جانا پڑا
دردِ غم ہے زندگی کا ماجرا ⁂ کیا ہے یاں جز نالہ و آہ و بکا
سید عالی نسب کان سخا ⁂ باپ کا پیری میں تھا جو آسرا
پورِ غوثِ اعظم و سبطِ حسن ⁂ یادگارِ دودمانِ مرتضیٰ

وہ چراغ افروزِ بزمِ شاعری ؛ گلبدن، گل پیرہن، گل گوں قبا
شاعر، فاضل، ادیب، نکتہ سنج ؛ بست و دو سالہ جوانِ باصفا
چھ ستمبر جمعہ کا روزِ سعید ؛ چار بجنے کو تھے وقتِ عصر تھا
ہائے وہ ایم اے کا طالب علم جو ؛ شمع کشتہ کی طرح رخصت ہوا

مصرعۂ تاریخ لکھ رو کر ضیاء
شیر احمد شاہ حزیں نے کی قضاء ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

حکیم سید احمد حسین شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۳۵ھ ۱۹۱۷ء — ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء)

آپ حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں پیدا ہوئے، آپ نے بھی ابتدائی تعلیم اُستاد شیر محمد صاحب سے حاصل کی اور میٹرک کرنے کے بعد اپنے رشتہ کے نانا صاحب شہزادہ حکیم غلام محمد صاحب کے ہاں لاہور چلے گئے۔ انہوں نے آپ کو طبیہ کالج لاہور میں داخل کروا دیا۔ یہاں پر طب کی تعلیم مکمل کر کے آپ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ تشریف لے گئے! اور وہاں سے "حاذق الحکماء و فاضل طب والجراحت" کی سند حاصل کی اور لاہور میں شہزادہ صاحب کے ہاں دواخانہ الکوثر میں طبابت شروع کر دی ۱۳۵۹ھ

چونکہ یہ تحریک پاکستان کا دور تھا اور پشاور میں آپ کا گھر آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت شریف مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا مرکز و محور تھا اس لئے آپ نے لاہور اور پٹیالہ میں دوران تعلیم تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، قائداعظم کے دوسرے دورۂ سرحد ۱۹۴۵ء سے قبل آپ پشاور واپس تشریف لائے اور یہاں پر مسلم لیگ کے جائنٹ سیکرٹری کے عہدے پر کام کرنا شروع کر دیا[۱۵]

اس دورۂ سرحد کے دوران نشتر آباد پشاور میں خان بہادر محمد حسن خان صاحب کے مکان پر قائداعظم محمد علی جناح کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا اور قائداعظم کے کھانے پینے، آرام اور دیگر تمام امور کی نگرانی آپ کے سپرد کی گئی تھی جسے آپ نے نہایت ہی ذمہ دارانہ طریقے سے پورا کیا[۱۶]

یوں تو پہلے سے بھی آپ کو قائداعظم سے بے حد محبت تھی لیکن ان ایام میں قائداعظم کے قریب رہ کر اس عقیدت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں جب آپ کو قائداعظم کی وفات کا علم ہوا تو آپ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور بے اختیار بے ہوش ہو گئے[۱۷]

مملکت پاکستان اور قائداعظم کا یہ شیدائی جو تمام عمر لوگوں کے امراض کا علاج کرتا رہا آخری عمر میں خود جگر کے مرض کا شکار ہو گیا اور ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء کو اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف چل بسا[۱۸] آپ کو حضرت ابوالبرکات سید حسن رحمۃ اللہ علیہ کے احاطۂ مزار میں دفن کیا گیا، آپ نے ایک بیٹی اور دو بیٹے سید زین العابدین گیلانی

المعروف شاہین آغا اور سید احمد شاہ المعروف شاہ حسین یادگار چھوڑے ہیں۔

سید قمر الزمان شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۲۶ء — ۱۹۵۴ء)

سید قمر الزمان شاہ گیلانی بن حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی والی آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے ناظرہ قرآن اور ابتدائی دینی تعلیم استاد شیر محمد سے حاصل کی، اسلامیہ ہائی سکول پشاور سے میٹرک کیا اور مسلم نیشنل گارڈ پشاور کے نائب سرِ عسکر کے طور پر خدمات انجام دینے لگے[۲۰]

سرحد مسلم لیگ نے جب فروری ۱۹۴۷ء میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو ۲۱ فروری کو ایک جلوس میں شامل اکثر سرکردہ مسلم لیگی رہنما گرفتار کر لیئے گئے جن میں مسلم نیشنل گارڈ پشاور سٹی کے سرِ عسکر پہلوان طلاء محمد صاحب بھی شامل تھے[۲۱] تو رضا کاروں کی رہنمائی کا فریضہ آپ کو ادا کرنا پڑا، اس عرصے میں حکومت نے آپ کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری کیئے لیکن مسلم لیگ ہائی کمان کے حکم پر آپ نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیئے پیش نہیں کیا اور پولیس کی نظروں سے چھپ کر خفیہ طور پر رضا کاروں کی قیادت کرتے رہے[۲۲]

اس سول نافرمانی کی تحریک کے دوران مسلم نیشنل گارڈ کے ناظم

سالارِ اعلیٰ میجر خورشید انور بھی سرحد تشریف لائے اور انہوں نے زیادہ تر وقت پشاور میں آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب پر جناب قمرالزمان شاہ صاحب گیلانی کی معیت میں گزارا، میجر خورشید انور صاحب اکثر ایک جگہ سے دُوسری جگہ بھیس بدل کر جایا کرتے انہیں مختلف مقامات پر پہنچانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا[۲۳]

تحریک سول نافرمانی کے دوران میجر صاحب نے آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب پر ایک خفیہ ریڈیو سٹیشن قائم کیا اور ایک خفیہ اخبار بھی جاری کیا، اس سلسلے میں جناب قمرالزمان شاہ صاحب گیلانی نے اس تمام کام کی نگرانی نہایت احسن طریقے سے کی اور اس کام کو چلانے کے لئے مسلم نیشنل گارڈ کے رضا کاروں کی ڈیوٹیاں لگائیں جو بوقت ضرورت اُخفیہ ریڈیو سٹیشن کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتے نیز خفیہ اخبار کی تیاری، اشاعت اور تقسیم کے فرائض انجام دیتے تھے[۲۴]

سیاست کے ساتھ ساتھ آپ کو ادب سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ اُردو اور ہندکو میں بلند پایہ اشعار کہتے تھے، آپ نے ہندکو ادب کی ترویج کے لئے ایک انجمن بھی تشکیل دی تھی جس کے اجلاس باقاعدگی سے آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں منعقد ہُوا کرتے تھے[۲۵] آپ کے والدِ گرامی قدر حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی بھی ایسی محافل کے انعقاد میں بڑی دلچسپی لیتے اور سرپرستی فرماتے[۲۶]

سول نافرمانی کی تحریک کے دوران روزانہ جلسے جلوسوں کے موقع پر آنسوگیس کے زہریلے مادے سے آپ کو جگر کا عارضہ

لاحق ہو گیا اور پھیپھڑے بھی متاثر ہوئے، آپ مردانہ وار ان بیماریوں کا مقابلہ کرتے رہے، یہاں تک کہ ۱۹۵۴ء میں تکلیف بہت زیادہ ہو گئی اور آپ کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور عین جوانی کے عالم میں آپ نے انتقال کیا۔[۲۷]

آپ کے ایک ہی صاحبزادے سید علاؤالدین علی المعروف شوکت آغا ہیں جو ۶ مارچ ۱۹۴۹ء کو پیدا ہوئے، آج کل محکمۂ تعلیم میں اسسٹنٹ کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں اور سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ میں اپنے چچا حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کے دستِ گرفتہ ہیں۔

قافلہ آزادی کے مصنف نے سید قمر الزمان شاہ صاحب کے حضور یوں خراجِ تحسین پیش کیا۔

یہ وہ مسلم لیگ کے نامور مردِ جواں ٭ ان ہی کا جاری تھا یاں ریڈیو صدائے پاکستان[۱]

جاں فشانی سے کیا تھا کام مسلم لیگ میں ٭ آج تک روشن ہے ان کا نام مسلم لیگ میں

ریفرنڈم میں بھی بے حد کام انہوں نے کیا ٭ دیکھی ہے یاں سب نے ان کی سرفروشانہ ادا

لیگ کے جلسے جلوسوں میں بھی یہ آگے رہے ٭ پہلے یہ سالارِ اعلیٰ مسلم نیشنل گارڈ کے تھے

زندگی بھر خدمتِ خلق ہی رہا ان کا شعار

میرِ میراں سید حسن شہ میں ہے ان کا مزار[۲۸]

---

[۱] "ریڈیو صدائے پاکستان" کے یہ بانی تھے۔

سیّد اختر الزّمان شاہ گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۲۸ء - ۱۹۹۲ء)

آپ حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ہاں بکہ تُوت پشاور میں ۱۹۲۸ء کو پیدا ہُوئے چونکہ آپ کا گھر مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کا مرکز تھا اس لئے بچپن سے ہی مسلم لیگ کی تمام سرگرمیوں میں بھرپور حصّہ لینا شروع کر دیا اور تعلیم کے ساتھ ساتھ مسلم نیشنل گارڈ کے پلیٹ فارم سے رضا کار کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔[29]

جب سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تو آپ میٹرک کے طالب علم تھے، تعلیم کو خیرباد کہہ کر تحریک میں سرگرم عمل ہو گئے، آپ کے بھائی سید قمر الزمان شاہ گیلانی ہائی کمان کی ہدایت کی وجہ سے خفیہ طور پر رضا کاروں کی رہنمائی کر رہے تھے، جبکہ آپ سرِعام اُن کی طرف سے مسلم نیشنل گارڈ کی نگرانی کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ایک جلوس کی قیادت کے دوران آپ گرفتار کر لیئے گئے اور تقریباً پانچ ماہ جیل میں گزارے۔[30]

آپ نے سلسلۂ چشتیہ میں تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ اسی چشتی نسبت کی بدولت ہر وقت آپ پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ اور مودت اہلبیت کی کیفیت طاری رہتی،

تمام عمر مجرد رہ کر اسی الفت و محبت میں زندگی بسر کی، آپ کی موت بھی اِسی عشق کا مظہر ٹھہری، ۱۷ر محرم الحرام ۱۴۱۳ھ/ ۱۹ر جولائی ۱۹۹۲ء کو انتقال کیا اور ہزاروں اشکبار آنکھوں کے سامنے آبائی قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔

سیّد ناصر الزمان شاہ صاحب گیلانی المعروف

سیّد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(سنہ ۱۹۳۰ء - سنہ ۱۹۴۶ء)

آپ حافظ سیّد محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی کے ہاں یکہ توت میں ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے اور آپ کو انور شاہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ابتدائی تعلیم اور ناظرہ قرآن مسجد غز یکہ توت میں پڑھتے رہے اور اسلامیہ ہائی سکول پشاور میں داخل کر دیئے گئے۔ آپ بڑے محنتی اور ہونہار طالب علم تھے، جماعت نہم میں پڑھ رہے تھے کہ بیمار ہو گئے اور سولہ سال کی عمر میں ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء کو اس دنیائے فانی سے الوداع ہوئے، اور آبائی قبرستان میں حضرت ابو البرکات سیّد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ آرام فرما ہوئے۔

پشاور کے ایک مایہ ناز شاعر اور آستانۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کے عقیدت مند جناب قاضی محمد عمر صاحب قضاؔ نے آپ کی تاریخ

وفات لکھی جو لوحِ مزار پر کندہ ہے۔

۵ انوار کا دن تھا دس کا عمل تھا سترہ تھی جمادی الآخر کی

دُنیا سے گئے وہ نیک سیرت سید انور!

کیا خوب قضا نے برجستہ تاریخ سنین ہجری میں

لکھی ہے یہ مرنے والے کی اللہ کی رحمت ہو تجھ پر ۱۳۶۵ھ

۱۳۶۵ھ

سید اصغر الزمان شاہ قادری گیلانی

المعروف ”چن جی“ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۳۷ء - ۱۹۸۲ء)

آپ آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے، ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ/جون ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہی حاصل کی اور میٹرک کرنے کے بعد پولیس میں ملازم ہو گئے، آپ حافظ علی احمد جان صاحب کے درس قرآن میں شامل ہوا کرتے تھے نیز اپنے بڑے بھائی حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کے زیر اہتمام مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں آپ کے دست گرفتہ تھے۔

آپ کو ہندکو زبان سے بہت محبت تھی اور ہندکو کی ترویج و اشاعت

میں بڑی سرگرمی سے شامل ہوتے، آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیرجان صاحب پر ہندکو مشاعرے کرواتے جن میں پشاور کے تمام ہندکو شعراء شمولیت کرتے اُستاد گھائل اور استاد جوش اس دور کے دو بلندپایہ ہندکو شاعر تھے اور دونوں کی آپس میں چپقلش رہتی تھی لیکن آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیرجان صاحب پر منعقد ہونے والے مشاعروں میں دونوں تشریف لایا کرتے تھے[۳۴]

جناب چمن جی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی ہندکو زبان میں کلام منظوم فرماتے اور مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کرتے تھے، نیز طارق تخلص کے طور پر استعمال کرتے اور اُستاد گھائل سے اصلاح لیتے تھے اور ان کے ہمراہ ریڈیو پروگراموں میں بھی حصہ لیتے تھے[۳۵]

نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں۔

تیری شان کبریائی دے کیا کہنے ∴ طارق مشکور ہے صبح تے شام تیرا
ورد محمد دا قلب سی ہویا جاری ∴ ہوک اُٹھ اُٹھ کے لیندی نام تیرا
رب ارنی کہندیا غش آگیا ئے ∴ اتھے مالک ہویا ساتھ ہمکلام تیرا
ہویا شرف نہ حاصل ہو رتا یٔیں ∴ طارق کیوں نہ ہووے غلام تیرا

نعرہ اللہ اکبر دا بلند ہویا ∴ پرچم ہلالی دا قبر لانے پیوند ہویا
نام قائد دا ایسا دوچند ہویا ∴ قائم دنیا وچ ہویا پاکستان سونڑاں

جس دن دیکھی تیری صورت ∴ بس ایسی بے صورت ہوئی
تارے گن گن رات گزاری ∴ رات ہجر دی لمبی ہوئی[۳۶]

آپ کی شادی ۱۹۶۰ء میں ملتان کے ایک سادات گھرانے کے سربراہ سید الطاف حسین شاہ صاحب بخاری کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیاں اور

دو بیٹے عطا فرمائے، بڑے بیٹے کا نام سید سعید الزمان قادری گیلانی ہے جو انتہائی ذہین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں بڑی کامیابی سے ماربل کا کاروبار کر رہے ہیں، سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے چچا حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کے مرید ہیں اور آنجناب مدظلہ العالی کے داماد بھی ہیں۔ جبکہ حق جی کے چھوٹے صاحبزادے سید محسن علی گیلانی اس وقت جماعت ہشتم کے طالب علم ہیں۔

آپ کی ولادت کی طرح وفات بھی بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ / جنوری ۱۹۸۲ء کو انتقال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن کئے گئے۔

حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف "مولوی جی صاحب"

(مدّ ظلہُ العالی)

آپ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۱۰ رمضان ۱۳۳۷ھ / ۹ جون ۱۹۱۹ء کو آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت شریف پشاور میں حافظ سید محمد زمان شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی، دادا جان حضرت سید احمد شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتویں دن عقیقہ کر کے نام تجویز فرمایا اور آپ کی پرورش پر خصوصی توجہ مبذول فرمائی۔[۳۴]

ابتدائی تعلیم و تربیت

آپ نے ناظرہ قرآن کریم جناب خلیفہ ضمیر الدین صاحب کی والدہ ماجدہ سے پڑھا اور فارسی ادب کی کتابیں مولانا شیر محمد صاحب امام مسجد غز یکہ توت سے پڑھنی شروع کیں۔ جنہیں فارسی زبان و ادب پر غیر معمولی عبور حاصل تھا اور پشاور کے بڑے بڑے علماء و فضلاء فارسی سیکھنے کے لئے اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے تھے، چنانچہ آنجناب مدظلہ العالی نے یوسف و زلیخا، گلستان، مثنوی مولانائے روم اور دیوانِ حافظ ان سے پڑھا، یہ تمام کتابیں انھیں زبانی یاد تھیں۔[۳۵]

تحصیل علم مروّجہ

آپ کو بھی اُس وقت کے عام حالات کے مطابق اسلامیہ ہائی سکول میں داخل کروایا گیا جہاں آپ ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اِس عرصے میں آپ جناب محمد شاہ کوہاٹی، جناب سرور شاہ صاحب، جناب صفدر خان صاحب، جناب عبدالعلی خان صاحب، مولانا لطف اللہ صاحب، جناب محمود شاہ صاحب، جناب عطاء محمد صاحب، جناب حسین بخش صاحب، مولانا مولوی عبدالمنان صاحب، مولانا عبدالقادر صاحب (ہیڈ ماسٹر) اور جناب یحییٰ جان صاحب (کانگرس دور میں سرحد کے وزیرِ تعلیم رہے) سے مختلف جماعتوں میں پڑھتے رہے۔[۳۹]

اِکتسابِ علومِ دینیّہ

آپ جماعتِ ہفتم کے طالب علم تھے کہ اچانک ٹائیفائیڈ بخار ہو گیا جو مسلسل باون دن تک رہا، جب بخار اُترا تو آپ اس قدر نحیف ہو چکے تھے کہ جسم میں چلنے پھرنے کی سکت نہ تھی اس لئے سکول جانے کے قابل نہ رہے اور اس بخار کی وجہ سے آپ کی بینائی بھی متأثر ہو چکی تھی ڈاکٹر صاحب نے آپ کو چشمہ استعمال کرنے کی ہدایت کی، کچھ عرصے کے بعد جب صحت بحال ہوئی تو آپ نے سکول کی تعلیم جاری رکھنے کی بجائے دینی علوم حاصل کرنے کا تہیّہ کر لیا اور پشاور کے ایک مشہور و معروف عالم دین اور امیر ملت حضرت حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب

محدث علی پوری کے خلیفہ حضرت علامہ شیخ التفسیر والحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۷ء) سے قرآن مجید فرقانِ حمید کا ترجمہ و تفسیر اور دیگر علوم اسلامیہ کی تحصیل شروع فرمائی یہ سلسلہ سات سال تک جاری رہا اس کے ساتھ ساتھ دیگر اوقات میں پشاور کے جن جلیل القدر علمائے کرام سے علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی اُن کے نام یہ ہیں :

(۱) حضرت علامہ مفتیٔ اعظم سرحد مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۹۲ء - ۱۹۴۴ء) آپ حضرت مجاہد اعظم حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

(۲) صدر الافاضل، محدث جلیل حضرت علامہ مولانا گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۴ء - ۱۹۶۵ء) آپ اعلیحضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

(۳) حضرت علامہ مولانا مولوی عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۵۶ء)

(۴) فقیہہ کبیر حضرت علامہ مولانا سید محمد ایوب شاہ صاحب جعفری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۵) حضرت فقیہہ عصر مولانا عبدالمنان صاحب چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد سول کوارٹرز پشاور

لقب مولوی جی صاحب

لڑکپن میں عام طور پر بچے کھیل کود میں دلچسپی لیتے ہیں لیکن اس عمر میں بھی آپ کی دلچسپی کا مرکز و محور کتابیں ہُوا کرتی تھیں اور علوم

دینیہ" میں حد درجہ انہماک کی بدولت دادا جان حضرت سید احمد شاہ صاحب قادری گیلانی آپ کو "مولوی جی" کہہ کر یاد فرماتے، آہستہ آہستہ اصل نام کی جگہ اس لقب کو اس قدر شہرت ہوئی کہ گھر کے علاوہ باہر بھی تمام پشاور میں اپنے اور بیگانے سب آپ کو مولوی جی صاحب کہہ کر پکارنے لگے[۱]

سندِ حدیث

آپ نے صحاحِ ستہ اور متعلقہ علوم حدیث کی تکمیل حضرت شیخ الحدیث صوفی باصفا علامہ گل فقیر احمد صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی اور انہوں نے آپ کو علم حدیث کی سند عطا فرمائی جو "ثبت امیری مصری" کے نام سے دنیائے علم وفن میں مشہور رہے اور یہ پانچ واسطوں سے اس ثبت کے مؤلف حضرت علامہ مولانا ابی محمد محمد بن محمد الامیر الکبیر تک پہنچتی ہے[۲]

سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کی اجازت وخلافت

عُلومِ ظاہری سے فراغت کے بعد آپ والدِ گرامیٔ قدر کے زیرِ سایہ مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے اور والد محترم نے ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء کو حضرت ابوالبرکات سید حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر عرس مبارک کے موقع پر سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کی اجازت و خلافت اور تمام اسباق کی تعلیم مرحمت فرمائی نیز رسالہ غوثیہ مصنفہ محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کبھی عنایت فرمایا اور پھر بڑی گیارھویں شریف

کو ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی فرما کر سجادہ نشین بنا دیا۔[۴۳]

درس وتدریس

قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی نے ۱۹۴۱ء میں اپنے مشفق ومہربان اُستاد حضرت علامہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے اپنے آبائی مکان آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور شہر میں درس قرآن کریم کا آغاز فرمایا تاکہ اہالیانِ پشاور کو تعلیماتِ قرآنیہ سے بہرہ مند کیا جا سکے۔[۴۴] یہ مقدس سلسلۂ تدریس آج بھی جاری ہے اس وقت تک تین مرتبہ قرآن حکیم کا ختم مبارک ترجمہ وتفسیر کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے جس سے بڑے بڑے علماء وفضلاء، وکلاء، ڈاکٹر، انجنیئر، دانشور اور پروفیسر صاحبان مستفید ہو چکے ہیں نیز پشاور شہر اور مضافات کی مختلف مساجد کے آئمہ کرام قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم کے لئے رجوع کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایم-اے اسلامیات اور ایم-اے عربی کی طالبات وطلباء بھی اپنے نصاب کی تفہیم کے لئے آنجناب کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

ماہانہ درسِ قرآن کا اجراء

کچھ عرصہ تک ماہانہ درسِ قرآن مجید کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اور ہر ماہ کسی مخصوص موضوع پہ درس ہُوا کرتا تھا جس میں نوجوان طبقہ بڑے شوق سے شامل ہوتا تھا اس پروگرام

کی آڈیو ویڈیو کیسٹس بھی تیار کی گئیں اور یہ درس طبع بھی کروائے گئے جو درج ذیل موضوعات پر ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام بازار کلاں پشاور کے ہاں دستیاب ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کی عظمت قرآن و حدیث کی روشنی میں
۲۔ شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۳۔ ذکر الٰہی جل جلالہٗ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۴۔ نظام عصمت و عفت۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۵۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۶۔ رمضان المبارک۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۷۔ شانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۸۔ توحید و رسالت (حصہ اوّل)۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۹۔ توحید و رسالت (حصہ دوم)۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۱۰۔ توحید و رسالت (حصہ سوم)۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں
۱۱۔ مقامِ اہل بیتِ عظام۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں

خطابت

حضور قبلہ مولوی جی صاحب جامع مسجد مہربانیہ سبزی منڈی پشاور میں تقریباً تیس ۳۰ برس تک خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں مسجد ہذا کی خطابت پشاور کے جید ترین حافظ اور قاری جناب قاری علی گل صاحب کے سپرد فرما کر حضرت ابوالبرکات سید حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار سے ملحق مسجد میں نماز جمعہ کی ابتداء فرمائی۔ یہ مسجد عرصہ دراز سے پشاور

کی ایک عوامی عیدگاہ کی حیثیت سے بھی معروف چلی آرہی ہے جس میں پشاور کے باسیوں کے علاوہ مضافات سے بھی کثیر تعداد میں لوگ نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے آتے ہیں، آنجناب مدظلہ العالی ۱۹۴۰ئ سے یہاں پر عیدین پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔[۴۵]

سیاحت

آپ نے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مختلف اوقات میں انڈیا، کشمیر، افغانستان، ایران، عراق، کویت، سعودی عرب، بحرین اور یورپ کا سفر اختیار فرمایا، جس کا مختصر ذکر زمانی ترتیب سے پیش خدمت ہے۔

سفرِ انڈیا

مولوی جی صاحب نے دوبار ہندوستان کا سفر کیا، ابتداء میں تقسیم ہند سے قبل ۱۹۳۹ء میں جبکہ دوبارہ ۱۹۵۶ء میں قیامِ پاکستان کے بعد وہاں تشریف لے گئے، مختلف تعلیمی اداروں کا دورہ کیا، علماء و مشائخ سے تبادلۂ خیال فرمایا اور حضراتِ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔[۴۶]

سفرِ کشمیر

آزادی سے قبل ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں دوبار کشمیر جانا ہوا، دونوں مرتبہ موسم گرما وہاں گزارا آپ کا قیام امیرا کدل سری نگر

کشمیر میں اپنے نانا جان شہزادہ حکیم غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوتا، علماء و مشائخ، فقراء و مجاذیب اور ریاسی و علمی شخصیات سے ملاقاتوں کے علاوہ کتب خانوں سے بھی استفادہ فرماتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف "تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ" کے لئے مواد اکٹھا کیا ہے۔

سفر حرمین شریفین

آنجناب مدظلہ العالی کو اس مبارک سفر کا چھ مرتبہ بلاوا آیا اور آپ بارگاہ رب العالمین و رحمۃ اللعالمین میں باریابی سے مستفیض ہوئے۔

سب سے پہلے ۱۹۶۹ء میں بذریعہ روڈ براستہ افغانستان، ایران، عراق، کویت، حجاز مقدس پہنچے، اور حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ تین ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، یہاں پر آقائے نامدار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی حجرۂ انور کی صفائی و دیکھ بھال پر مأمور جناب حضرت حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے برادرانہ مراسم استوار ہوئے نیز قطب مدینہ حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۷ء — ۱۹۸۱ء) سے اکثر ملاقاتیں رہتیں، پھر پاکستان واپسی بھی اسی راستے سے ہوئی اور بلاد اسلامیہ کی عظیم المرتبت ہستیوں سے ملنے کا موقع میسر آیا جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین، مفتی بغداد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد کے امام و

خطیب، افغانستان میں حضرت علامہ نور المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ صاحبزادہ تگو مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسمِ گرامی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، اس سفر میں جناب خلیفہ سلطان بخش صاحب مرحوم بھی آپ کے ساتھ تھے[۴۸]

دوسری مرتبہ ۱۹۷۰ء میں سابقہ راستے سے ہی حج بیت اللہ شریف اور دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری نصیب ہوئی اور حاجی مشتاق احمد صاحب صراف کو آپ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا[۴۹]

تیسری دفعہ ۱۹۷۱ء میں اسی برّی راستے سے حج بیت اللہ شریف اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریابی سے مشرف ہوئے، جناب خواجہ محمد قاسم صاحب اور جناب عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو آپ کی رفاقت حاصل رہی یہ دونوں یکے بعد دیگرے کارچلاتے رہے[۵۰]

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چوتھا سفر آپ نے ۱۹۸۷ء میں ہوائی جہاز کے ذریعے کیا، ائیرپورٹ پر آپ کے صاحبزادے سید جمال الحسنین قادری گیلانی نے آپ کا استقبال کیا، جو ان دِنوں ملازمت کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے انہوں نے بھی حضور مولوی جی صاحب کے ہمراہ عمرہ کیا[۵۱]

پانچویں بار ۱۹۸۹ء میں پھر بذریعہ ہوائی جہاز عمرہ کا قصد فرمایا اس موقع پر آپ کی زوجہ محترمہ، چھوٹی صاحبزادی سیدہ امِ بتول گیلانی اور چھوٹے صاحبزادے سید غلام الحسنین صاحب قادری گیلانی بھی آپ کے ہم سفر تھے، پہلے بغداد شریف حاضر ہوئے

اور پھر حجازِ مقدس کا عزم فرمایا، وہاں پہ آپ کے دُوسرے صاحبزادے سیّد نور الحسنین صاحب قادری گیلانی المعروف سلطان آغا، صابرہ حسین صاحب قادری اُن کی صاحبزادی اور والدہ حاجی محمدّ طارق صاحب قادری بھی پہنچ گئیں اور ان سب لوگوں نے آنجناب کی معیت میں عمرہ ادا کیا، آپ وہاں سے بحرین تشریف لے گئے جہاں آپ کے صاحبزادے سیّد محمد حسنین صاحب نیشنل بینک بحرین میں منیجر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے[۵۲] جبکہ چھٹی مرتبہ ۱۹۹۴ء میں آپ عمرے پہ روانہ ہوئے تو درج ذیل خوش قسمت افراد کو بھی آپ کی رہنمائی میں عمرہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی[۵۳]

۱۔ زوجہ محترمہ قبلہ مولوی جی صاحب۔
۲۔ سیّد محمد سبطین قادری گیلانی المعروف تاج آغا صاحب پسرِ قبلہ مولوی جی صاحب۔
۳۔ سیّد غلام الحسنین قادری گیلانی پسر قبلہ مولوی جی صاحب
۴۔ بیگم سید اصغر الزمان قادری گیلانی بھاوج قبلہ مولوی جی صاحب
۵۔ حاجی منظور الٰہی صاحب قادری
۶۔ محمد سلیم بٹ صاحب قادری
۷۔ شیخ نذیر احمد صاحب مع والدہ وہمشیرہ
۸۔ شیخ خالد فاروق صاحب قادری
۹۔ تحسین اللہ صاحب قادری
۱۰۔ حاجی نور الٰہی صاحب مع زوجہ
۱۱۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مع زوجہ و پسران
۱۲۔ جناب حمید خان صاحب مع زوجہ

سفرِ لندن:- قبلہ مولوی جی صاحب کو عرصہ دراز سے بائیں آنکھ میں " Retinal Detachment".

(آنکھ کا پردہ پھٹ جانا) کی تکلیف ہے چنانچہ جون ۱۹۹۴ء میں آپ اپنی حقیقی اور معنوی اولاد کے مسلسل اصرار پر علاج کے لئے لندن روانہ ہوئے ڈاکٹر محمد انعام صاحب قادری اس سفر میں آپکے ساتھ تھے آپ نے ایک ماہ تک وہاں قیام فرمایا اس عرصے میں لندن کے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر امراض چشم ڈاکٹر جان سکاٹ سے معائنہ کروایا کئی دیگر ڈاکٹروں سے بھی ملے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آپنے وہاں پر برٹش لائبریری کا دورہ بھی کیا نیز کئی علماء و مشائخ سے بھی ملاقاتیں ہوئیں جن میں سید تنویر الحسن گیلانی سجادہ نشین مکھڈ شریف' میاں جمیل احمد صاحب نقشبندی سجادہ نشین شرقپور شریف اور مولٰینا صمدانی صاحب خطیب جامع مسجد لندن کے نام نمایاں ہیں۔ ڈاکٹر محمد انعام صاحب قادری نے اس سفر کی تاریخ وار روئیداد تحریر کی ہے جس میں انہوں نے تمام تفصیلات کا ذکر کیا ہے

سیاسی خدمات

قبلہ مولوی جی صاحب نے آزادیٔ وطن کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نمایاں کارنامے انجام دیئے[۵۵]۔ جیسا کہ آپ سابقہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کو مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کے ہیڈ کوارٹر کی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ قبلہ مولوی جی صاحب نے ۱۹۳۶ء میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ریلوے سٹیشن پر قائداعظم محمدؐ علی جناح کا استقبال کیا اور انہوں نے ایک ہفتہ منڈی بیری یکہ توت میں

گزارا تو آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ ہر روز اُن سے ملتے رہے[۵۶]
جب آغا جان رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے پشاور میں مسلم لیگ
کا احیاء ہُوا تو آپ نے اپنے والد گرامی کی سرپرستی میں مسلم لیگ
کو مقبولِ عام جماعت بنانے کے لئے بھرپور جدّوجہد کی جلسوں اور
جلوسوں کا اہتمام کیا، متعدد جلسے آپ کی صدارت میں بھی منعقد
ہوئے۔

ایک ایسے ہی جلسے کی رپورٹنگ خفیہ پولیس کے ریکارڈ میں ان
الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

"On the night of 3/4-8, 1943 a meeting of the Muslim League attended by about 2000 persons was held at the Mundi Beri Chowk, Peshawr City. Syed Amir Mohd Shah of Mohallah Yaka Toot was in the chair.

The president of the meeting, Ahmad Chacha Rahim Bakhsh Ghaznavi, Qazi Mohammad Isa and Syed Mustafa Shah of Peshawar city delivered speeches While one Badar Sahib recited some varses in connection with the "Pakistan Scheeme."

Maulana Abdul Bari also delivered a speech.

The speakers exhorted the Musalman to assist the Muslim League candidate in the coming bye election and also answered some of the accusation against them by the speakers from the congress stage. S.Mustafa Shah Announced that the whole shai community was with the

The president of the meeting, Ahmad Chacha Rahim Bakhsh Ghaznavi, Qazi Mohammad Isa and Syed Mustafa Shah of Peshawar city delivered speeches While

one Badar Sahib recited some varsės in connection with the "Pakistan Scheme."

(اگست ۱۹۴۳ء کی تین اور چار تاریخ کی درمیانی رات کو چوک منڈی بیری یکہ توت پشاور شہر میں مسلم لیگ کا ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس کی صدارت سید محمد امیر شاہ سکنہ یکہ توت پشاور نے کی اور اس میں دو ہزار افراد شریک ہوئے، اس جلسے سے خطاب کرنے والوں میں صدر جلسہ سید محمد امیر شاہ (صاحب) کے علاوہ احمد چاچا، رحیم بخش غزنوی، قاضی محمد عیسیٰ، سید مصطفیٰ شاہ اور حضرت علامہ مولانا عبدالباری (صاحب) شامل تھے جبکہ ایک شاعر بہادر صاحب نے "پاکستان سکیم" کے حوالے سے نظم پیش کی۔
مقررین نے مسلمانانِ پشاور پر زور دیا کہ وہ آنے والے ضمنی انتخابات میں مسلم لیگی امیدواروں کو کامیابی سے ہمکنار کریں نیز ان میں سے بعض نے کانگرس کی طرف سے اُن پر لگائے جانے والے الزامات کے جوابات بھی دیئے، سید مصطفیٰ شاہ صاحب نے ایک اشتہار کی تردید کرتے ہوئے سٹیج پر اعلان کیا کہ تمام شیعہ برادری مسلم لیگ کا ساتھ دے گی۔)

اِسی طرح ۱۹۴۵ء میں جب قاضی محمد عیسیٰ صاحب نے آرگنائزر کے طور پر سرحد مسلم لیگ کی تنظیم نو شروع کی تو آپ نے اُن کا پُورا پُورا ساتھ دیا، مسلم لیگ کی رکنیت سازی کے لیے شہر کے ہر محلہ اور ہر گلی کا دورہ کر کے لوگوں سے مسلم لیگ کی ممبر شپ فارم پُر کروائے، اِس موقع پر پشاور شہر میں دس ہزار افراد نے مسلم لیگ کی رکنیت حاصل کی۔[۵۹]

فروری ۱۹۴۷ء میں جب سرحد مسلم لیگ نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی اور آستانۂ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں "خفیہ ریڈیو سٹیشن" "صدائے پاکستان" کی نشریات کا آغاز کیا جانے لگا تو آپ نے قرآن کریم کی تلاوت کر کے اس کا افتتاح فرمایا، علاوہ ازیں خفیہ اخبار کی تیاری میں بھی آپ اُس کے ایڈیٹر بُت شکن کی معاونت فرماتے رہے[۵۹]

قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد جب مسلم لیگ کی تنظیم نو کی جانے لگی تو آپ انہی گراں قدر خدمات کے پیش نظر مسلم لیگ چوک ناصر خان وارڈ کے بلامقابلہ صدر منتخب ہوئے، آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسلم لیگ کے جو دیرینہ اور مخلص کارکن خان عبدالقیوم خان کی جابرانہ پالیسیوں کے نتیجے میں جماعت چھوڑ چکے تھے انہیں واپس مسلم لیگ میں لانے کیلئے اقدامات کیئے اس مقصد کے لیئے ڈسٹرکٹ مسلم لیگ پشاور کے ایک اجلاس میں کافی بحث و تمحیص کے بعد درج ذیل حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا[۶۰]

حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی۔ ملک شاد محمد۔ حاجی کرم الٰہی۔ صوفی حاجی محمد۔ خواجہ محمد یوسف اور احمد علی خان صاحب۔

اس کمیٹی کے ممبران نے اپنے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقاتیں کیں اور انھیں اختلافات ختم کر کے مسلم لیگ میں واپس آنے پر آمادہ کیا چنانچہ خان فدا محمد خان صاحب اپنے پانچ سو رفقاء کے ساتھ دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے ان کے

علاوہ چند دیگر مشہور کارکنوں کے نام یہ ہیں، جو مسلم لیگ میں واپس آ گئے[۶۱]

سید مشتاق علی شاہ پشاور چھاؤنی ۔ آغا خان بابا خان کیل، ملنگ خان ۔ نذیر حسین ۔ خان مرسلین خان ۔ سید اقبال شاہ بخاری ۔ اقبال ریاض ۔ عبدالرؤف سیماب ۔ نور محمد خان ۔ لالی خان ۔ حاجی خان میر لالی ۔ غلام حسین بائے ۔ سید میر افضل شاہ ۔ سید عبداللہ شاہ ۔ آغا محمد ۔ بابو محمد شریف عطار، محمد ۔ لطف علی اور عزیز تنکاری ۔

آپ نے دو بار میونسپل کمیٹی کے انتخابات میں بھی حصہ لیا اور دونوں مرتبہ بلا مقابلہ چوک ناصر خان وارڈ کے چیئرمین منتخب ہوئے[۶۱]

جب جمعیت العلمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو علمائے اہل سنت کی نظریں صوبہ سرحد میں آپ پر پڑیں، آپ نے بھی انھیں مایوس نہیں کیا اور اس وقت سے لیکر آج تک کبھی مرکزی نائب صدر اور کبھی صوبائی صدر کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے، اس وقت بھی آپ جمعیت العلمائے پاکستان کے صوبائی سربراہ ہیں۔

تصنیفات و تالیفات

حضور قبلہ مولوی جی صاحب تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں[۶۲] آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، عقائد، اوراد اور تاریخ و سوانح پر متعدد مقالات قلم بند کیے ہیں، آپ کی نگارشات قلمی ضخیم کتب اور کتابچوں کی صورت میں متعدد بار شائع بھی ہو چکی ہیں بعض کے دوسری زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے

ہیں اور کئی کتابیں اباسین آرٹس کونسل کی طرف سے اوّل انعام بھی پا چکی ہیں راقم الحروف کی نظر سے گزرنے والی چند کتابوں کا ذکر ان سطور میں کیا جا رہا ہے۔

۱۔ نماز مقبول (مکتبہ الحسن پشاور) ۱۹۴۷ء، ۹۳ صفحات، یہ آپ کی سب سے پہلی تالیف ہے یہ دوبارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور کی طرف سے ۱۹۸۷ء میں طبع کی گئی ہے۔

۲۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: یہ آپ کے دادا اُستاد جناب حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب صاحب حنفی پشاوری کے عربی رسالہ "تحفة الفحول فی استغاثه بالرسول" کا اردو ترجمہ ہے یہ ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۹۶۳ء میں طبع ہوا اور ۱۹۹۳ء میں ادارہ اشاعت و تبلیغ الاسلام پشاور کی طرف سے دوبارہ شائع ہُوا۔

۳۔ تذکرۂ حفاظِ پشاور: اس میں پشاور شہر کے ۲۷۲ مرد اور چھ خواتین حفاظِ قرآن کا ذکر ہے، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور کی طرف سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب ۳۰۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

۴۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ۱۹۶۴ء جلد اول، ۲۹۱ صفحات، یہ دوبارہ مکتبۃ الحسن یکہ توت پشاور کی طرف سے ۱۹۹۰ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔

۵۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ۱۹۷۲ء، جلد دوم، ۳۶۲ صفحات۔

۶۔ جنازے کے ساتھ ذکرِ الٰہی، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ۱۳۸۹ھ/

۱۹۷۰ء، ۴۰ صفحات

۷۔ تذکرہ سید عبداللہ شاہ صحابی بابا، مکتبۃ الحسن پشاور ۱۹۷۱ء، ۴۰ صفحات

۸۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ، مکتبۃ الحسن پشاور ۱۹۷۲ء، ۲۸ صفحات، یہ ادارۂ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور کی طرف سے ۱۹۹۲ء میں دوبارہ طبع ہوا۔

۹۔ تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ۱۹۷۲ء، ۱۶۸ صفحات، اس میں آپ نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے حالات جمع فرمائے ہیں، یہ مکتبۂ فیضان پشاور کی طرف سے ۱۹۹۱ء میں دوبارہ چھاپی گئی۔

۱۰۔ انوارِ غوثیہ شرح شمائل النبویہ، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ۱۹۷۶ء، ۶۰۳ صفحات۔ یہ صحاحِ ستہ کے مشہور امام حضرت ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تالیف ہے، آپ نے اس کی عالمانہ و عارفانہ شرح و ترجمہ اردو میں کیا جو پشاور یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کے نصاب میں شامل کی گئی ہے اسے ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی کی طرف سے دوبارہ ۱۹۸۶ء میں شائع کیا گیا جبکہ تیسری مرتبہ اس کے الگ الگ ابواب کتابچوں کی صورت میں ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور کی طرف سے طبع ہو رہے ہیں۔

۱۱۔ خوارقِ عادات، (مکتبۃ الحسن یکہ توت پشاور، ۱۹۸۳ء)، ۹۲ صفحات، یہ کتاب حضرت شاہ غلام صاحب قادری گیلانی نبیرہ و خلیفہ حضرت محدث کبیر شاہ محمد غوث قادری گیلانی نے فارسی میں تحریر فرمائی، آپ نے اس کا اردو ترجمہ

کر کے چھاپا اس کا ایک دوسرا اردو ترجمہ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے، جو "الارشادات" کے نام سے مکتبہ الحسن کی طرف سے اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔

۱۲۔ داڑھی منڈھے امام کے پیچھے نماز کا مسئلہ، مکتبہ الحسن پشاور، ۱۶ صفحات، اس کی دوبارہ طباعت ۱۹۹۳ء میں ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور کی طرف سے عمل میں آئی۔

۱۳۔ کراماتِ اولیاء بعد از ممات، مکتبہ الحسن پشاور، ۶۱ صفحات یہ علامہ سید زکریا شاہ صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے عربی رسالے "کشف الغمہ" کا اردو ترجمہ ہے اسے دوبارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور نے ۱۹۹۴ء میں شائع کیا ہے۔

۱۴۔ مُردوں کو ثواب پہنچنے کا مسئلہ، مکتبہ الحسن پشاور ۱۹۷۶ء، ۴۶ صفحات، یہ بھی دوبارہ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور کی طرف سے طبع ہو چکا ہے۔

۱۵۔ تفضیل تقبیل ابہامین (انگوٹھے چومنے کا مسئلہ) عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور، ۳۱ صفحات، اس کا پشتو ترجمہ شیر محمد صاحب مینوشی نے کیا تھا جو شائع ہو چکا ہے۔ اس کی تیسری بار اشاعت ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی طرف سے ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔

۱۶۔ شرح غوثیہ صحیح بخاری شریف، مکتبہ الحسن پشاور ۱۹۹۲ء، پارہ اول، یہ محدثِ کبیر حضرت شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ صحیح بخاری شریف کی فارسی شرح کا پہلا پارہ ہے جس کا اردو ترجمہ مع اصل فارسی متن کے شائع کیا گیا ہے۔

۱۷۔ انوارِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، شاہ محمد غوث اکیڈمی
مکہ توت پشاور ۱۹۹۴ء، ۲۶۶ صفحات۔
یہ حضرت امام نسائیؒ رحمۃُ اللہ علیہ کی کتاب ہے، مولوی جی
صاحب نے انوارِ غوثیہ کی طرز پر اس کی بھی نہایت ہی عالمانہ
وعارفانہ شرح اور اردو ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

۱۸۔ مقامِ اہلبیت رسول، شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور، ۱۹۹۳ء
۲۴ صفحات،

۱۹۔ مطالع الانوار فی فضائل اہل بیت النبیّ المختار، شاہ محمد غوث
اکیڈمی پشاور (۱۹۹۴ء)، ۶۰ صفحات
یہ حضرت علامہ سیّد زکریا شاہ صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ
کی عربی تالیف ہے جس کے چوتھے مطلع کا اردو ترجمہ
کر کے جمعیّت سادات کے پہلے کنونشن کے موقع پر
شائع کر کے ساداتِ کرام کی نذر کی گئی۔

۲۰۔ صلوٰۃ غوثیہ، مکتبۃ الحسن پشاور (۱۹۹۲ء)، ۸۷ صفحات

۲۱۔ اثبات ختم مبارک آیۂ کریمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ
اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" شاہ محمد غوث
اکیڈمی پشاور ۱۹۹۶ء، ۲۶ صفحات

۲۲۔ انوارِ قادریہ (سیرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
یہ ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

۲۳۔ شرح قصیدہ بُردہ شریف، قصیدہ بُردہ شریف کی یہ ضخیم
شرح بھی غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے ابتدائی چند اشعار
کا اردو ترجمہ و شرح "پندرہ روزہ الحسن مارچ ۱۹۷۴ء

تا مارچ ۱۹۷۵ء کے بعض شماروں میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۴۔ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب۔ یہ حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ قبلہ مولوی جی صاحب نے فرمایا اور یہ بھی پندرہ روزہ الحسن کے ۷۵-۱۹۷۴ء کے شماروں میں قسط وار شائع ہوئی ہے۔

۲۵۔ تفسیر القرآن الحسنیہ، یہ آج کل پندرہ روزہ الحسن میں قسط وار شائع ہو رہی ہے، اس وقت جون ۱۹۹۷ء کی جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۱۱۱ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۹۳، ۹۴ کا اردو ترجمہ و تفسیر شامل ہو چکی ہے۔

۲۶۔ سیر السلوک الیٰ ملک الملوک (عربی)

یہ تصوف پر حضرت علامہ قاسم مکی قادری کی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ پندرہ روزہ الحسن میں قسط وار شائع ہو چکا ہے

۲۷۔ تجلیاتِ غوثیہ (فارسی)

یہ محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی کی کتاب "در کسب سلوک و حقیقت و معرفت" کا اردو ترجمہ ہے جو الحسن میں بالاقساط شائع کیا جا رہا ہے۔

۲۸۔ شذراتِ الحسن۔ الحسن کے ہر شمارے کے لئے شذرہ آپ خود لکھتے ہیں۔ اس وقت تک دینی و روحانی، علمی و ادبی اور اہم ملکی و بین الاقوامی مسائل پر گراں قدر شذرات الحسن کی زینت بن چکے ہیں۔

علاوہ ازیں درج ذیل کتابوں پر آپ نے مقدمات بھی

تحریر فرماتے ہیں۔

(i) سید لعل شاہ صاحب
سوانح حیات و کرامات حضرت حاجی بہادر کوہاٹی، یونیورسٹی
بک ایجنسی پشاور ۱۹۷۲ء، ۳۲۸ صفحات

(ii) عبدالجلال، عرفان (سوانح حیات غوث اعظم رضی اللہ عنہ)
لاہور، ۱۹۷۹ء، ۸۳ صفحات

(iii) مقالات مؤلفہ ملا صفی اللہ (اردو ترجمہ) سیف المنان،
صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن صوابی ۱۹۸۹ء،

(iv) ڈاکٹر چراغ حسین شاہ، تذکرہ پیر سباق، پشاور ۱۹۸۹ء
۲۳۰ صفحات۔

(v) انعام اللہ خان صاحب، انعام الحج

(vi) صوفی محمد اسلم نقشبندی، تذکرہ سیادت

(vii) سید لیاقت علی شاہ گلدستۂ محمدی، (درگاہ شاہ قبول اولیاء پشاور
۱۹۹۰ء۔

(viii) اورنگ زیب احمد غزنوی، رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہندکو)
ادارہ فروغ ہندکو بیرون یکہ توت پشاور شہر ۱۹۹۵ء

مجلہ الحسن: آنجناب مدظلہ العالی کو پشاور سے پہلا دینی جریدہ الحسن نکالنے کا شرف بھی حاصل ہے ؁۔ اس رسالے کا نام حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے "الحسن" رکھا گیا جو آپ کی تعلیمات کا آئینہ دار ہے اس کے ٹائٹل پر سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی تصویر ہے، اس کے اوپر یہ شعر

لکھا گیا ہے۔

؎ در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

پہلی بار یہ رسالہ ماہنامہ کی شکل میں ۱۹۵۵ء میں منظر عام پر آیا، اور گیارہ شماروں کے بعد کاغذ کی نایابی کی بدولت اس کی اشاعت رُک گئی ـــــ دوسری مرتبہ پندرہ روزہ کی صورت میں ۱۹۷۴ء میں اس کا آغاز ہُوا لیکن ایک سال کے بعد پھر بند ہو گیا۔

تیسری دفعہ یکم نومبر ۱۹۹۳ء سے پندرہ روزہ الحسن کا اجراء ہُوا جو الحمد للہ اس وقت تک باقاعدگی سے نکل رہا ہے۔ مختلف موضوعات پر اس مجلّے کے خصوصی نمبر بھی شائع ہو چکے ہیں۔

شعبۂ صحافت پشاور یونیورسٹی کے ایک طالب علم مسمی شوکت میر صاحب نے ایم اے صحافت کی جزوی تکمیل کے دوران ۱۹۹۲ء-۱۹۹۱ء کے سیشن میں بعنوان

AL-HASAN Session (1936-92)

ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا۔ جبکہ اسی شعبے کے ایک دوسرے طالب علم جناب محمد شفیع صاحب نے الحسن کو بنیاد بنا کر حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی کی صحافتی خدمات پر درج ذیل عنوان سے مقالہ لکھا۔

Syed Muhammad Amir Shah As a journalist
Session (1991-93)

کُتب خانہ

حضور مولوی جی صاحب ایک علم پرور اور کتاب دوست انسان ہیں آپ نے سالہاسال کی محنت اور کوشش سے آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں ایک عُمدہ کُتب خانہ قائم کر رکھا ہے جو آپ کے اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے۔ اس وقت مختلف موضوعات پر عربی، فارسی، اردو، پنجابی، ہندکو، پشتو اور انگریزی کی تقریباً سات ہزار نفیس مطبوعات، دوسو کے قریب نادر مخطوطات اور نایاب دستاویزات اس کی زینت ہیں آپ اسے بہت عزیز رکھتے ہیں۔ احقر نے پشاور یونیورسٹی سے ایم اے لائبریری سائنس کی جزوی تکمیل کے سلسلے میں کتب خانہ لہذا پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

The private library of Syed Muhammad Amir Shah Qadiri Gilani "A Status Study Session (1987-88)."

جمعیّت سادات کا قیام

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ امجاد اور امام الاولیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولادِ اطہار کا اتحاد قبلہ مولوی جی صاحب کا ایک دیرینہ خواب تھا جس کی تعبیر آغاز ۱۹۹۳ء میں سامنے آئی اور آپ کی سرپرستی میں "جمعیتِ سادات" کے نام سے ایک غیر سیاسی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور اس کا ہیڈ کوارٹر قرار

پایا اور پشاور شہر کے مختلف علاقوں میں حضراتِ سادات ِکرام کے ہاں ماہانہ اجلاس شروع ہوئے تاکہ ساداتِ کرام کو ایک پلیٹ فارم پہ جمع کیا جاسکے۔

قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی تقریباً ہر ماہانہ اجلاس میں باقاعدگی سے شریک ہوتے اور خصوصی خطاب فرماتے جسے سننے کے لئے ساداتِ کرام بڑے شوق و ذوق سے حاضر ہوتے۔ آپ اپنے خطاب میں انہیں اس تنظیم کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کرتے ایک دوسرے کی شناخت، عزت و احترام، دکھ، سکھ میں شامل ہونے اور تعاون و ہمدردی کی تلقین فرماتے نیز اتحاد و یکجہتی کا درس دیتے یہ سلسلہ چودہ ماہ تک باقاعدگی سے چلتا رہا اس عرصے میں آپ نے مضافاتِ پشاور اور دیر کا دورہ بھی کیا اور وہاں کے ساداتِ کرام تک اپنا پیغام محبت و اخوت پہنچایا۔ جس پر انہوں نے لبیک کہتے ہوئے بھرپور انداز میں جمعیت سادات میں شمولیت فرمائی۔

جمعیتِ سادات کے پروگرام اور پیغام کو زیادہ سے زیادہ سادات کرام تک پہنچانے کے لئے سال ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ء میں یکے بعد دیگرے اس کے دو عظیم الشان کنونشن نشتر ہال پشاور میں منعقد ہوئے جن میں سرحد، پنجاب، سندھ، بلوچستان، آزاد کشمیر اور افغانستان سے بڑی تعداد میں سادات کرام شامل ہوئے نیز ایران اور اردن سے بھی سادات کے نمائندے تشریف لائے۔ ان دونوں کنونشن کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی ہے نیز پندرہ روزہ الحسن میں ان کی مکمل روئیداد چھپ چکی ہے۔

جمعیتِ سادات کا یہ قافلہ اس وقت بھی اپنی منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہے اس کے اجتماعات اب تین ماہ کے بعد ہوتے ہیں اس تنظیم کی طرف سے غریب اور نادار طلباء کو انتہائی رازداری کے ساتھ امداد فراہم کی گئی ہے تاکہ ان کے جذبۂ خودداری پہ آنچ نہ آنے پائے۔ جمعیّتِ سادات کی طرف سے تعلیمی اور اصلاحی منصوبے بھی تیار کیئے گئے ہیں جن پہ عملدرآمد کے لئے مخیّر ساداتِ کرام کا تعاون اشد ضروری ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیّہ کی ترویج واشاعت

قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی نے اپنے بزرگوں کے طریقہِ عالیہ قادریہ حسنیّہ کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ حسبِ معمول نہ صرف جاری رکھا بلکہ اپنے علم و فضل، صبر و تحمل، فراخ دِلی، وسیع القلبی، سوز و ساز، عزم و ہمت، شفقت و محبت اور اخلاقِ کریمانہ سے اُسے عروج سے ہمکنار فرمایا، خانقاہِ عالیہ قادریہ حسنیہ کو آباد کیا اور آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور کو علم و عرفان کا شاندار مرکز بنا دیا، جو ایک بہترین درسگاہ اور نفیس ترین تربیت گاہ کی حیثیت سے مشہور ہے، طلباء، سالکین اور عوام و خواص کے لئے لنگرِ غوثیہ بھی جاری ہے۔

مختلف اوقات میں روحانی محافل بھی آستانہ عالیہ قادریہ پہ آپ کی سرپرستی میں منعقد ہوتی ہیں۔ ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ ختمِ غوثیہ شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز یکم ربیع الثانی سے گیارہ ربیع الثانی تک روزانہ بعد از نمازِ فجر ختمِ غوثیہ پڑھا جاتا ہے جبکہ

گیارہ ربیع الثانی کو سارا دن غوثیہ لنگر چلتا رہتا ہے جس سے ہزار ہا افراد مستفید ہوتے ہیں۔ رات کو ذکر و فکر اور نعت خوانی کی محفل منعقد ہوتی ہے جو رات گئے تک جاری رہتی ہے سحری کے وقت اختتامی دُعا کے بعد آپ سلوک و معرفت کے طالبین کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کے شرف سے نوازتے ہیں اس وقت پشاور کے علاوہ ملک اور بیرونِ ملک میں ہزاروں افراد آپ کے دست اقدس پر بیعت کر کے سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔

شادی اور اولاد

قبلہ مولوی جی صاحب کی شادی ۱۹۴۴ء میں حضرو (پنجاب) کے ایک متقی بزرگ حضرت عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دُختر نیک اختر سے قرار پائی، موصوفہ ماہ گل صاحبہ کے لقب سے معروف ہیں، تقویٰ و طہارت، اور عبادت و ریاضت میں اپنی مثال آپ ہیں، خود بنفسِ نفیس لنگرِ غوثیہ کی تیاری و تقسیم کے فرائض انجام دیتی ہیں اور مستورات کی روحانی تعلیم و تربیت بھی فرماتی ہیں۔

اِس پاک طینت زوجۂ مطہرہ کے بطن سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مولوی جی صاحب کو سات صاحبزادوں اور دو صاحبزادیوں سے نوازا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) سید غلام السیدین قادری گیلانی المعروف شیر آغا یکم جنوری ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے، پشاور یونیورسٹی سے گریجوایشن کی ہے اس وقت آئی سی پی میں آفیسر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ جمعیت

سادات کے فعال رکن ہیں سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ میں والدِ گرامی سے بیعت ہیں، شادی شدہ ہیں ایک بیٹی اور تین بیٹوں سے آپ کا آنگن روشن ہے کئی یورپی اور اسلامی ممالک کے سفر کے علاوہ عمرہ کی فضیلت بھی حاصل کر چکے ہیں۔

۲۔ سید جمال الحسنین قادری گیلانی المعروف جان آغا ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ بی کام میں تعلیم چھوڑ کر سعودی عرب چلے گئے اور وہاں کافی عرصہ تک ملازمت کرتے رہے، متعدد بار حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی، سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ میں والد محترم کے دست گرفتہ ہیں آپ کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا سید فواد جمال گیلانی ہے جو آج کل آغا خان یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس میں سال دوئم کا طالب علم ہے۔

۳۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی المعروف سید آغا جی صاحب اکتوبر ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ اور پشاور یونیورسٹی سے ایم کام کرنے کے بعد نیشنل بینک میں ملازم ہوئے ساتھ ساتھ والدِ گرامی قدر کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بھی بہرہ مند ہوئے، سلسلۂ عالیہ قادریہ میں والد محترم کے مرید بھی ہیں آج کل وائس پریذیڈنٹ کی حیثیت سے نیشنل بینک میں کام کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ بسلسلہ ملازمت بحرین میں بھی کام کرتے رہے۔ فی الحال ایبٹ آباد میں مقیم ہیں اور قبلہ مولوی جی صاحب موسم گرما اکثر آپ کے ہاں گزارتے ہیں۔ آپ کی شادی اپنے چچا محترم سید اصغر الزمان شاہ قادری گیلانی کی صاحبزادی سے ہو چکی ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

۴۔ سید محمد سبطین قادری گیلانی المعروف تاج آغا ۱۱ نومبر ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں والد ماجد کے دستِ اقدس

پر بیعت شدہ ہیں۔ مزاج قلندرانہ ہے۔ آپ قیمتی پتھروں کی تجارت کرتے ہیں اس سلسلے میں تمام یورپی ممالک کا بار بار سفر کر چکے ہیں، ہر سال دو تین مرتبہ بغداد شریف اور مدینہ منورہ بھی حاضری دیتے ہیں۔ شادی کر چکے ہیں اور اس وقت تین بچوں کے باپ ہیں۔

۵۔ سیّد نور الحسنین قادری گیلانی المعروف سلطان آغاجی صاحب مارچ ۱۹۵۴ء کو پیدا ہوئے، میٹرک کرنے کے بعد سول سیکرٹریٹ میں ملازمت کا آغاز کیا اور والد گرامی و مرشد ارشد قبلہ مولوی جی صاحب کی خصوصی عنایات کی بدولت سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ کی خدمات و اشاعت میں مشغول ہیں، عمرہ کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہو چکے ہیں۔ آپ کی شادی جہلم کے پیرِ طریقت حضرت سیّد عباس شاہ صاحب گیلانی کی دخترِ فرخندہ اختر سے ہوئی جن سے ایک بیٹی اور تین بیٹے ہوئے۔ چھوٹے صاحبزادے انتقال کر چکے ہیں۔

۶۔ سیّد احمد محی الدین قادری گیلانی المعروف اسد آغا ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ پشاور یونیورسٹی سے بی۔ اے کر چکے ہیں، سول سیکرٹریٹ پشاور میں ملازم ہیں۔ کچھ عرصہ امریکہ میں مقیم رہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والدِ محترم کے مرید ہیں، آپ نے بھی شادی کی ہوئی ہے آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

۷۔ سید غلام الحسنین قادری گیلانی المعروف نینی آغا مارچ ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئے، پشاور یونیورسٹی سے بی کام آنرز کر چکے ہیں۔ اب اس وقت ایل ایل بی کر رہے ہیں۔ سوئی گیس کے شعبے میں ملازمت بھی کر رہے ہیں، سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ میں والدِ ماجد سے بیعت شدہ ہیں، دو مرتبہ بغداد شریف اور عمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

۸۔ سیدہ ام سلمیٰ گیلانی: حضور مولوی جی صاحب کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ تمام تعلیم و تربیت والدِ گرامی کے زیرِ سایہ ہوئی اخلاق و کردار میں اس دور کی رابعہ ثانی ہیں۔ پشاور یونیورسٹی سے عربی و اسلامیات میں ایم۔اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اپنے جدِ اعلیٰ حضرت محدثِ کبیر شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی کی دینی و علمی خدمات پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یہ مقالہ مکتبۂ الحسن پشاور سے شائع ہو چکا ہے آپ اس وقت جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے تدریس کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پشاور کے بخاری سادات کے ایک متقی نوجوان سید سجاد حسین شاہ صاحب بخاری کے ساتھ آپ کی شادی ہو چکی ہے جو واپڈا جیسے محکمے میں ایکسیئن کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود ہر قسم کی آلائشوں سے کنارہ کش رہتے ہوئے انتہائی دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادے عنایت فرما رکھے ہیں۔

۹۔ سیدہ ام بتول گیلانی، آپ مولوی جی صاحب کی چھوٹی صاحبزادی ہیں، والدین کے ہمراہ بغداد شریف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی سعادت حاصل کر چکی ہیں۔ آپ نے اپنے اس مقدس سفر کی تفصیلات بھی قلمبند کی ہیں۔ آپ اس وقت پشاور یونیورسٹی سے ایم۔اے سیاسیات کر رہی ہیں۔ آپ کی شادی اپنے چچازاد سید سعید الزمان صاحب قادری گیلانی بن سید اصغر الزمان قادری گیلانی سے ہو چکی ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور بڑی کامیابی سے اپنا ماربل کا بزنس چلا رہے ہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی آپ کے گلشن کو معطر

کئے ہوئے ہیں۔

اخلاق ومحامد

قبلہ مولوی صاحب حسب و نسب اور صورت وسیرت کی تمام خوبیوں سے بدرجۂ اتم متصف ہیں اور آپ کی حیاتِ طیّبہ اخلاقِ محمّدیہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نمونہ ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنّتِ مُطہّرہ پر عمل پیرا ہیں ایک طرف آپ کا ہر سانس یادِ الٰہی میں بسر ہوتا ہے تو دوسری طرف فجر سے رات گئے تک مخلوق خُدا کے دُکھوں کا مداوا کرنے میں گزار دیتے ہیں، ڈاکٹروں اور طبیبوں کی طرف سے مایوس اور نااُمید ہو جانے والے ہزاروں مریض آپ کی توجّہِ کاملہ سے شِفاء حاصل کر چکے ہیں۔

ضیافتِ طبع، مہمان نوازی اور غریب پروری آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہیں اور بنی نوع انسان کو عیال اللہ سمجھ کر ان کی شکم سیری کا اہتمام کرتے ہیں ہر وقت آستانہ عالیہ قادریہ پر لنگرِ غوثیہ چلتا رہتا ہے اور آپ ہر آنے والے کے ساتھ نہایت ہی مروّت اور عجز وانکساری سے پیش آتے ہیں۔

قبلہ مولوی جی صاحب کی سب سے بڑی خوبی آپ کی جامعیت ہے، آپ نے متعدد جسمانی عوارضات کے باوجود بیک وقت مختلف النوع قسم کی ذمہ داریاں بڑی عمدگی سے سنبھال رکھی ہیں، شریعت وطریقت، علم وادب، درس وتدریس، تصنیف وتالیف

سیاست وصحافت، اصلاح وارشاد اور وعظ و خطابت کے شعبوں میں نہایت دلجمعی اور اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

خاندانی اثرات و تربیت اور مجاہدات و ریاضات کے باعث اپنے نفس، شیطان اور غصّے کو قابو کر رکھا ہے جس کی بدولت نفرت، تعصب، حسد، لالچ، تکبر اور انتقام وغیرہ ذمائم پر محبّت، شفقت، ہمدردی، قناعت، تواضع اور عفو درگذر جیسے اوصاف حمیدہ غلبہ حاصل کر چکے ہیں اور آپ کی ذات اقدس اُمّت محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سراپا رحمت اور نعمت خداوندی ہے۔

افراط و تفریط سے کنارہ کشی اور اعتدال و میانہ روی آپ کے مزاج کا خاصہ ہے، ظاہری وضع قطع کی بجائے قلب سلیم کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ مُریدین و متوسلین کی اصلاح و تربیّت کا آغاز قلب سے کرتے ہوئے ظاہر کی طرف توجہ مبذول فرماتے ہیں۔

آپ عموماً کم گو ہیں لیکن جب بولنا شروع فرماتے ہیں خصوصاً خطاب و درس کے دوران اپنے وسیع مطالعے، گہری بصیرت، دردمندی، جگرسوزی اور خوش کلامی و شیریں گفتاری سے سامعین کے دِل موہ لیتے ہیں، اکثر حضرات پر رِقّت طاری ہو جاتی ہیں اور جی چاہتا ہے کہ آپ یہ سلسلۂ دعوت وارشاد جاری رکھیں۔

سستی و کاہلی تو کبھی آپ کے قریب نہیں پھٹکتی، آپ کی تمام زندگی نہ صرف مستقل مزاجی اور جُہدِ مسلسل کا سبق دیتی ہے بلکہ اس پیرانہ سالی میں بھی آپ کے عزم و ہمّت کو دیکھ کر نوجوانوں

کو حوصلہ ملتا ہے۔

آپ کے مزاج میں شفقت و محبّت اور مونس و غمگساری کے جذبات بہت نمایاں ہیں اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی ذاتِ اقدس مہر و وفا کا ایک بحرِ بیکراں ہے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس بے پایاں اُنس و اُلفت کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ کے وسیع حلقۂ ارادت میں ہر ایک عقیدت مند یہی سمجھتا ہے کہ "قبلہ مولوی جی صاحب سب سے زیادہ مجھے چاہتے ہیں"۔ نیز مولوی جی صاحب کی محبوب و دلآویز شخصیت کے متعلق اُن کے جذبات و احساسات جب الفاظ و معانی کے سانچے میں ڈھلتے ہیں تو بے اختیار اُن کے لبوں پر امیرِ خسرو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر جاری ہو جاتا ہے۔

آفاق ہا گردیدہ ام، مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام، امّا تو چیزے دیگری

ترجمہ

میں نے اس تمام جہانِ رنگ و بُو کی سیر کی ہے، اور اس عرصے میں بے شمار پیکرانِ حُسن و جمال کو دیکھنے اور اُن کی نگاہ لُطف و عنایت سے مستفیض ہونے کا شرف بھی حاصل کر چکا ہوں، لیکن اپنے ان مشاہدات و تجربات کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اے میرے محبوب! آپ ان سب سے زیادہ حسین و جمیل اور منفرد و یکتا شخصیت کے مالک ہیں۔

حواشی باب ششم

۱ - انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۲ - سردار علی قزلباش "آغا گل مرحوم" پندروزہ الحسن پشاور۔ (سیّد نور احمد شاہ نمبر) ۱ : ۱۱ (۱۵ اگست ۱۹۷۴ء) ص ۱۴

۳ - ایضاً ص ۱۵

۴ - ایضاً ص ۱۴

۵ - ایضاً ص ۱۴

۶ - مجلس میلاد پشاور ریکارڈ

۷ - پندرہ روزہ الحسن محوّلہ بالا ص ۴

۸ - ایضاً ص ۱۳

۹ - ارباب سیف الرحمٰن "تاثرات" پندروزہ الحسن ۱ : ۱۲، ۱۳ (۱ - ۱۵ ستمبر ۱۹۷۴ء) ص ۲۴

۱۰ - محمّد حنیف خان "پیغامِ تعزیت" ایضاً ص ۲۳

۱۱ - انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۱۲ - پندرہ روزہ الحسن پشاور۔ ۱ : ۱۶، ۱۷ (۱ - ۱۵ نومبر ۱۹۷۴ء) ص ۹

۱۳ - لوحِ مزارِ سیّد شیر احمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴ - انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۱۵ - محمّد شفیع صابر، تحریکِ پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصّہ ص ۲۹۹

۱۶ - انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۱۷ - محمّد شفیع صابر، تحریکِ پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصّہ ص ۳۰۰

۱۸ - انٹرویو سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی

۱۹ـہ۔ عزیز جاوید، قائدِ اعظم اور سرحد ص۶۶؎
۲۰ـہ۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی "تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۱۳۳
۲۱ـہ۔ وقار علی شاہ کاکاخیل، پیر مانکی اور اُن کی سیاسی جدوجہد ص۶۷
۲۲ـہ۔ عزیز جاوید، محوّلہ ص۶۶؎
۲۳ـہ۔ ایضاً ص۶۶؎
۲۴ـہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۲۵ـہ۔ ایضاً
۲۶ـہ۔ ایضاً
۲۷ـہ۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص۱۳۳
۲۸ـہ۔ راشد علی مفتی، قافلۂ آزادی، بزمِ دانشورانِ تحفظِ پاکستان، پشاور ۱۹۸۸ء
ص۱۵۱
۲۹ـہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۳۰ـہ۔ ایضاً
۳۱ـہ۔ ایضاً
۳۲ـہ۔ لوحِ مزار سید انور شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۳ـہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۳۴ـہ۔ ایضاً
۳۵ـہ۔ ایضاً
۳۶ـہ۔ بیاضِ قلمی سید اصغر الزمان شاہ طارق گیلانی۔ یہ آپ کے صاحبزادے
سید سعید الزمان گیلانی کے پاس محفوظ ہے۔
۳۷ـہ۔ انٹرویو صابر حسین صاحب قادری
۳۸ـہ۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۱۳۱

۴۱۔ انٹرویو صابر حسین صاحب قادری

۴۲۔ حضرت علامہ حافظ گل فقیر احمد صاحب ۔ محدث جلیل مولانا محمد ایوب حنفی پشاوری ۔ حضرت علامہ شیخ عباس بن جعفر بن صدیق حنفی مدرس و خطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ ۔ حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ ۔ حضرت شیخ عثمان بن حسن دمیاطی مکی۔ خاتم المحدثین فی الدیار مصریہ مولانا ابی محمد محمد بن محمد الامیر الکبیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بحوالہ ثبت الاسانید اردو ترجمہ حافظ عبدالحمید، مکتبہ الحسن پشاور ۱۹۸۷ء ص ۲

۴۳۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۱۳۲

۴۴۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۵۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۶۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۷۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ انٹرویو حاجی مشتاق احمد صراف پشاور

۵۰۔ انٹرویو غلام السیدین بن سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ انٹرویو سید نور الحسنین قادری گیلانی المعروف سلطان آغا

۵۳۔ انٹرویو سلیم بٹ صاحب قادری

۵۴۔ انٹرویو ڈاکٹر محمد انعام قادری

۵۵۔ عزیز جاوید، قائداعظم اور سرحد، ص۶۴
۵۶۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۵۷۔ *P. 267, vol. XIII, S-776, B-48*
۵۸۔ *P-75 XV " "*
۵۹۔ انٹرویو عبدالستار صاحب آف مردان
۶۰۔ روزنامہ ہمارا پاکستان (پشاور) ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۳ء
۶۱۔ ایضاً روزنامہ ہمارا پاکستان ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۳ء
۶۲۔ انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
۶۳۔ محمد شفیع صابر، تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ ص۲۲۴
۶۴۔ ایضاً

LIST OF MUNICIPAL COMMISSIONERS PESHAWAR (1934)

1. A.D.F. Dundos Esquire I.C.S. President.
2. Mr. Abdur Rab Khan Nishtar vice President.
3. R.S.L. Mehar Chand Khanna.
4. Mr. Abdul Latif Khan, Pleader.
5. Lt.Col. Sir Hissam-ud-din Khan Bahadur C.I.E, I.D.S.M.
6. Mr Rahim Bakhsh Khan pleader.
7. Mr Ali Gul Khan.
8. Agha Syed Ali Naqi Shah
9. Agha Syed Muzaffar Shah
10. Agha Syed Muhammad Zaman Shah
11. Mr Peer Bakhsh Khan pleader.
12. Agha Syed Abdullah Shah
13. Agha Syed Ali Shah pleader.
14. Sardar Mohammad Jan.
15. L.Jawala Shahai Kakar.
16. Pandit Badri Nath Jaitly.
17. L.Amar Nath Mehra.
18. Sardar Abdul Ali Khan Bar-at-law.
19. Qazi sarbiland Khan.
20. Khan Safdar Ali Mohammad Khan.
21. Mufti Abdul Wadud Khan
22. R.S.L Ram Nath Lambah
23. R.S.L Dheru Mall Kapoor
24. Sardar Jaggat Singh
25. Baba Narinjan Singh Bedi

ضمیمہ نمبر۲

قائداعظم محمد علی جناح کے پہلے دورۂ پشاور کے موقع پر ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو ریلوے سٹیشن پر آپ کا استقبال کرنے والے نمایاں افراد کے اسمائے گرامی۔

۱۔ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی
۲۔ پیر بخش خان
۳۔ صاحبزادہ عبدالقیوم خان
۴۔ غلام صمدانی
۵۔ آغا لال بادشاہ
۶۔ سید چن بادشاہ
۷۔ محمد عثمان نسواری
۸۔ رحیم بخش غزنوی
۹۔ عطاء اللہ
۱۰۔ عبدالحیٔ
۱۱۔ حکیم عبدالجلیل ندوی
۱۲۔ ملک امیر عالم
۱۳۔ محمد جان خان
۱۴۔ حبیب اللہ خان
۱۵۔ حاجی عبدالمالک
۱۶۔ محمد یونس
۱۷۔ آغا سید علی شاہ
۱۸۔ سید مہر گل
۱۹۔ ملک خدا بخش
۲۰۔ سجاد احمد جان
۲۱۔ ملک مراد خان شنواری
۲۲۔ ملک سیدا خان شنواری
۲۳۔ غلام ربانی سیٹھی
۲۴۔ اللہ بخش برقی
۲۵۔ یعقوب المعروف قوبی
۲۶۔ سید بشیر الحسن گیلانی
۲۷۔ غلام غوث صحرائیؔ
۲۸۔ خیر محمد جلالی
۲۹۔ بہادر خان
۳۰۔ ملک شاد محمد
۳۱۔ عبدالقیوم عنوآتی
۳۲۔ کالا خان

ضمیمہ نمبر ۳

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرار دادِ پاکستان کے موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں مسلم لیگ پشاور کے درج ذیل رہنما اور کارکن شریک ہوئے۔

۱۔ آغا سید زمان شاہ
۲۔ اورنگ زیب خان ایڈوکیٹ
۳۔ سردار بہادر خان آف ڈھیری زرداد
۴۔ ارباب امداد خان آف تہکال
۵۔ ارباب محمد فرید خان
۶۔ خان بہادر آفتاب گل میاں آف ابازئی
۷۔ محمد اسلم خان آف ہریانہ
۸۔ ملک شاد محمد خان پشاور شہر
۹۔ پہلوان طلاء محمد پشاور شہر
۱۰۔ خان بہادر سعد اللہ خان آف عمرزئی
۱۱۔ حاجی کرم الٰہی پشاور شہر
۱۲۔ غلام ربانی سیٹھی پشاور شہر
۱۳۔ سید لال بادشاہ پشاور شہر
۱۴۔ کریم بخش عرف اٹلی
۱۵۔ حافظ فضل محمود
۱۶۔ قاضی محمد علی آف چارسدہ
۱۷۔ رحمت خان آف ماسمہ
۱۸۔ میر بادشاہ آف شیر پاؤ
۱۹۔ فیض محمد خان آف کوٹلہ محسن خان
۲۰۔ میاں ضیاء الدین
۲۱۔ حاجی عباد اللہ خان
۲۲۔ حاجی عبد الرحیم
۲۳۔ سید بشیر الحسن گیلانی
۲۴۔ سید سکندر شاہ
۲۵۔ مولوی عبد الرب
۲۶۔ سید ذوالفقار گیلانی
۲۷۔ خواجہ اللہ بخش
۲۸۔ فضل محمود ڈورا
۲۹۔ عبد العزیز
۳۰۔ عبد المجید
۳۱۔ غلام محی الدین
۳۲۔ محمد یعقوب
۳۳۔ باز محمد
۳۴۔ میاں گل محمد
۳۵۔ امین جان
۳۶۔ محمد اسماعیل غزنوی

CENSUS 1941

SANAD

This Sanad

is granted to

Syed Mohd Zaman Shah, Municipal

Commissioner, Peshawar City.

In recognition of his good and willing service rendered in connection with the Census of 1941

[signature]

Peshawar :	Census Superintendent,
The 15th May 1941.	North-West Frontier Province.

ضمیمہ نمبر ۵

مسلم لیگ کونسلرز کے اسمائے گرامی

۱۔ سید محمد زمان شاہ
۲۔ سید لال بادشاہ
۳۔ سید چن بادشاہ
۴۔ بابو عبدالرؤف
۵۔ سردار اورنگزیب خان
۶۔ میاں ضیاء الدین
۷۔ اسماعیل غزنوی
۸۔ آغا سید علی شاہ
۹۔ مولوی عبدالرب
۱۰۔ دوست محمد خان کاتل
۱۱۔ پروفیسر امداد حسین
۱۲۔ حافظ فضل محمود
۱۳۔ محمد اشرف خان
۱۴۔ لالہ آغا محمد
۱۵۔ لالہ میاں محمد
۱۶۔ میاں گل محمد
۱۷۔ سید حسین شاہ
۱۸۔ حاجی کرم الٰہی سیٹھی
۱۹۔ غلام ربانی سیٹھی
۲۰۔ رحیم بخش غزنوی
۲۱۔ حاجی عبدالرحیم
۲۲۔ حاجی نصیر احمد
۲۳۔ میاں عبدالکریم آفندی
۲۴۔ محمد یعقوب
۲۵۔ کالا خان
۲۶۔ ملک ناصر
۲۷۔ میاں محمد شفیع
۲۸۔ سید مشتاق حسین
۲۹۔ ملک ملنگ جان
۳۰۔ لالہ اقبال دین
۳۱۔ پہلوان طلاء محمد
۳۲۔ سید محمد شاہ
۳۳۔ پہلوان فقیر محمد
۳۴۔ میاں عبدالرحمٰن صدیقی
۳۵۔ میاں بلور دین
۳۶۔ عبدالمجید
۳۷۔ ڈاکٹر سید محمد افضل گیلانی
۳۸۔ سید بشیر الحسن گیلانی

۳۹۔ شیخ باز محمد
۴۰۔ ماسٹر محمد حسین
۴۱۔ سردار گل
۴۲۔ سید سکندر شاہ
۴۳۔ پہلوان شاہ زمان
۴۴۔ لالہ محمد عظیم
۴۵۔ حاجی عبدالرحمٰن چن
۴۶۔ منشی شیر علی خان
۴۷۔ فضل محمود
۴۸۔ خان محمد انور
۴۹۔ حاجی کریم بخش
۵۰۔ سید زکریا شاہ
۵۱۔ سید حبیب شاہ
۵۲۔ حاجی عبدالشکور
۵۳۔ حاجی چوہدری میتھی خان
۵۴۔ میاں گل حسین
۵۵۔ سید عبداللہ شاہ
۵۶۔ اللہ بخش یوسفی
۵۷۔ ماسٹر محمد حسین

کتابیات

۱۔ اردو انسائیکلو پیڈیا، فیروز سنز لاہور، تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۴ء، ۱۰۷۶ ص

۲۔ اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر،
علماء میدانِ سیاست میں ۱۵۵۶ - ۱۹۴۷ء، اردو ترجمہ ہلال احمد زبیری، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی کراچی، ۱۹۹۴ء، ۴۷۱ ص

۳۔ اقبال احمد فاروقی،
تذکرہ علماء اہلِ سنت و جماعت لاہور، مکتبہ نبویہ لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۷ء، ۴۲۹ ص

۴۔ اللہ بخش یوسفی،
سرحد اور جدوجہدِ آزادی، نفیس اکیڈمی کراچی، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۹ء، ۳۷۵ ص

۵۔ اُم سلمیٰ گیلانی، ڈاکٹر،
محدثِ کبیر شاہ محمد غوث کی دینی و علمی خدمات، مکتبہ الحسن پشاور، ۱۹۹۰ء، ۱۴۶ ص

۶۔ بشیر احمد بیگ،
تذکرۂ پیرانِ زکوڑی شریف، خانقاہِ عالیہ زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان ۱۹۸۲ء، ۱۶۰ ص

۷۔ جان باز مرزا،
حیاتِ امیرِ شریعت، مکتبہ تبصرہ لاہور (۱۹۶۹ء) ۵۰۴ ص

۸۔ دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور

۹۔ راشد علوی مفتی،
قافلۂ آزادی (منظوم) بزمِ دانشوران تحفظِ پاکستان پشاور ۱۹۸۸ء، ۲۷۱ ص

۱۰۔ شاہ غلام، سید
خوارق عادات (فارسی) اردو ترجمہ محمد امیر شاہ قادری
گیلانی، مکتبۃ الحسن پشاور، ۹۲ ص

۱۱۔ شمیم جالندھری،
تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار، ادارۂ مصنفات
لاہور ۱۹۸۱ء، ۳۵۴ ص

۱۲۔ صفدر محمود، ڈاکٹر
مسلم لیگ کا دورِ حکومت ۱۹۴۷ء۔ ۱۹۵۴ء سنگ میل
پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۶ء، ۴۰۳ ص

۱۳۔ عبد الجلیل پوپلزئی، ڈاکٹر
صوبہ سرحد کی انقلابی تحریکیں، فکشن ہاؤس لاہور

۱۴۔ عبد الرشید میاں،
اسلام اور تعمیر شخصیت، ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور،
طبع ثانی ۱۹۷۶ء، ۳۰۲ ص

۱۵۔ عزیز جاوید، قائد اعظم اور سرحد ادارۂ تحقیق وتصنیف
پاکستان، ۱۹۷۸ء، ۵۰۴ ص

۱۶۔ علی ندوی، ابو الحسن
نقوش اقبال، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۷۵ء
۳۲۰ ص

۱۷۔ فارغ بخاری،
باچا خان، نیا مکتبہ پشاور (۱۹۵۷ء)، ۴۲۳ ص

۱۸۔ محمد امیر شاہ قادری گیلانی سیّد،
تذکرۂ حفاظ پشاور، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور
۱۹۷۶ء، ۳۰۴ ص
۱۹۔ محمد امیر شاہ قادری گیلانی سیّد،
تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور
ج ۱، ۲۹۱ ص ـــ ج ۲ ۳۶۲ ص
۲۰۔ محمد شفیع صابر
تاریخ صوبہ سرحد، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۸۶ء،
۱۱۵۳ ص
۲۱۔ محمد شفیع صابر
تحریکِ پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصّہ، یونیورسٹی بک
ایجنسی پشاور ۱۹۹۰ء، ۴۵۳ ص
۲۲۔ محمد صادق قصوری
اکابر تحریکِ پاکستان، مکتبۂ رضویہ گجرات ۱۹۷۶ء۔
۲۸۸ ص
۳۲۔ محمد طفیل (ایڈیٹر)
نقوش آپ بیتی نمبر جون ۱۹۶۴ء، ادارہ فروغ اردو
لاہور۔ ۱۸۵۴ ص
۲۴۔ محمد طفیل احمد نقشبندی (ڈسٹرکٹ خطیب ٹھٹھہ)
تحفۃ الزائرین، دربار سیدنا عبداللہ شاہ صحابی
مکلی شریف ٹھٹھہ ۱۹۸۸ء، حصہ اول تا پنجم،
۴۰۰ ص

۲۵۔ محمّد علی چراغ،
اکابرین تحریکِ پاکستان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
۱۹۹۰ء، ۹۱۲ ص
۲۶۔ مدرار اللہ مدرار نقشبندی (سابق ڈسٹرکٹ خطیب مردان)
خان عبدالغفار خان : سیاست و عقائد، ادارۂ اشاعت
مدرار العلوم مردان، اشاعت اوّل ۱۹۹۵ء، ۳۴۰ ص
۲۷۔ وحید الرحمٰن شاہ ڈاکٹر
حضرت حاجی محمّد امین کی حیات پر ایک نظر، نورانی
کتب خانہ چارسدہ (۱۹۹۱)، ۴۰ ص
۲۸۔ وقار علی شاہ سیّد
پیر صاحب مانکی شریف سید امین الحسنات اور اُن کی
سیاسی جدّوجُہد، قومی ادارہ برائے تحقیق و تاریخ و ثقافت
اسلام آباد ۱۹۹۰ء، ۱۸۴ ص
۲۹۔ ولی مظہر ایڈوکیٹ
عظیم قائد۔ عظیم تحریک، شعبۂ نشر و اشاعت شہری
مسلم لیگ ملتان ۱۹۸۳ء، جلد اوّل ۴۸۰ ص۔ جلد دوم
۹۵۶ ص۔

۳۰۔ Earland Janson, India, Pakistan or Pakhtunistan 1932-1947, Uppsala Sweden 1981.

۳۱۔ Jinnah Papers, Editor in Chief Z.H. Zaidi, Quaid-e-Azam Papers Project, National] Archives of Pakistan.

۳۲۔ PAKISTAN: Journal of Pakistan Study Centre, University of Peshawar (Six monthly) V.I, No.I, (Spring 1980).

۳۳- S. Mujawar Hussain Shah, Sardar Abdur Rab Nishtar, Qaderia Books, Lahore, 1985.
۳۴- S.Wiqar Ali Shah, Muslim League in NWFP 1936-47 M.Phil Thesis).

اخبارات وجرائد

۱- الحسن پشاور (ماہنامہ - پندرہ روزہ)
۲- خیبر میل پشاور (ہفت روزہ انگریزی)
۳- روزنامہ آج پشاور
۴- روزنامہ ہمارا پاکستان پشاور

غیر مطبوعہ مواد

۱- بیاض سید اصغر الزمان شاہ قادری گیلانی
۲- بیاض (سفرنامہ) امِ بتول گیلانی
۳- بیاض (سفرنامہ) ڈاکٹر محمد انعام قادری
۴- بلدیہ ریکارڈ (میونسپل کارپوریشن پشاور)
۵- خفیہ پولیس ریکارڈ مخزونہ آرکائیوز اینڈ پبلک لائبریری پشاور
۶- مجلس میلاد پشاور ریکارڈ مخزونہ کتب خانہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

۱- سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی (۲) سید غلام السیدین قادری گیلانی
۳- صابر حسین قادری ۴- عبدالرشید عرف شیدا
۵- حاجی عبدالستار حال مقیم مردان۔ ۶- علاء الدین قادری پشاور
۷- حاجی مشتاق احمد صراف۔ ۸- سلیم بٹ قادری
۹- سید فرزند علی شاہ بخاری